بیمنِ خلاقِ عشقِ انس و جان و حسن آفرینِ معشوقانِ جہان

فرش سخن

مطبوعِ مطبعِ الطبائعِ جوہر کانتِ دہلی سے طبعِ مقبولِ عاشقان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادائے ثناے پاک پروردگار وادی دشوار گذار ہے اس عرصۂ ناپید اکنار کی حد ہی نہ اس دریای ذخار کا کنارہے طاقت بشری قدرت انسانی سے باہر ہے زبان آلودہ خطا و لغزش اس بیان مین سراسر قاصر ہے ہر چند آدم خاکی نژاد نے اسرار رموز اسما و صفات الٰہیہ کی شناخت تک کھوج لگایا مگر کسی وجہ سے سر رشتۂ شناسائی ذات مقدس ہاتھ نہ آیا بس لازم ہے کہ ما عرفناک حق معرفتک کہکر چھوڑ دیجئے زیادہ حوصلہ نہ کیجئے اور نعت جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات شفیع المذنبین ممدوح رب العالمین حضرت احمد مجتبے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کہ باعث ایجاد کونین محبوب رب المشرقین والمغربین المخاطب بخطاب ما ارسلناک الا رحمۃ العالمین ہین ہمارے ناطقہ بستہ زبان سے کیونکر بیان ہو جبکہ خود خداے جہان آفرین اوسکا ثنا خوان ہو

نظم

محمد باعث ایجاد کل محبوب سبحانی ٭ کہ فخر عیسی گردون نشین ہو جسکی دربانی ٭ براق برق تاز اوسکا شب معراج وان پہونچا ٭ جہان نے جسم ہے نے روح جز آثار نورانی ٭ شناسا ہو سکے کب مرتبے سے ایسے داور کے ٭ خیال فلسفے و ہندسی و وہم انسانی ٭

اللہم صلی علی محمد النبی الامی وعلے آلہ واصحابہ وازواجہ واہلبیتہ اجمعین بعد اسکے بندہ ناچیز ہیچمکار نقصان و عیب دشمن سید فخر الدین حسین المتخلص بسخن ابن سید جلال الدین حسین المعروف بہ حضرت صاحب ابن سید نظام الدین احمد المدعو بسید فقیر صاحب خلف الصدق حضرت شاہ خواجہ حسین المودودی الکمھاری چشتی قدس اللہ اسرارہم اس ہنگام مین کہ اردو زبان کا رواج ہے اکثر کتب علمیہ اور تواریخ کے مطالب سے اوسکا امتزاج ہے بمقتضاے طبع آزمائی اور تقاضاے دلکشائی بتکلیف بعضے بصدقا و تحریک احباے دوستان سرا ایک حکایت لطیف عشق و عاشقی کی تحریر پر

حال ہوا بدا فیاض سے اوسکے حسن اختتام کا سائل ہوا اگر سخن وران سخن کی نظر مین قبول ہو ثمرہ باغبانی بہار شاد
سخن نصیب دامن قبول ہو خاتمہ کتاب مین احوال تفریحی اپنا کہ ابتدائے عمر مین اسد اللہ خان غالب سخنور بعید مثل و نظیر
کی خدمت مین مستفیض رہکر نظم و نثر پارسی اور اشعار اردو کا شوق بہم پہونچایا اور عم والا تبار ممدوح برنا و پیر حضرت جناب
خواجہ محمد اشیر صاحب عموی حقیقی اپنے سے اس فن مین استفادہ کیا بیان کرون گا اب قصیدہ مدحیہ کو جو حضرت
پیر و مرشد ہادی برحق اعلی اللہ تعالی شانہ کی مدح مین لکھا ہے تیمنا عنوان اس کتاب کا قرار دیکر داستان خیال آرا کو شروع کرتا
ہے توفیق الہی دمساز ہو تا آغاز کتاب حسن انجام دلنواز ہو واللہ الموفق والمعین

قصیدہ مصنف در مدح حضرت پیر و مرشد برحق ہادی مطلق شمس الضحی بدر الدجی نور الہدی کہف الوری حضرت جناب شاہ قیام اصدق صاحب چشتی اعلی اللہ تعالی شانہم و اعلی اللہ درجتہم و لا زال شموس افاضتہم مستنیرۃ

گیا جو ایک چمن مین مین سحر تنہا
تو نکہت گل و غنچہ سے لطف خلد ملا
نسیم آنا تو چلتی تھی ہر روش جہان
بتان شاہد بدست شوخ بے پردا

دم سحر تھی وہ دلکش فزای سیر چمن
کہ بلبل و قمری نالان بکار اہل علا
بہار داغ دل لالہ باغ بکف
صدای خندہ گل شور بلبل شیدا

فردوس باغ تھی سرگرم جلوہ افروزی
بغل مین سب کے تھا خوشبو شبانہ آج ملا
چنبیلی اور گل خوشبو مثال سیم تنان
اشرفی و گل صد برگ زر و شمل طلا

سمن کی فرط نزاکت سے ایسی صورت تھی
کہ جس طرح کسی گلرو کا ہو رخ زیبا
جو دیکھی شوخ حسینان بوستان کی ہان
کھلی نہ شرم سے بھر چشم نرگس شہلا

ثمر تھے والنکے درختونکے میوہ جنت
شجر تھے اوس چمنستان کے ہمسر طوبا
بہار و سیر چمن بہا گئی جو آنکھون مین
تو بیٹھے بیٹھے غزل یہ لکھی قلم کو اٹھا

غزل

غم فراق سے ہو پہنچا یہ حال زار مرا
کہ مجھکو دیکھ سگ کوی یار رو دلگا
کسی صنم کی جواب دیکھ لون مین زلف دوتا
تو پڑھکے دم کرون ہر دم دعائے رد بلا

وہ نقش ہون کہ مٹائی ہے مین نگار نون
وہ قطرہ ہون کہ اگر ہون فنا تو ہون دریا
جمال یار سے آیا جو غش کبھی مجھکو
گلاب باغ جنان لا کی حورون نے چہرہ کا

مجھے ہے کیا کہ مین پابند تھا سے در گزرون
بلا سے گردہ ستم پیشہ کر رہا ہے جفا
چھوڑا یا مجھے مرا یار کس بہانہ سے
ترا یہ طرز ستم آسمان پسند آیا

لٹو مین ہو سے جو بیتے تمہاری زلفون کے
سزا جو چاہو کرو ہو گئی یہ ہم سے خطا
نشہ ہے خوب مگر نا کہین ذرا آنکھو
کدھر چلے ہو ادھر آؤ میر حور لقا

ہزارون خون کئے دعوی مین ای فلک تجھے
ہوئی مین کشتہ مژگان کے زمین لگی سدا
مریض عشق کو حاجت ہے نوشدارو کی
اوگال انیچے دہن کا دے دے امیر عیسا

مین بیچا ہون ابھی ایک بوسہ کو
فریدئے تو ابھی جنس دل کا ہو سودا
تمہارے ظلم سہین گے رقیب بعد مرے
کہان ہے لاؤ گریبان سخن کو پھر جفا

غزل لکھی تھی یہان تک کہ سمت مغرب سے
صدا آئی ایک یہ پاکیزہ اک ہوئی پیدا
جو مین نے خوف سے گھبرا کے دیکھا سوی فلک
تو آئی پھر یہ آواز خوب مجھکو ندا

کہ ای اسیر بلا نقش بوریائے الم
غریق لجہ غم مبتلای حرص و ہوا
قتیل خنجر ابروی مہوشان جہان
فدای روی حسینان شہید ناز و ادا

ستم رسیدہ گردون بہتہ ترا دشمن
فریب خوردہ دنیا کہ جسکا ہے شیدا
تو کس خیال مین رہتا ہے رات دن غافل
جہان یہ خواب ہے ہرگز نہین ہے اسکو بقا

ثبات ہستی ناپایدار اک دم ہے
بورد کلمہ توحید مدح آقا مین
یہہ سن کے لایا قلم شاخ نخل طوبا سے

سوای ذات خدا سب کے ہی وطیرہ فنا
قصیدہ ایک نئے طور کا تو کر انشا
سواد مردمک چشم حور کر ہے جا

بصدق دل تو یہہ کہ لا الہ الا اللہ
مگر بچائیو اپنے تئین تو ان سب سے
لکھا یہہ مطلع برجستہ مین نے از رہ خوف

خموش کیا ہی کہ منہہ مین نہین زبان گویا
کہ مین جہان مین بہت دشمنان دوست نما
کہ ہو قبول بدرگاہ سرور والا

مطلع

شہا ازل سے یہہ مرقوم ہے بکلک قضا
فلک جناب زمین مسکن و بشر پیکر
چراغ دودۂ چشتی و قادریہ طریق
وہ کون حضرت شاہجہان قبلۂ اصدق
سری زبان نے جو بوسے مرے دہن کے لئے
بہار باغ معانی مین فیض اقدس سے
ترا لعاب ہے خضر وار گر ہو نصیب
تری جلال کے باعث تری کرم کے سبب
زیادہ طول نہ دو ای سخن تمام کرو
یہہ مصرعے کرے جب تک منازل فلکی
نماز تا کہ جماعت کی ہووے مسجد مین

ترا خطاب حبیب خدا شہ والا
ملک خصال پری وش جمیل و حور لقا
فقیہہ اکمل و شب زندہ دار بیریا
کہ جسکی زیر کف پا ہی جنت الماوا
الٰہی نام یہہ کس کا زبان پر آیا
دکہا رہی ہی عجب لطف اپنی طبع رسا
تو مجھکو پھر نہ ہے آرزو آب بقا
گذرتی ہی مری ہر دم میان خوف و رجا
کہ فرط ضعف سے اب فکر کا نہین یارا
یہہ ماہ اوس سے کری جب تلک کسب ضیا
زبانون پر ہو رواں جب تلک کہ نام خدا
یہہ سایۂ قدم پاک تا قیامت ہو

معین دین محمد کفیل آمرزش
حبیب خاص خدا نائب رسول کریم
ستون کعبۂ اسلام عرش اعظم حلم
اور اوسکی بعد لکھا تھا یہہ مصرعۂ موزون
غلام اوس شہ والا عبا کے ہوش کا ہون
شہا تو مہر درخشان مین ذرۂ ناچیز
مین جسکو تیری غلامی مین فضل ہی حاصل ہون
ترا غلام جو ہو جا ہے شاہ ہفت اقلیم
پس از صلوۃ و وظائف بصد خضوع و خشوع
گلیم و خرقہ بموجب ملک فقیر کی پوشش
غذای روح مریدون کو تیرا حسن ملیح
بفرق جملہ مریدان خصوص شما

سراج بزم یقین نور شمع صدق و صفا
ستون شرع و ورع آب گوہر تقوی
گل بہشت کمالات خضر راہ صفا
غلام خاص ترا فخر دین قصیدہ میرا
کہ جسکے شوق مین مین بیان سے ارباب وفا
کبھی تو میری بھی جانب نگاہ لطف و عطا
نہ مجکو ہو غم امروز نے غم فردا
تو بھیجی خاک کو وہ فرش اطلس و دیبا
دعا جناب الٰہی مین ہی یہہ صبح و مسا
لباس اہل تنعم ہو اطلس و دیبا
دوای درد دل یکسان ہو تمام ترا

اور جو اس قصہ کو ملاحظہ کرے وہ یہہ نہ سمجھے کہ فسانہ عجائب کا جواب لکھا ہے جتنا لکھا ہے لاجواب لکھا ہے نہین مرزا صاحب یگانہ ہین یکتای زمانہ ہین وہ موجد ہین اور ہم مقلد ہین فرق اس قدر کہ ہم کمسن مرزا صاحب پرانے آدمی ضعیف پھر کہان اونکی تالیف اور کہان ہماری تصنیف ہم نوجوان وہ صد باران دیدہ سنجیدہ و فہمیدہ پیر کہن پھر کہان فسانہ عجائب اور کہان سروش سخن مگس کو ہما کے ساتھہ کیا ہمسری ذرہ کو سہا سے کیا برابری جو لف ونشر مرتب سمجھے وہ البتہ ہمارا مطلب سمجھی مگر صاحب موصوف نے جو اپنے تالیف مین بیچارے میرامن دہلوی کو بنایا ہے اپنی زبان کی تاثیر سے اوس صاف گو کو ایک آدہ کڑا فقرا سنایا ہے تو ہم بھی اب کہتے ہین کہ سرور لکھنوی نے اٹھارہ مرتبہ فسانہ عجائب کو درست کیا جو فقرہ ذرا سست پایا اوسے چست کیا مگر غلطی نظر نہ آئی اگرچہ کئی مرتبہ کتاب چھپی مگر وہ بات نہ چھپی قصہ اپنا از سر نو ملاحظہ فرمائین ابتدا سے انتہا تک دیکھ جائین اور سمجھین کہ کئی جگہہ تانیث کو تذکیر لکھا ہے اور تذکیر کو تانیث باندھا ہے ارباب بینش پر سب آشکارا ہے حاجت تصریح نہین اکثر غلط ہے بالکل صحیح نہین حق تو یہہ ہے کہ جو اردوے معلی کی زبان نہین جانتا تذکیر و تانیث نہین سمجھتا جو شاہجہان آباد مین

رہا ہے جسنے دربار شاہی نہین دیکھا ہے وہ فسانہ کیا لکھے اوسکا سنخہ کیا ہے یون تو کہنے کو بہت سے داستان گو دہلی اور لکھنو مین مارے مارے پھرتے ہین اگر وہ بھی چاہین تو فسانہ لکھ ڈالین تھوڑا کام کرکے بڑا نام کرین متقدمین کے سخن پر نکتہ چینی کرین اونکے کلام مین کلام کرین جیسے لکھنو کے بعض شاعر کہ اونکے باپ دادا سب سکھے سکھائے دہلی سے آئے یہان آباد ہوئے وہ اب ہر فن کے موجد بنے سب شاعرون کے اوستاد ہوئے انصاف کیجے تعلی نہ لیجئے رفیع السودا اور خواجہ میر درد اور خواجہ محمد نصیر اور میر حسن صاحب مصنف مثنوی سحر البیان یہہ سب صاحب کہان کے تھے میر تقی صاحب غفران مآب تو بادشاہ شاعران اوستاد سارے جہان کے تھے اسمین تو کسی کو جائے گفتگو اور تقریر نہین اور اگر ہو تو ع آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہین * ان کو جانے دیجئے اب غور کیجئے کہ اس زمانہ مین غالب نامور سب شاعرون مین فرد ہے جس کے شبدیز خامہ کی ڈپٹ کے سامنے عرصۂ نظم مین تمام اساتذہ کا کلام گرد ہے ہندوستان سے ولایت تک تو ثانی نہین رکھتا غالب سب پر غالب ہے آپ کا شاگرد ہو جو فن شاگردی کا طالب ہے اوستاد کو لازم ہے کہ سوائے اپنے تلامذہ کے دوسرون کے کلام مین عیب نہ لگائے حرف گیر نہو سعدی کس نیاموخت علم تیر از من * کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد * اردو جن کی زبان اونہین کی ہے لعن طعن ایسا بھی آدمی بے پیر نہو بقول حضرت نسیم دہلوی

نسیم دہلوی ہم موجد باب فصاحت ہین * کوئی اردو کو کیا سمجھے گا جیسا ہم سمجھتے ہین * اور ہم نے جو اس قدر صاف صاف لکھا ہے کسی کو ناگوار خاطر نہو بخدا کسی کا پاس نہین کسی سے ہراس نہین جو کچھ لکھا ہے با انصاف لکھا ہے اب اس پر بھی کوئی رنجور ہو تو خیر ہم شر نہین کرتے راست گفتار مین کج بحثی سے بیزار مین اسمین کسیکو الم ہو یا سرور ہو ارباب دانش اور اصحاب بنیش سے یہہ التماس ہے کہ فقیر اس نثر کو لکھکر اوستادی کا دعوی نہین کرتا انا شاعر کا دم نہین بھرتا کسی سے انعام کی خواہش کسی کو نظر دینا مقصود نہین ہے اپنی التجا کسی سوائے معبود نہین ہے امیدوار ہون کہ اگر اس مین کسیطرح کی غلطی ملاحظہ فرمائین تو اوسکو اپنی خوش مہربانی سے چھپائین اور سمجھین کہ دہلی کا رہنے والا ہے محاورہ اور روزمرہ سے لکھنو کے ابھی ناآشنا ہے

واللہ ولی التوفیق وہو خیر الرفیق

آغاز داستان پیدا ہونا شہزادۂ آرام دل کا اور ملاحظہ کرنا تصویر ملکہ حسن افروز حور شمایل کا اور مائل ہونا اوسپر دل کا اور روانہ ہونا محمود کی ہمراہ اوس نیم بسمل کا

پلا ساقیا آب گلگون کا جام
کہ آتا ہے عالم مین ماہ تمام
لگا دی لبون سے کہ بن پیکے ہی
کرون سیر باغ ارم جی مین ہے

راویان اخبار کہن اور مصوران پیکر سخن تصویر اس داستان کی صفحہ بیان پر یون کھینچتے ہین کہ سرزمین چین مین ایک بادشاہ تھا نہایت عادل دبا ذل دریا دل رعیت پرور عدالت گستر عموم عدل واحسان اوسکا رشک افزائے

عدل کسری اور نوشیروان تھا جود و سخا مین حاتم کا کیا ذکر ہے محیط اعظم اوسکی وسعت فیض سی بصد پیچ و تاب امواج
انگشت بدندان تھا اوسکے عہد معدلت مہد مین زبردستون کو زیردستون سے بتعدی پیش آنا موجب جرم و یقین بادشاہ تھا
ہر ایک قوی کا دل ہر ضعیف کی فریاد کی بیم سی مانند دندانہ تشدید اندیشہ مند خراش تھا سب کا جام تمنا مے نشاط سی سرشار تھا
رنگ ہر طبیعت کا ہمرنگ گلشن و گلزار تھا بہت بادشاہ اوس شہنشاہ گردون بارگاہ کے خراج گذار تھے اور غاشیہ اطاعت
دوش پر رکھکر بندہ فرمان بردار و جان نثار تھے ہر گاہ خصائل خجستہ اور شمائل میمنت افزا سے اوسکو
کام تھا فرخ سیر کجکلاہ اوس شاہ عالیجاہ کا نام تھا مگر اوس شاہ گردون وقار کا باین جاہ و حشم دور
کنندۂ غم کاشانہ امید کا روشن کرنے والا کوئی فرزند سعادت توام تھا چراغ دودمان دولت فروغ بخش
عالم نہ تھا کس لحظہ یہہ الم دل سے بہم تھا کس دم اس درد سے لب پر آہ و نالہ بہم تھا کون ساعت تھی کہ جگر کا داغ سوزان
نہوتا کون وقت تھا کہ رنج و آلام سے دیدہ گریان نہوتا جب خیال جگر گوشۂ تمنا کا آتا تھا دو نون ہاتہون سے
کلیجہ تھام کر اشک حسرت چشم تر سے بہاتا تھا سلطنت کو بے وجود فرزند دلبند کے خاک کے برابر جانتا
شہریاری اور حکومت کو وارث تاج و تخت کے نہونے سے باغ خزانی سے بیرونق تر جانتا شب و روز
بصد سوز بدرگاہ حق جل و علا یہہ دعا ورد زبان تھی اس مناجات کی تکرار وظیفہ کام و دہان تھی

مولانا نظامی قدس سرہ تو کفتی ہر آن کس کہ در رنج و تاب ٭ دعائے کند من کنم مستجاب ٭ چو عاجز بماندہ دانم ترا ٭ درین عاجزی چون نخوانم ترا ٭ اے چارہ ساز بیچارگان و اے فریادرس

بیکسان تو نے اپنے فضل و احسان سے مجھ حقیر عاجز کو اس مرتبہ پر پہونچایا ایسا مرتبہ بڑہایا کہ ایک عالم میری تحت
حکومت کیا میرے آگے گردن کشون کا سر جھکایا ساری مخلوق سے ظل اللہ کہوایا اور یہہ توفیق بخشی کہ اس
نشۂ دولت مرد آزما سے مستی غفلت ہوش ربا نہوئی اپنی رجوع ہر کار مین تیری درگاہ کے سوا نہوئی اب آفتاب
حیات لب بام آیا سفید بال آئے موت کا پیام آیا تیرے فضل سے مجھ بندہ ناچیز کی خاطر کیا کیا مہیا نہوا
مگر کوئی فرزند ارجمند ثمرہ زندگانی اس گمنام کی نشانی ابتک پیدا نہوا کہ بعد میرے وارث تاج و دیہیم کا
ہوتا اور فرمان روا اس اقلیم کا ہوتا تیری ذات دستگیر درماندگان اور وحدہ لاشریک ہے میری مشکل کشائی
اور حاجت روائی ادنے کار تیرے نزدیک ہے گل مراد مجھ بے بنیاد کا نسیم فضل عمیم سے اپنے شگفتہ اور
خندان کر بحق اولاد رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم اس دردلاولدی کا جلد درمان کر **مصنف**
امیدوار کیون نہون مین تجھ کریم سے ٭ نومید کون ہے تری فضل عمیم سے ٭ یہہ آہ پر تاثیر اور دعائے
شبگیر اوس ہمایون خصال فرخ فال کی پایۂ اجابت کو پہونچکر بدرگاہ مجیب الدعوات قبول ہوئی آرزوئے
خاطر برائی تمنائے دل معشوق حصول ہوئی آثار امید فرزند کے نمایان ہوئے بانوے شاہ حاملہ ہوئی
چراغ ہائے مراد خیر طلبون کے شبستان بخت مندی مین فروزان ہوئے بعد گذرنے نو مہینے
کے ایک لڑکا مہ پارہ سپہر خوبی کا ستارہ برج حمل نواب خاص محل سے پیدا ہوا ہر خرد و کلان اوس

ماہ تابان پر بلا گردان ہو خورشید انور اوس صورت زیبا کا شیدا ہو

سراپا از مصنف عفی اللہ عنہ

تھی وہ پیشانی کہ دیکھے جو کبھی ماہ فلک
شل تصویر تحیر زدہ رہ جائے بھچک

تیغ ابرو کی وہ تیزی کہ دم خونریزی
آدمی کیا کہ ہوئی قتل اشارہ دشمن ملک

چشم فتان میں وہ شوخی کہ او سے دیکھے گل
مار رہا تھا گل نرگس بھی چمن میں چشمک

اوسکی بینی کی لطافت کو رقم کیا کیجے
وہ بدم ناک میں دم لاتی ہے نتھنوں کی پھڑک

کیا نزاکت کہوں اوسکے گل رخسار کی میں
دہیان سے بوسہ کے وہ خون کی دیتا ہے جھلک

کان وہ کان ملاحت کہ نہ دیکھے نہ سنے
ہے تمنائے سخن یہ کہ میں پہونچوں اوس تک

ناز ہے جس سے دہن تنگ سخن ہاتھ اوٹھائے
بو کبھی زلف معنبر کی جو پہونچے اوس تک

تار گیسو جو نظر آئے دل شیدا کو
طائر رشتہ بپا بنکے وہ رہ جائے اٹک

لب جان بخش وہ ایسے کہ کلام شیرین
دم عیسیٰ کے برابر ہو جو پہونچے وہان تک

صدف در ہے جو دے خامہ دہن کو تشبیہ
نازو دُر دُر کہے عشوہ کہ ہے چل بے نمک

چہرے پر رنگ طلائی کی بہار ایسی ہے
کہ جسے دیکھ کے شرماتی ہے کندن کی دمک

اوسکی گردن کی صراحی کا اگر وصف کروں
رشک سے گردن مینا بھی ابھی جائے ڈھلک

جستجو ہو کمر یار میں یہ جسے بج کہیں
آنکھ پر اپنی مہ و خور کی لگا کر عینک

روز و شب مشرق سے تا مغرب وہ گر آتا ہو تلاش
پر نہیں پاتا نشان اوسکی کمر کا ابتک

پنجہ مہر لگا منہہ کی بلائیں لینے
جس دم آغوش میں پا در گیا وہ بالک

اب بس خاموش سخن طول سخن تا کجا
کتنی لکھ چکتا فسانہ کی عبارت ابتک

الغرض ارکان دولت نے اس مژدہ روح افزا کی خبر اوس شاہ نیازمند درگاہ بے نیاز گوش بر آواز کو پہونچائی بادشاہ نے بقول **میر حسن** یہ سنتے ہی مژدہ بچھا جا نماز ٭ کئے لاکھ سجدے کہ اے بے نیاز ٭ تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار ٭ نہو تجھسے مایوس امیدوار ٭ اور بعد نماز شکرانہ حکم دیا کہ آج سے چھہ روز تک سب امیر و وزیر غریب و فقرا اپنے اپنے گھر میں جشن کریں خزانہ عامرہ سے واسطے مصارف کے جس قدر درکار ہو طلب کرلیں سب نے چھہ روز تک خوشی کی بعضوں نے اندازے سے زیادہ بادۂ نشاط اور مے انبساط سے مست ہو کر فکر دین و دنیا سے فراموشی کی بادشاہ نے دو ہفتہ جشن جمشیدی کیا حاجتمندوں کو اس قدر دیا کہ اب تک اوس ملک میں کوئی محتاج نظر نہیں آتا ہے جنہوں نے کوڑی آنکھوں سے نہ دیکھی تھی اونکے گھر میں لعل و دُر کا ذخیرہ پایا جاتا ہے صبح ولادت شاہزادہ محسود صبح عید تھی نامرادوں کے قفل بستہ کی کلید تھی الغرض تولد شاہزادہ کی خبر از لندن تا روم ہوئی اور اوس بدر درخشان کے حسن و جمال کی آفاق میں دھوم ہوئی بسکہ وہ جگر پارہ آرام دل و جان اور راحت روح و روان تھا اسلئے **آرام دل** نام رکھا لیل و نہار پرورش سے کام رکھا جب چار برس کامل گذر گئے مرادوں کے دن بھر گئے پانچوان سال شروع ہوا نیر اقبال کا مشرق اجلال سے طلوع ہوا موافق رسم آئین اوس دیار کے بڑی دھوم دھام کمال عز و احتشام سے اوس ابجد خوان مکتب خوبی کی بسم اللہ ہوئی خلق کو دو چند رفاہ ہوئی مصرعہ ہو گیا بسمل معلم اوسکا بسم اللہ میں ٭ ادیب اور اتالیق ادب سکھانیکے لئے علما اور فضلا علوم پڑہانے کے لئے معین ہوئے تیرانداز نیزہ باز چابک سوار اور ہر قسم کے اہل کمال ہر ایک ہنر بتانے کے لئے مقرر کئے گئے شہزادہ بسکہ فکر بلند ذہن رسا و طبع ارجمند رکھتا تھا دس برس میں تمام علوم سے ماہر اور جمیع فنون پر قادر ہوا جب وہ غیرت ماہ بدر کامل ہوا اور چودہویں سال میں داخل ہوا اسیر کا

شوق شکار کا ذوق پیدا ہوا گاہ گاہ شام و پگاہ نواب شاہ زمان وزیرزادہ کہ شاہزادے کا ہمسن انیس
اور جلیس رات دن آرام دل کے ہمراہ شکار گاہ مین جایا کرتا چرند اور پرند جانورون کے صید و شکار سے دل بہلایا
کرتا ایک روز حسب دستور شہزادہ مع وزیرزادہ واسطے شکار کے تشریف فرما ہوا مرغزار مین پہونچکر چند غزالان شوخ چشم
صحراگرد اور آہوان دشت نورد کو ناوک دلدوز سے شکار کیا جو چوکڑی بھولا اوسے کمند ہمسر زلف مین اپنے اسیر و
گرفتار کیا پھر دولت سرا کو مراجعت کی آگے جانے کی فسخ عزیمت کی اب عشق کی حیلہ سازی حسن کی فتنہ پردازی
دیکھئے واقعہ تازہ سنئے کہ محمود نام تاجر باشندہ فارس نے خاص شہزادے سے دیوان عام مین ملازمت حاصل کی
نفائس تجارت پیش کئے آرام دل نے فرمایا کہ اے محمود کوئی چیز نادر بھی لائے ہو اوس نے قدمبوس ہو کر عرض
کی کہ ایک تصویر البتہ نادرہ روزگار لایا ہون حضور کے ملاحظہ کے قابل جانتا ہون یہہ کہا اور تصویر شہزادے
کے حضور مین پیش کی پھر دست بستہ التماس کیا کہ اے مرشدزادۂ عالم یہہ تصویر ملکہ حسن افروز فارس
کی بادشاہزادی کی ہے غور تو فرمایئے کہ نقاش ازل نے کلک قدرت سے صفحہ دنیا پر اس طرح کی تصویر کبھی کھینچی
ہے اور چشم و گوش فلک نے با این عظمت و شان ایسی پری رشک ماہ تابان آج تک سنی ہے یا دیکھی ہے
شعر قمر کی یہہ خورشید تصویر ہے ٭ گلے مین ستارون کے زنجیر ہے ٭ آرام دل کی نظر جو اوس
تصویر دلپذیر پر پڑی بیک نگاہ آرام دل کھو بیٹھا ہیہات زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا جنون سر پر سوار ہوا کمبخت
عشق گلے کا ہار ہوا طرفۃ العین مین حشر برپا ہو گیا بقول شخصے ع دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا ٭ جنس سوداگر کا خریدار
تھا اپنا بھی متاع صبر و خرد اوس شہنشاہ حسن و خوبی کے نذر کیا پنجۂ شوق نے گریبان صبر کو چاک کرنے مین
کوتاہی نہ کی اضطراب کو آغوش مین لیا وہ چشم کہ نرگس شہلا پر چشمک زن تھی تمنائے دیدار اوس غزال صحرائے
خوبی کے گریان ہوئی اور وہ زلف کہ سنبل زار رشک افشان تھی فراق مین اوس نونہال گلستان خوبی کے
پریشان ہوئی وہ دل کہ غم و الم سے فارغ تھا دام گیسو مین گرفتار ہوا اور وہ سینہ کہ مثل آئینہ رونمائے راحت تھا
تیر بیداد عشق سے فگار ہوا رنگ ارغوانی چہرۂ تابان سے اوڑ گیا زعفرانی رنگ سے وہ رخ زیبا برنگ دیگر جلوہ آرا
ہوا جب جوش جنون فزون ہونے لگا گھبرا کر محمود سے یہہ فرما کر بے اختیار رونے لگا ٭ مومن خان
دہلوی مرحوم کر علاج جوش وحشت چارہ گر ٭ لادے ایک جنگل مجھے بازار سے ٭ اے یار و
دمساز جلد میرے درد کی دوا بتا ورنہ جان سے کہ میرا دم چلا محمود نے دیکھا کہ یہہ عجب گل کھلا طرفہ
ماجرا ہوا خوف سے ہراسان اتفاقات زمانہ پر حیران ہوا گھبرا کر سمجھانے لگا لڑکا جان کر بہلانے لگا کہ حضور
خیر ہے عقل دشمن عشق مین اسیر ہے آپ کا کدھر خیال آیا بیوجہ طبع نازک پر ملال آیا کہان حسن افروز بدبخت کہان
حضور کی شان و شوکت اور تاج و تخت وہ بیان تو فقط تفریح خاطر کے لیے تھا اوس سے یہہ غرض و مطلب نہ تھا
آرام دل نے ایک آہ سینہ سوزان سے بھری اور تصویر چھاتی سے لگا رونے لگا یاد دلدار مین اشکون سے
منھہ دھونے لگا اور کہنے لگا کہ اے محمود تو آپ ہی آگ لگاتا ہے پھر پانی کو دوڑا جاتا ہے وہ جملہ درست تھا

اب فقرہ بازی ہے وہ سلسلہ محبت تھا اب جعلسازی ہے واسطے اوس معبود حقیقی کے جسنے تجھے پیدا کیا اور
مجھکو اوس محبوبہ کی تصویر پر شیدا کیا جلد مجھکو وہان پہونچا بیقرار ہون مجھہ ناکام کو اوس گل اندام سی ملا مین ہمیشہ
ممنون منت اور احسان رہونگا مشکور بدل وجان رہونگا محمود نے کہا اے شہزادے دیکھہ کیا ستم کرتا ہی کوچہ
عشق مین کیون قدم دھرتا ہے نسیم وہان موج ہوا ہوا پہ اژدر ہے وہان رنگ مین زمین پہ اخگر ہے مرغان ہوا مین
ہوش راہی ہے نقش کف پا مین ریگ ماہی ہے سایہ کو پتا نہین شجر کا ہے عنقا ہے نام جانور کا ہے اے نادان کہا مان
عشق کو آسان نجان رات دن غم وغصہ کھائے گا آخر الامر سوائے حسرت وافسوس کچھہ ہاتھہ نہ آویگا یہہ عشق
بنحت بڑا ظالم بیرحم ہے اب بھی کچھہ نہ لف کافر کے پھندے مین اپنے تئین مت پھنسا اگر کچھہ مآل اندیشی کا
فہم ہی نہین تو یاد رہے کہ دین ودنیا بہول کر مجنون کیطرح صحرا نورد وآوارہ کوہ ودشت ہوگا سب عالم مین مشہور
جنون پیشہ ہوگا اس دریائے ذخار نا پیدا کنار کا پتا نہین بے انتہا پاٹ ہے اسکا ڈوبا ترتا نہین یہہ تلوار کا
گھاٹ ہے اے نادان تو نے سنا نہین امانت لکھنوی عشق وہ گل ہے کہ دامن مین ہین جسکے سو خار ؎
عشق وہ نخل ہے جس مین نہ لگا پہل اکبار ؎ عشق وہ میوہ ہے جسمین نہین لذت زنہار ؎ عشق وہ باغ ہے
جس مین کبھی آئی نہ بہار ؎ عشق وہ شاخ ہے جسمین نہین بتا دیکھا ؎ عشق وہ غنچہ ہے جسکو نہ شگفتہ دیکھا ؎
یہہ وہ گلشن ہے کہ تاراج کرے عیش کا باغ ؎ یہہ وہ گلدستہ ہے پہولون کے عوض جسمین ہے داغ ؎ یہہ وہ نکہت
ہے کہ بلبل کا پریشان ہے دماغ ؎ یہہ وہ جھونکا ہے کہ جو زیست کا گل کردے چراغ ؎ سرو اس باغ سے گلزار کا
سطیخ ہو جائے ؎ اوس شبنم پہ پڑے آتش گل یخ ہو جائے ؎ یہہ وہ دریا ہے کہ ساحل کا نہین جسکے پتا ؎ یہ وہ
ساحل ہے کہ لب تشنہ ہین جسپر صدہا ؎ یہہ وہ طوفان ہے کہ ڈالے تہ گرداب بلا ؎ یہہ وہ قطرہ ہے کہ پل مین بنے
سیل فنا ؎ یہہ وہ ہے موج کہ خنجر کی روانی دکھلائے ؎ یہہ وہ ہے گھاٹ کہ تلوار کا پانی دکھلائے ؎ اے شہزادے
اس خیال خام کو دل سے دور کر خاطر آشفتہ کسی طرح مسرور کر آرام دل نے کہا اے مونس غمخوار وای
ہمدم شیرین گفتار میرا تو یہہ حال ہے شعر جان تک اوسکی محبت مین گنوان بیٹھی ہین ؎ ہاتھہ جینے سے سرد
اوٹھا بیٹھے ہین ؎ تو کسکو نصیحت کرتا ہے کسکو سمجھاتا ہے کیا کرون کیون بیہودہ بکتا ہے مجھے بھی بکواتا ہی
بیدل تو و پندہای خوش بمن بتو ناصحا چہ خبرزین ؎ کہ زخنجر مژہ کسرچہ گذشت برجگر کسے ؎ مجھو کہ بڑا مرد دانا ہہا
عاقل وفرزانہ گرم وسرد روزگار دیدہ آدمی سنجیدہ وفہمیدہ تہہ سمجھا کہ جادوگر عشق نے فسونکاری کی ہے
بلا سر پر آئی کتنا ہی بکونگا یہہ ہرگز نہ مانے گا زیادہ سمجھاؤنگا تو دشمن جانیگا نسیم مجنون ہوا اگر تو فصد لیجے ؎
سایہ ہو تو دوڑ دہوپ کیجے ؎ کچھہ روگ جو دربے خلش ہو ؎ درمان کے لئے دوا دوش ہو ؎ بیماری عشق
لا دوا ہے ؎ اس باغ کی اور ہی ہوا ہے ؎ آخر تو یہہ جی سے اپنے ہے تنگ ؎ ایسا ہو لائے اور کچھہ رنگ ؎
یاد آئین جوابروان خمدار ؎ ریتے نہ کہین گلے پہ تلوار ؎ چار ونا چار دلداری کرنے لگا اوس زاویہ نشین حزن کدہ الم کی
غمخواری کرنے لگا اور کہا کہ اے شہزادے اگر یہی بات جی مین سمائی ہے ایسی ہی ٹھہرائی ہے تو ذرا صبر چندے دلبر پہ جبر کر

پھر دیکھیہ کہ پردۂ غیب سے کیا عیان ہوتا ہے آئینۂ مراد سے کیا نمایان ہوتا ہے ایسی بیقراری اتنی آہ و زاری
دشمنونکو بیمار کریگی رسوائی کچھ دبازار کریگی للہ ذرا اپنے تئین سنبھال رنج و الم خاطر غمگین سے نکال خداکو یاد کر یہہ جوانی
مفت نہ برباد کر اوسکی ذات جامع المتفرقین ہے کسی صورت سے ایسی شکل نکل آئیگی کہ در جاناتک رسائی ہو جائیگی خاطر نازک
کیون رنجور ہے بیٹھے تصویر درد کہلائی میرا ہی قصور ہے خیر اپنے آغاز کی کو آپ انجام دونگا تمہین دلدار تک پہونچاؤنگا آرام دل نے
کہا اے محمود کیا کہون سبحر درد فرقت کو بیوجنی نہین ایذا کوئی ؏ دل پھیا ہوا مثا ہی کلیجا کوئی ؏ داغ سینہ کے ابہرتے
ہی چلے آتے ہین ؏ جب کسی طرح ٹہرتا نہین پھاہا کوئی ؏ دشت غربت مین سفر تک ہنین ملتی ہمکو ؏ راہ مقصود
بتادے ہنین اتنا کوئی ؏ یہہ کہا اور اوسیوقت سامان سفر کی طیاری کا حکم دیا محمود نے دستار سر سے اوتار کر
شہزادے کے قدمون پر رکہی اور عرض کی کہ حضور بہر خدا اتنی جلدی نہ کیجئے ایسا نہ گہبرائیے ذرا دل کو تسکین دیجئے رات بہر
توقف فرمائیے صبح اختیار باقی ہے حضور جب توسن اقبال پر سوار ہونگے غلام بہی ہمراہ رکاب چلیگا نصرت و فیروزی
جلودار ہونگے ایک دم قدم چہوڑونگا اطاعت سے کسی شکل منہ نہ موڑونگا آرام دل نے کہا ہان سچ ہے
لاعلم گزرتی ہے جو دل پر مبتلا کے مبتلا جانے ؏ جو ہو بیدرد وہ درد دل بیمار کیا جانے ؏ عبث کرتا ہے
تو فکر دوا اے چارہ گر بیٹھا ؏ اسے جا ہی مزا اس درد کا تیری بلا جانے ؏ اے رہنمائے کوچۂ محبت حال زار
کیا بیان کرون کیفیت بیقراری دل کو کیونکر عیان کرون شعر سینہ مین طپش دل کو ہے بسمل کے برابر ؏ بسمل بہی
نہ تڑپے گا میرے دل کے برابر ؏ محمود نے کہا حضور یہہ سب بجا ہے اس مین شبہہ کیا ہے عشق بڑی بلا ہے وامق و فرہاد
کو اسی نے تباہ کیا ہے مگر صبح تک تامل فرمائیے منزل مقصود کچہہ بعید نہین رات کی رات ٹہر جانیے زیادہ گفت
و شنید نہین غرض آرام دل نے محمود کی اصرار و عجز و انکسار سے رات بہر صبر کیا دل پر کمال جبر کیا مگر اوس
کمان ابرو کے شوق مین تمام شب جلایا کیا اوس گلبدن کے جذبۂ اشتیاق مین سینۂ بے کینہ پر داغ جلایا کیا
جب دل پر صدمہ کمال ہوتا تہا یہہ غزل پڑہ کے روتا تہا اغا حسن جلایا یار نے ایسا کہ ہم وطن سے چلے ؏
مثال شمع کے روتے اس انجمن سے چلے ؏ ہزار طرح کی رنگینیا ہون غنچہ مین ؏ مجال کیا ہے جو بڑہ کر تری دہن
سے چلے ؏ جو دسترس ہو تو ہاتہون سے تار تار کرے ؏ جنون کا روز پس مرگ اگر کفن سے چلے ؏ آخر
اسی آہ و زاری اور بیقراری مین گریبان سحر چاک ہوا ننگ و ناموس کا قصہ پاک ہوا ادہر نمود سحر ہوئی
ادہر دل مستمر سیدہ ہجران دیدہ کو فوراً خبر ہوئی جب شاہد مہتاب باہزاران کرشمہ و ناز حجلۂ مغرب مین روپوش
ہوا اور آفتاب عالمتاب مثل عاشقان سینہ فگار سرائے مشرق سے نکلکر مسافرانہ خانہ بدوش ہوا آرام دل
نے دو اسپ باساز و یراق اصطبل خاص سے طلب فرمائے داروغہ حسب الحکم دو گہوڑے باد رفتار کہ جنکی سبکخرامی
کی نسیم سحری قسم کہائے تیز رفتاری مین باد صرصر نقش قدم سے پیچہے رہجائے فی الفور حاضر لایا آرام دل نے محمود سے
فرمایا کہ بسم اللہ سوار ہو اب کوئی طرح کی نہ تکرار ہو شمشیر ولایتی کمر مین لگا کر رکاب مین پاؤن ڈالا اور یہہ شعر
سلطان عالم شاہ لکہنو کا پڑہا اختر درودیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہین ؏ رخصت اے اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہین ؏

چند عدد جواہر بے بہا اوس لعل نایاب کان عشقبازی نے خانہ زین مین رکھہ لئے اور بتلاش دلبر روانہ ہوا محمود کو اپنی
اس حرکت نامحمود سے نہایت پشیمان تہا خجالت سے سر در گریبان تہا بپاس سخن اور مقتضائے محبت دوسرے
گہوڑے پر سوار ہوکر دنبال شہزادے کے روان ہوا قریب پہونچکر کہا کہ حضور نے وفور بیتابی سے تنہا چلنے کا قصد
فرمایا ہے ایک جلودار تک ہمراہ نہین آیا ہے اسقدر بے سامان سفر کرنا نازیبا ہے اندیشہ کا مقام ہے وہ نوردی
سخت بلا ہے **آرام دل** نے کہا اے محمود بیکسون کا اللہ والی ہے غور کر کہ ہم تنہا نہین یہہ ہماری خوش اقبالی ہے
کہ حضرت عشق ہمراہ ہین علم بردار نالہ و آہ ہین چتر داغ جنون سر پر ہے دل بیتاب رہبر ہے روح مجنون و فرہاد
رکاب مین ہے جان وامق ناشاد زمرہ احباب مین ہے اس شان و شوکت کی سواری ہے یہہ سب تیاری ہے
پھر کیون کسیکو ہمراہ لیتا کسواسطے تکلیف دیتا **حضرت اوستادی غالب** مدظلہ ٭ ناغ دشت نوردی
کوئی تدبیر نہین ٭ ایک چکر ہے مرے پاؤن مین زنجیر نہین ٭ شوق اوس دشت مین دوڑاتا ہے مجھکو کہ جہان
٭ جادہ غیر از نگہہ دیدہ تصویر نہین ٭ القصہ خیال جانان دمساز محمود دلسوز ہمراز حال دل کہتے ہوئے باگ اٹھائے
چلے جاتے تھے راحت و آرام کا تصور بہی دل مین نہ لاتے تھے اس قدر درجانان پر پہونچنے کا اشتیاق تہا
راستہ کا شنا اتنا شاق تھا کہ گھوڑون کے ہلاک ہونیکا مطلق نہ خیال تھا یہہ غزل ورد زبان تھی اور عجیب
حال تھا **میر وزیر علی صبا** گھر سے وحشت مین جو مین بے سر و سامان نکلا ٭ کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان
نکلا ٭ شکل ملبوس ہوئی جامہ دری مین خارج ٭ تا بدامن مرے ہاتہون سے گریبان نکلا ٭ روز و شب فرقت جانان
مین بسر کی ہمنے ٭ تجہسے کچہہ کام نہ اے گردش دوران نکلا ٭ آستین پر گہڑی جہڑتی ہے مرے دامن پر ٭ دشت
وحشت بھی عجب رستم دستان نکلا ٭ بحث گریہہ رہی مرغان چمن سے کیا کیا ٭ اے صبا پر نہ نجار دل نادان نکلا ٭ ایک روز
چلتے چلتے دن تمام ہوا شام ہوئی وقت آرام ہوا مگر کہین کوئی انسان آبادیکا نشان نظر نہ آیا محمود شہزادے
کو اوسی صحرا سبزہ زار مین ایک درخت کے نیچے لایا اور کہا یہان جانورون راحت ہوگی حضور کی بھی دور
کلفت ہوگی **آرام دل** نے ایک آہ کھینچکر کہا **لا ادری** عشق جب سر پر چڑہا آن کے راحت کیسی ٭ جسکہ الفت
مین قدم مارا تو کلفت کیسی **غالب** سرگشتگی مین عالم ہستی سے یاس ہے ٭ تسکین کو دے نوید کہ مرنیکی آس ہے
٭ پھر پشت مرکب سے اوترا اور اوسی درخت کے نیچے بیٹھ گیا خیال جانا مین شب ماہ کی سیر جو آنکھون سے گذری
مثل مجروح اثر کشیدہ ماہتاب کے تڑپتا تہا اور یہہ مطلع پڑھتا تھا **شہیدی** ذبح کرتی ہے مجھے بے تیغ و خنجر
چاندنی ٭ کس قدر بیرحم ہے اللہ اکبر چاندنی ٭ پھر جو دل بیچین ہوا تو **حسن افروز** کی تصویر کہ
حرز جان تھی بازو سے کھول کر سامنے رکھی پہلے تو بلائین لین اور قربان ہوا پھر کنار شوق مین لیکر مستانہ
بوسہ بازی کرنے لگا اور گویا مین بیان ہوا **مصنف** غضب ہے آفت جان ہے ابھی سے تو لڑکپن مین ٭ شرارت
کوٹ کے حق نے بھری ہے تیری چتون مین **غالب** چاہئے اچھون کو جتنا چاہئے ٭ یہہ اگر چاہین تو پھر کیا چاہئے
محمود نے کہا حضور کیون غم کہاتے ہین ناحق صدمہ اوٹہاتے ہین نظر بفضل باری چاہئے اوسکی

یادگاری چاہیئے انشاء اللہ تعالی قریب تر زمانہ وصل دلدار ہے تہوڑے عرصہ مین دریائے غم سے بیڑا پار ہے آرام دل چپ ہو گیا جب بہت رات گذری بجائے غذا غم و غصہ کھایا پانی کی جگہہ آنسوؤن کے گھونٹ پیئے جب خوب جی بھر گیا رنج والم اپنا کام کر گیا خواب غشی نے بارگاہ چشم مین باریابی پائی بیٹھے بیٹھے نیند آئی بیساختہ فرش زمین پر گر پڑا محمود سمجھا کہ شاید آرام کیا فرط محبت سے پاؤن دابنے لگا آنکھون سے تلوے سہلانے لگا آرام دل خیال دلدار مین بیہوش از خود فراموش خواب سے ہم آغوش ہو گیا محمود بہی گردش فلک کینہ ور سے بیخبر اور روباہ بازی زمانہ دون پرست سے بیخطر ہو کر قریب شہزادی کے سو گیا

داستان غائب ہو جانا آرام دل کا عالم خواب مین اور پہونچنا ملک داراب مین اور شادی ہونا صنوبر پری پیکر وہان کی شاہزادی سے

پلا ساقی ذرا تو بادۂ ناب ٭ دی جلد مجھے کہ اب نہین تاب ٭ اک جرعۂ مے مجھے پلا دے ٭ اب دختر رز سے تو ملا دے ٭ جلد مے معانہ مجھکو ٭ یاد آیا ہے اک ترانہ مجھکو ٭ راویان داستان کہن و طی کنندگان عرصۂ سخن میدان وسیع بیان مین اسطرح گرم جولان ہوئے ہین کہ ملک اراب مین ایک بادشاہ تہا اوسکی ایک لڑکی تہی صنوبر نام نہایت نازنین اور گل اندام اوس شہزادی کی نسبت کسی اور ملک کے شہزادے سے قرار پائی تہی چندروز کے بعد وہان کا بادشاہ با فوج جرار و خزانۂ بیشمار واسطے انجام اس مرام کے آیا شہر پناہ کے باہر اوسکا قیام تہا اور ہان کے بادشاہ سے شادی کے باب مین کلمہ و کلام تہا اور ادہر بہی انتظام تہا اتفاقاً لال پری اور سبز پری دونون اوس رات تخت پر کسی سمت واسطے سیر کے جاتی تہین بالا بالا اس شادی کے شہر مین گذر ہوا تخت سے اوترین اس جلسہ کا تماشا مد نظر ہوا شہر دیکھا غیرت گلستان نمونہ باغ رضوان تمام بازار آراستہ دوکانین سب پیراستہ ہر فرد بشر سرخ پوش ہر ایک معشوق غمزہ و ادا مین بیباک نشۂ حسن سے مدہوش نہرون مین فوارہ جاری ہر کوچہ و بازار کی نئی طیاری تمام شہر مین شادی کی دھوم دھام جا بجا صدہا آدمیونکا اژدحام ناچ رنگ کا سرانجام

مثنوی عجب طرح کا شہر تہا دلفزا ٭ کہے تو نمونہ تہا فردوس کا ٭ اور شہر پناہ کے باہر عجب کیفیت تھی صدہا خیمہ استادہ ہزارہا سوار اور پیادہ نوجوان کے دل توپخانون کے بادل آدمیون کی یہہ کثرت کہ شانہ سے شانہ چھلتا تہا وہم و خیال کو بہی راستہ نہ ملتا تہا ہر خیمہ مین شاہدان دلنواز کرشمہ و ناز کا ساز و انداز سرگرم نغمہ سرائی بات بات مین دلربائی شہنائی اور کانڑے کی الاپ گھنگرون کی صدا طبلہ کی تہاپ سرونکا باہم ملاپ بائین کی گمک بین کے جوڑون کی تکرار نغمہ آفرینی ہر ساز کی بہار مطربان خوش کبہی ایمن کلیان کبہی بہار کبہی بہاگرا کبہی دیس گاتے ہین ہوش اہل بزم کے اوڑے جاتے ہین عالم سکوت ہے نشان کار فرما ہے محویت محیط ملک و ملکوت ہے کسی کا خیال کی تانون پر خیال ہے کوئی جھنجھوٹی کی دھن مین اس غزل کو گا رہا ہے سننے والون کا برا حال ہے **مصنف** آباد پھر ہوا مرا نا تم سرائے دل ٭ آتی ہے بار بار صدا ہائے ہائے دل

سلگتے ہین بھر کے آتش فرقت سے جل گیا ؎ اچھا ہوا بلا سے یہی تھی سزاے دل ؎ کب تک تمہارے ہجر مین خون
ہو کے بہہ بہے ؎ پیارے کچھ انتہا بھی ہے آخر براے دل ؎ کر دینگے یہہ ملائکہ مین حشر سا بپا ؎ پہونچینگے آسمان
اگر نالہاے دل ؎ اس درد لا علاج کی کس سے کرون رجوع ؎ عیسے کے پاس بھی تو نہوگی دواے دل ؎ قصہ بہت طویل کیا
دراز ہے ؎ ناصح نہ پوچھہ مجھسے تو کچھہ ماجراے دل ؎ سن مجھسے پہلے تھا یہہ شگفتہ مثال گل ؎ سب خار تھے نظر مین ہمارے ہوا ہے
دل ؎ گل سے بنا نہ بلبل زار ایک گل کو دیکھہ ؎ تسکین ہوئی ہمین کہ یہہ تھی انتہاے دل ؎ اب وہ گل ہے بلبل ہا مگر ؎
اک آگ سی سے ہے سینہ اندر بچاے ؎ اب ہو گئی شراب محبت فی والنشہ ؎ دل او سیہ ہے فدا تو سخن ہے فداے دل ؎
اور نقار خانون مین شہنائی کا شور نوبت کی ٹھکور سر ایک نے اپنی پوشاک سج رہا تھا باجون کی غل سے ایک ہنگامہ مچ
تہا پریون نے جو یہہ سامان دیکھا راجہ اندر کی صحبت کا گمان ہوا ایک شخص سے پوچھا کہ صاحب یہہ کیا کارخانہ کیسا
ہنگامہ ہے وہ بولا کہ آج ہماری شہزادی کی شادی ہے یہہ بادشاہ برات لیکر آیا ہے ہمارے شاہ کو جو کمزور پایا ہے تو
اپنے بیٹے کے ساتہہ کہ وہ شاہزادہ نہایت کریہ منظر ہے استدعا شادی کی رکھتا ہے اصل تو یہہ ہے کہ جبر و ستم کرتا
ہے اور ہمارے شاہ ابھی اسکی خبر نہین ہوئی ہے دیکہئے کیا سانحہ درپیش ہوتا ہے وہ شاہ زادہ مردود
ہوتا ہے یا بادشاہ کا خویش ہوتا ہے یہہ سنکر لعل پری نے سبز پری سے کہا کہ بہن ایسی صورت تو دیکھنے کی
قابل ہے اور سیر کے لایق وہ محفل ہے چلو ذرا دیکھہ آئین یہہ مصلحت کر کے دونون نے اپنی صورتین بدلین
اور دو جوان خوش رو بن کر ہتھیار کمر سے لگا کر سیر دیکھنے چلین رفتہ رفتہ ایک خیمہ فردوس منزل مین کہ جسمین
خاص محفل تھی پہونچین دیکھتی کیا ہین کہ ایک کالا بھجنگا آبنوس کا کندا پاؤن سے لنگڑا ہاتہہ کا ٹنڈا لال لال خونخوار
آنکھین بھوین جیسے دو کھنکھجورے ناک بیٹھی ہوئی ہونٹھ لٹکے ہوے دانت مانند شریفے کے بیجون کے نمایان
بال مثل تیلے کے سخت و درشت اس جوانی مین گالون پر جھریان پڑین سر مین کھجلاتے کھجلاتے ایسے گڑھے
پڑ گئے تھے کہ سر ناہموار پر مندیل باندھنی دشوار تھی ایک ہاتہہ کہ شانہ سے غائب ہے اوسکی شان عجائب
ہے دو شالہ مین چھپائے بیٹھا ہے دہنے پاؤن کو کہ فالج زدہ ہے بائین پاؤن سے دبائے بیٹھا ہے غرض
وہ شاہزادہ عجب ہیئت کذائی سے اوس مسند زرنگار پر کہ قابل جلوس شاہان بلند اقتدار کے تھی بیٹھا
ہوا تھا اپنی امنگ مین نشہ غرور کی ترنگ مین اینٹھا ہوا تھا پریون نے جو یہہ کیفیت دیکھی لاحول پڑھتی
ہوئین باہر نکلین اور پھر اوسی تخت پر سوار ہو کر کسی سمت روانہ ہوئین اب قدرت کبریائی زمانے کی
کج ادائی دیکھئے کہ جس مقام پر وہ کشتہ خنجر ناز محبوب مع اپنے رفیق کے سوتا تھا اتفاقاً اون پریون کا ادہر
گذر ہوا افسون کار عشق کا اثر ہوا دیکھا کہ ایک جوان نازنین زہرہ جبین فرخندہ بخت قمر طلعت پری لقا
بحر حسن کا در یکتا فرش زمین پر تو گل خندا کا تکیہ لگائے خواب غفلت مین پڑا سوتا ہے ماہ تابان اوس
شہنشاہ حسن وخوبی کا پاسبان ہے بار بار تصدق ہوتا ہے چہرہ مبارک سے فر شاہی نمایان ہے
پیشانی مطلع الانوار مثل نیر اعظم تابان ہے زلف مسلسل لونکے قید کرنے کو زنجیر ہے مگر طرہ یہہ ہے

گر خود بھی کسی زلف خمدار کا اسیر ہے بیت ابرو مطلع دیوان خوبی ہے نقطہ انتخاب خال چہرۂ محبوبی ہے یا
مطلع دیوان ہلالی ہے چشمہ وہان بحر در افکار زلالی ہے اوسپر سبزۂ خط کی نمود ہے خضر چشمہ زندگی کی حراست
نگہبانی کے لئے موجود ہے مروارید دندان صدف دہان مین اسطرح پنہان ہین گویا دہن غنچہ مین موتی کی
کلیان ہین چاہ ذقن کی چاہ مین دل عاشقون کا ڈانوان ڈول ہے نقد دل وجان اوسکے ایک قطرہ
آب کا مول ہے دست نگارین شاخ مرجان ہین یا شمشاد کی دل آویز دو ٹہنیان ہین سینہ کی صفا تختہ بلور
کی آب وتاب مٹاتی ہے بلکہ گوہر کی آبرو خاک ہوئی جاتی ہے گیسوے مشکین سیاہی مین بسان شب دیجور
تاریک ہے کمر رگ گل کی مانند باریک ہے خلاصہ یہہ ہے کہ سر سے پاؤن نور ہے قدرت حق کا ظہور ہے
بیہوش شاہد خواب سے ہم آغوش سوتا ہے مگر بخت بیدار ہے بظاہر کم سن ہے لیکن ناوک غم سے سینہ فگار
ہے اوس دلربا کو دیکھہ پریون کے ہوش پران ہوئے حسن خداداد کے کرشمے عیان ہوئے باہم کہنے لگین کہ اگر
یہہ پسر اوس دختر حور منظر کا شوہر ہو تو زیبا ہے اور یہہ ماہرو اوس خوبرو کا ہم پہلو ہو تو بجا ہے سبز پری نے
کہا ہان یہہ امر بہت دشوار ہے کیونکہ خدا جانے یہہ کون بیچارہ مسافر ہے کس کے فراق مین اسنے یہہ جوگ لیا ہے
کسکا عاشق زار ہے مگر ہان ایک تدبیر اوس کمبخت شہزادے کی شادی اچھی سوجھی ہے کہ اسکو وہان لے چلین
اور اوس شہزادی کے ساتھہ اسکی شادی کردین جب نکاح ہو چکے اسکو پھر یہان پہونچادین وہ شہزادہ کہ
نہایت بدشکل اور بدشمائل ہے سوائے اس تدبیر کے شادی ہونی اوسکی بہت مشکل ہے اسی ذریعہ سے اپنی
بی بی پر قابض ہو جائے مقصد دلی حاصل ہو اپنے جی کی مراد پائے لال پری نے کہا ہان بات تو خوب ہے
میرے بھی جی کو مرغوب ہے چلو آج کچھہ تفریح نہوئی تھی یہی دلگی سہی یہہ مشورہ کرکے **آرام دل** کو تخت پر
لٹا اور محمود کو سوتا چھوڑ ایک بار تخت اوڑا ملک داراب مین پہونچین **آرام دل** کو تخت سے اوسی
محفل مین ایک سمت لب فرش بٹھا دیا سوتا تھا جگا دیا پھر آپ لباس مردانہ زیب بدن کر اور خدمت مین
بادشاہ یعنے دولہا کے باپ کے جا یون عرض کی کہ ہم نے سنا ہے کہ یہان کا بادشاہ اس کار خیر کے انجام
مین کچھہ پس وپیش کرتا ہے اور ایک حجت قوی درپیش کرتا ہے کہ وہ شہزادہ نہایت بدشکل اور بدہیئت ہے
ہم ہرگز اپنی لڑکی کی شادی اوسکے ساتھہ نکرینگے اگر وہ نمانے گا تو اوس سے بمقابلہ پیش آئینگے
لڑ مرینگے مگر اوس شاہ اپنے لوگون کے کہنے پر یقین کامل نہین ہے اس امر کی تحقیق سے طمانیت
کلی حاصل نہین اس واسطے آج وہ بادشاہ حضور کے ہان تشریف لاے گا شہزادہ عالم کو ضرور
دیکھہ جائے گا مناسب وقت یہہ ہے کہ حضور کسی شخص کو محفل مین متشنے کرین اور دولہا بنا کر مسند پر
بٹھا دین جب وہ بادشاہ دولہا رشک حور پائیگا تمام غم والم بہول جائے گا شادی کرنے پر راضی
ہوگا نہ گلہ عزیزان نہ شکوہ قاضی ہوگا بادشاہ نے کہا بہت مناسب پھر مع اون دونون خیر خواہان مصنوعی
کے محفل مین تشریف لایا اور واسطے انتظام اس امر کے اونہین دونون کو معین فرمایا **شعر** یہان کا تو قصہ

کو چھوڑ دیا یہان ❊ سنو پھر اوسی غمزدہ کا بیان ❊ کہ جب پریون نے شہزادہ کو تخت زر او تار زیب انجمن

اور محفل تاریک کو اوسکی شمع جمال سے روشن کیا **آرام دل** نے جو آنکھہ کھولی دیکھا کہ نہ محمود و خادار

نہ سمند باد رفتار نہ وہ درخت نہ وہ مرغزار نہ کوئی ہمراہ نہ چین کی راہ فقط مین ہی ہون اکیلا تنہا

گھبرا کر دونون ہاتھون سے آنکھین ملنے لگا اور دل مین کہنے لگا کہ خدایا یہہ عالم خواب ہی یا بیداری بیہوشی

ہے یا ہوشیاری **شعر** دل مرا پھر دکھا دیا کسنے ❊ سو گیا تہا جگا دیا کسنے ❊ آخر بغور و تامل جو ملاحظہ کیا تو کوئی

آثار خواب کا نظر نہ آیا سوچا کہ یہہ چرخ کینہ ور کی جعلسازی ہے بیشک اسی ناہنجار کی شعبدہ بازی ہے آنکھون مین

آنسو بھر لایا اور مثل تصویر خاموش ہو گیا لیکن شمع کو فروزان اور پروانون کو سوزان دیکھکر تمام اعضا تن مین تجلل دلنواز

سوز عشق کا پیدا ہو فروزندگی شمع جمال جانان کا اثر ہویدا ہوا جام گلگون نے چشم خمار آلود یار کی یاد دلائی دور ساغر نے دلبر

یاد آئی قلقل مینائے خندۂ سرشار محبوب کی صدا سنائی نکہت گل نے رائحۂ عنبر نثار دہان یار کی یاد دلائی فغان بلبل بر آواز

دردناک اغیار کا دہوکا ہوا نسیم کو شمیم زلف جانان تصور کرکے ہوش مین آیا گلدستون پر جو نظر پڑی دست حنا بستہ

کی تشبیہہ درست ہوئی ادہر فراق معشوق کے اندوہ سے آسفتگی دل دست و گریبان تہی اودہر اودہر تدبیر خاطر

پریون کی ہمعناتہی کہ دونون پریان اہل مجلس کی نظارہ کنان **آرام دل** کے قریب آئین ہاتہہ پکڑکے علیحدہ

خیمہ مین لے گئین اور کہنے لگین کہ اے شخص تو بڑا نصیب ور ہے اقبال تیرا یاور ہے کہ تونے بے محنت یہہ دولت

لازوال پائی بے مشقت ایسی پری لقا تیرے ہاتہہ آئی اب تو کچھہ وسواس نکر دل کو اوداس نکر نہا دہو کے

پوشاک شاہانہ زیب بدن کر اور اپنے نور جمال سے انجمن کو روشن کر پھر خواصون کو حکم شاہ سنایا کہ

بہت جلد شہزادۂ عالم کو دولہا بناکر محفل مین لاؤ خبردار اس مین ذرا دیر نہ لگاؤ یہہ سنتے ہی خواصون نے

آرام دل کو طلائی چوکی پر بٹھایا اور غسل شادی سے فارغ کرکے لباس شاہانہ پنہایا عجب ایک

ایک تماشائے عروسی دکھایا **آرام دل** یہہ خدا کے کارخانے عشق جگر سوز آتش افروز کے بہانے دیکھکر

دنگ ہو گیا عقل چکر مین آئی ردیف حیرت ہوا قافیہ ہوش تنگ ہو گیا سینۂ سوزان مین سوزش دونی ہوئی

جوش جنون کی افزونی ہوئی فلک کجرفتار کی کجی پر غصہ آیا ہر ہر عضو کانپا بدن تہرترایا کچھہ بس نہ چلا ناچار گریبان

مین سر جہکایا جو وقت خواصون نے قصد آرائش کا کیا اوس دم جو حال **آرام دل** کے دل کا تہا قلم اوسکو

ہرگز نہین لکھہ سکتا زلف سلجھانے سے برہم ہوا سرمہ لگانے سے چشم پرنم ہوا آئینہ جو دکھایا سکتہ کا

عالم نظر آیا موتیون کا سہرہ جو باندہا دریائے اشک جوش زن ہوا روتے روتے اشکون کی جہڑی

بندہ گئی گوہر شاہوار اشک سے موتیون کی لڑی بندہ گئی پھولون کی بدہی جو پنہائی دردشانہ ہوا

خار غم کی خدنگ کا نشانہ ہوا غرض بہزار دشواری اوس گل اندام کو بنا بناکر محفل مین لاکر بٹھایا اس عرصہ

مین وہ شاہ فلک جناب یعنے دولہن کا باپ بہی شہزادہ کو دیکھنے آیا یہہ خبر سنتے ہی دولہا کا باپ استقبال کو

دوڑا کمال اعزاز و اکرام لایا ہاتہہ پکڑ کر جواہر نگار کرسی پر بٹھایا بادشاہ نے **آرام دل** کو دیکھا ہزار جان سے نثار ہوا

فرط سرور سے بیقرار ہوا جبکہ وسواس جاتا رہا دولہا کا باپ ادہر اودہر کی باتین کر کے حرف مطلب زبان پر
لایا بادشاہ نے بکمال خوشی قبول فرمایا اور رخصت ہو کر قلعہ مین داخل ہوا یہان اوسی روز کچہہ رات رہی
برات تیار ہو کر بڑی دہوم دہام سے روانہ ہوئی جب دولہن کے دروازہ پر پہونچی کاربردازان شاہ نے
آگے بڑہ کے استقبال کیا تعظیم و تواضع مین مبالغہ بدرجہ کمال کیا پہر قاضی صاحب تشریف لائے نکاح پڑہایا کئی
ملک کے خراج پر عقد بندہا دولہا کے باپ نے ہوشیاری کی بڑی عیاری کی کہ کابین نامہ مین اپنے اصل لڑکے کا نام
لکہا ہر طرح کا مطلب ضروری بہ ترتیب انتظام لکہا جب نکاح ہو چکا ناچ گانا شروع ہوا ہر شخص اوسکی طرف
رجوع ہوا آرام دل نے وہان کے ایک مہتمم سے کان مین کہا کہ مین بیچین ہوں جاہتا ہون دو گہڑی سو رہون
اوسنے عرض کی بسم اللہ رنگ محل مین چلکر آرام فرمائیے یہان کیون تکلیف اوٹہائیے غرض **آرام دل**
وہان سے اوٹہا اور رنگ محل مین گیا مسہری زرنگار پر اپنے معشوق کے فراق مین لوٹنے لگا اور دو تین سوزش دل
جو سوا ہوئی تو یہہ فرد خواجہ میر درد کی زبان سے آشنا ہوئی **درد** طپش دل کو مین سمجہا تہا یہہ آنسو ہی بجہا دین گے
دیئے یہہ آگ تو پانی سے بہڑکی اور بہی دونی ٭ پہر جو دل بیقرار نے ستایا تو بصد حسرت و یاس یہہ فرمایا
مصنف سنبہالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر ٭ ہمین تو موت ہی آئی شباب کے بدلے ٭ کبہی ضبط
کے ساتہہ روتا تہا کبہی بے اختیاری سے بآواز بلند پکار کر کے ان اشعار درد انگیز کا نالہ سرا ہوتا تہا **جرأت**
یہہ سوز عشق نے کیسی لگا دی آگ اے ظالم ٭ جلا جاتا ہے دل بر مین پہکا جاتا ہے تن اپنا ٭ نہ کوئی یار نے غمخوار
نے مونس نہ ہمدم ہے ٭ سنا دین کسکو ہم درد و غم و رنج و محن اپنا ٭ **فرد** قیس اور فرہاد ہی تو ہائے تہے
بیمار عشق ٭ پر الہی مجہکو یہہ کیسا دیا آزار عشق ٭ غرض کیسی نیند کہان کا سونا یوہین ہر دم رونا آنسو پینا منہ دہوتا

بیقرار ہو کر آنا صنوبر پری کا اور عاشق ہونا آرام دل پر پہر شب و روز جلنا اور شمع سان گہلنا آتش فراق مین

ارے ساقی اب تو ذرا اوٹہہ شتاب ٭ میرے سامنے لا شراب و کباب ٭ کہ اک جام پی اور قلم کو اوٹہا ٭ کہی خستہ دل کا لکہون
ماجرا ٭ اب انکو تو یہان بیقرار رہنے دیجئے اور کچہہ حال اوس عروس شہزادہ سیاہ فام یعنے صنوبر کا ناکام سنئے کہ قبل از
شادی صنوبر شہزادی یہہ خبر پا چکی تہی کوئی دل سوز یہہ قصہ سنا کر اوسکا دل جلا چکی تہی کہ جس شخص کے ساتہہ میر بیاہ
ہونیوالا ہے وہ ہیچ عیب شرعی اور ایسا کالا ہے کہ اگر دیو سفید بہی اوسکی صورت پر کدورت دیکہے تو مارے
خوف کے کالا ہو جائے مقابل ہونے کی تاب نہ لائے مگر شرم و حیا دامنگیر تہی اس لئے راضی برضائے
تقدیر تہی جب اوس صورت منحوس کا خیال وصال کرتی تہی روتے روتے اپنا برا حال کرتی تہی مگر لوگون کے
سامنے کبہی اس بات کو زبان پر نہ لاتی تہی اس گفتگو کے باب مین اپنے منہ پر گویا مہر خاموشی لگاتی تہی
اگر انیس جلیسین اوسے خاموش دیکہکر کہتی تہین کہ اے شہزادی سبب خاموشی اور افسردگی کا کیا ہے

چپ رہنے کا منشا کیا ہے آج خدا نے یہہ دن دکہایا ہے کل امید کی شگفتگی کا زمانہ آیا ہے ہنسو بولو کچھہ بات کرو تو اونسے کہتی کہ ارے لوگو مین کیا خاک ہنسون کیا بات کرون خدا کی شان کو دیکہتی ہو کہ تقدیر کہان لڑی ہے کس مصیبت مین جان پڑی ہے کیسی بلا کا سامنا ہوگا بلا اور بہوت سے پالا پڑیگا دیکہئے کیا ہوتا ہے اب تو ہماری جان عذاب مین ہے ہنسی ہے ظل سبحانی کی عقلمندی پر خلقت خدا کی ہنستی ہے اوسے سب کی سمجھہ پر پتہر پڑ گئے ایسے آنکہون کے اندہے ہو گئے کہ جان بوجہہ کر ایک پلید سے بیاہ کرتے ہین مجہے دین و دنیا سے تباہ کرتے ہین یہہ سنکر وہ سمجہاتی رہین زخم دل پر مرہم دلاسا لگاتی رہین القصہ جب عقد سے فرصت تخلیہ کی صحبت ہوئی اونہین سہیلیون مین سے آکر ایک نے کہا کہ بیگم دولہا اسوقت رنگ محل مین آرام کرنے لگا ہے ہم نے بچشم خود دیکہا ہے سبحان اللہ وہ تو نہایت خوبصورت نوجوان رشک حور و غلمان ہے کون آنکہون کے اندہے تہے جس نے اوس پری پیکر کو بدصورت بنایا تہا کسکی شامت آئی تہی جسنے یہہ غلغلہ اوٹہایا تہا اور حضور سے تعجب ہے کہ اون بدخواہون کے کہنے کو سچ جانا ہے دیکہیے یقین آگیا یہہ تو وہی مقدمہ مطابق ہے **حکایت** کہ کسی بستی مین ایک میانجی تہے علم فارسی اور کچھہ عربی جانتے تہے مختصر مطوّل جہانتے تہے درس و تدریس اونکا کام تہا لڑکے پڑہانے کا شغل صبح و شام تہا تقدیر جو لڑی ایک امیر نے اونکو فقیر جان کر اپنے فرزند کی تعلیم کے واسطے نوکر رکہا اور نیک سمجہکر ایک بہلے آدمی کی لڑکی سے بیاہ بہی کر دیا میانجی نے تو نوکری بیش قرار اور رکہاتے مین جورو نیک کردار پائی کمال خوش ہوئے غم ہاے دین و دنیا فراموش ہوئے جب مدعاے دل خاطر خواہ حصول ہوا پہر تو حضرت کا یہہ معمول ہوا تمام دن تو لڑکے پڑہانا اور رات کو اپنی بی بی کے ساتہہ عیش مین بسر کرنا مقرر رکہا ایکروز مکتب مین بیٹہے ہوئے بہار دانش کا سبق پڑہا رہے تہے برہمن سادہ لوح کی حکایت سمجہا رہے تہے کہ ناگاہ کسی حریف ظریف نے آکر کہا کہ میانجی تم آپ کس خواب خرگوش مین ہین عالم محو ہے یا کچھہ ہوش مین ہین آج دن دہاڑے آپ کے مکان کا قفل ٹوٹتا ہے متاع ننگ و ناموس آپکا ایک بدمعاش لوٹتا ہے خبر لینی ضرور ہے آئندہ اختیار ہے بندہ مجبور ہے یہہ سنتے ہی میانجی مارے غیرت کے بید کی طرح کانپنے لگے شرمندگی سے پسینے پسینے ہو گئے ہانپنے لگے بہار گلستان دانش چہوڑ خوشی بہول گئی حواس باختہ ہوئے سبق بہول گئے اور تو کچھہ بن نہ آیا گہبرا کر فرمایا کہ بہائی ذرا شرح وقایہ لانا فلانے ورق فلانے صفحہ کی وہ سطر پڑہ کر سنانا تا تفسیر ہی دیکہنی چاہیئے ایسے بدکار کو تعزیر دینی چاہیئے لوگون نے دیکہا کہ میانجی سخت بیوقوف محض گدہے ہین فقط کتابون کے بوجہہ مین لدے ہین کچہہ اپنے بیگانے کا خیال نہین کرتے بخوبی استفسار حال نہین کرتے جو منہ مین آتا ہے بکتے ہین ہر ہر بات مین بہکتے ہین آخر ایک بیباک نے کہا کہ میانجی صاحب آپکو یہہ جملہ فعلیہ کیونکر ثابت ہوا کہ خبر پر آپ ایسا کلام انشا کرتے ہین اپنی آنکہہ سے دیکہا ہے جو تعزیر دینے کا ارادہ ہے یہہ تصور آپکا محض باطل ہے تصدیق اسکی بہت مشکل ہے یہہ جو آپنے سوچا ہے اوس شکل کا نتیجہ

ٹرا ہے پہلے جا کر دیکھہ لیجے پہر جو چاہیے سو کیجئے اور بے دیکھے کسی پر گمان بد کرنا صدہی سے حکم خدا کرنا نہ حدیث
مین آیا ہے نہ قرآن مجید مین خدا نے فرمایا ہے یہہ سُنکے میانجی چونکے اور بسرعت تمام اپنے مکان پر پہونچے
دروازہ کہول دڑانا اندر چلے گئے دیکہا کہ بی بی نیکبخت اپنی میان کے انتظار مین کہانا لئے بیٹھی ہے میان
کی شکل دیکھتے ہی سیلابچی و آفتابہ لیکر دوڑی آئی ہاتہہ منہ دہولا کر کہانا روبرو لائی میانجی دیکھتے ہی تعجب
مین آئے اور اپنی بیوقوفی پر بہت شرمائے غرض اس داستان اور مطلب اس بیان سے یہہ ہے کہ بیگم کسیکے
کہنے سننے پر اعتماد نکرنا چاہیے کو رنج و الم کو خاطر غمگین پر نہ دہرنا چاہیے جو مین کہتی ہون اوسے سچ جانو
نہین تو ہاتہہ کنگن کو آرسی کیا ہے اب دیکھہ لینا کہ وہ کیسا ہے صنوبر یہہ سنکے چپ ہو رہی مگر تمنائے وصال
ایسے صاحب جمال کی بدرجۂ کمال ہوئی طبیعت کو خواستگاری مشاہدہ صورت کی فی الحال ہوئی دل سے
مشورہ کرنے لگی کہ کسی طرح شہزادہ کو دیکھا چاہیے اگر فی الحقیقت خوبصورت ہے تو شکر خدا ادا کرنا چاہیے
کہ اوسکی عنایت ہے مگر پہر یہہ خیال کیا کہ نکاح ہوئے کچھہ دیر نہین ہوئی ہے لوگ ایکدم نہین چہوڑتے انکی
طبیعت میرے دیکھنے سے سیر نہین ہوئی ہے جاؤن تو کیونکر جاؤن اور پہر جی بہی نہین مانتا اس دل کو
کسطرح سمجھاؤن **فرد** دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنون را ؛ بلاے صحبت لیلی و فرقت لیلا
اور یہہ بہی سہی کہ مین وہان گئی مگر کسی نے جو مجھے وہان بیٹھے تو وہ اپنے جی کیا کہیگا اسکا جو چرچا ہمیشہ
رہیگا اوسوقت کیسا ملال ہوگا مارے غیرت کے کیا حال ہوگا یہہ سب خام پلاؤ پکا رہی تہی دل سے
سو سو تدبیرین بنا رہی تہی کہ حضرت عشق نے ہاتہہ پکڑ کر اوٹہایا شرم و حیا کا پردہ رخ سے اوٹہایا خضر وار
اوس تشنہ کام کو آب حیوان پلانے لیچلا زلیخا کو یوسف کی چاہ زنخدان مین گرانے لیچلا یعنی صنوبر نے ایک
سہیلی دلربا نام سے کہا کہ اے دلربا بہر خدا شہزادہ کو کسی صورت مجھے دکہا دے میرے جی کا وسواس مٹا دے
مبادا اندرونی کوفت مین میری جان جاے مرض خفقان طبع نازک پر غالب آئے دلربا نے کہا حضور مین
تمپر تصدق ہون اگر کوئی خدمت غیر ہو تو اوسکی بجا آوری مین نہ تاخیر ہو یہہ کونسی بڑی بات ہے ابہی
چلئے اور دیکھہ آئیے بلکہ اگر کچھہ ہجر کی گرمی طبع نازک پر ہو تو اوسکو شربت وصل پیکر بجہائیے اور جو کسیکے دیکھلینے کا
پاس ہے یہی جی کو وسواس ہے تو اسمین کیا کسی کا اجارہ ہے یہہ کچھہ چوری ہے یا چہنالا ہے کچھہ وہم خیال
دل مین نہ لائیے بلا تکلف چلئے خوب مزے اوڑائیے صنوبر یہہ سنکے **آرام دل** کی عاشق زار غائبانہ
ہوئی دلربا ساتہہ لیکر روانہ ہوئی قدم آگے بڑہاتے ہی عشق نے دامن اوٹہالیا اور مثل ہما اوس ملکۂ کشور
حسن کے سر پر سایہ کیا نقیبون کی طرح آواز لگانے لگا خضرت بنکے راہ بتانے لگا صنوبر جو منظر
شرم کے مارے گہونگہٹ نکالے پائنچے اوٹہائے سر جہکائے ہوئے ایک طرف دلربا بیچ مین آپ خانہ برباد
دوسری سمت عشق بد بلا اس فن کا اوستاد چلی یہہ سامان دیکھکر زہرہ فلک سے پکاری **شعر** خدا
جلائے کر لگا چاک کس کے گریبان کو ؛ ادا سے اوسکا چلنے مین اوٹہالینا یہہ دامان کو غرض با ہزاران کرشمہ

ناز و غمزہ و انداز رنگ محل مین داخل ہوئی خاطر مضطر تسکین ہوئی دل کی مراد حاصل ہوئی اور جس مقام پر
کہ وہ دلارام مانند مرغ نیم بسمل تہا خرامان خرامان آئی جو ہین نظر ملائی تیغ نگاہ سے گہائل ہوئی طبیعت اوسپہ
مائل ہوئی **غالب** دل سے تری نگاہ جگر تک اوتر گئی ٭ دونون کو اک ادا مین رضامند کر گئی ٭ دل نیاز
منزل زلف پرخم کا طرہ بنا مار نظر سے کمان ابرو مین چلہ بندہا آنکہین نظارۂ چشم سے حیران ہوئین مردم
دیدہ کی شوخی دیکہکر حجاب آیا پردۂ عفت مین پنہان ہوئین سنان مژگان سے خوب نیزہ بازی ہوئی
دلون کے پرزے اوڑے جلاد عشق کی اچہی فتنہ پردازی ہوئی شعلۂ رخسار سے کاشانۂ صبر مین آگ لگی تسکین
نے جو بجہانیکا ارادہ کیا وہ آگ دوچند بہڑکی لب شیرین کی تمنا مین زندگی تلخ ہوئی بیقراری نے آرامگاہ جان
مین تصرف کیا بے اختیار مضطرب ہوکر روح جان لبون پر آئی غنچہ دہن کے نظارہ سے عندلیب روح قفس تن مین
گہبرائی آہ سرد دل غم پرورد سے کہینچکر پریشان ہوئی اوس شکل یوسف تمثال کو دیکہکر مانند آئینہ حیران ہوئی
کو دیکہکر تمنائے وصال مین شانہ پہڑکا مگر مرغ دل کو کسی قبلہ رو کی تلاش مین بسمل جو پایا اور کچہہ گمان ہوتی
دہڑکا **مصنف** یہہ جو سامان ہوئے وہان یکبار ٭ تیر مژگان کے پل مین ہو گئے پار ٭ عشق نے آنکر سلام کیا
٭ آہ و نالہ نے اپنا کام کیا ٭ پائے رنگین سے دل ہوا پامال ٭ زلفین چہرے پہ ہو گئین جنجال ٭ سر کو ٹکرا دیکہہ
پیشانی ٭ آئی پیش اوسکے تہی جو پیش آنی ٭ تہا وہان موتیون کا ہار پڑا ٭ عشق یہان بہی گلے کا ہار ہوا ٭ چشم
تہا جو وہان جاری ٭ یہان بہی تہی آستین ترساری ٭ تہا جو مرغوب دل کو وہان کوئی گل ٭ یہان بہی دل ہوگیا
بلبل ٭ القصہ صنوبر **آرام دل** کو دیکہتے ہی آرام دل کہو بیٹہی اوسکی عاشق زار ہوئی فرط محبت سے
نہایت بیقرار ہوئی بیحواس ہوگئی آگے نہ پڑہ سکی یہہ شعر پڑہتے ہی غش آگیا زمین پر گر پڑی **خواجہ وزیر** کہ
سواد خط رخ رشک قمر سے دور نہ رہتی جیسے شام الہی سحر سے دور ٭ عشق فتنہ گر نے اپنا کام کیا معشوق کو
بہی پابند آلام کیا گرتے ہی دلربا نے شہزادی کو آغوش مین لیا ہرچند ہوشیار کیا مگر صنوبر نے کچہہ جواب نہ دیا جب تو
بہت گہبرائی شہزادی کو گود مین لئے ہوئے شہزادے کے قریب آئی اور کہا حضور اوٹہئے میری صاحبزادی
کو لپٹنے دیجئے خدا جانے آپنے کیا جادو کیا ہے کہ میری ملکہ کا یہہ حال ہوگیا ہے واہ صاحب **مصنف**
دم کسی کا جو کوئی بہرتا ہے ٭ یا کسی پر جو کوئی مرتا ہے ٭ وصل مین کیون جی اوسکے ساتہہ بہلا ٭ کوئی ایسی
بہی بات کرتا ہے ٭ **آرام دل** کہ اپنی مصیبت مین گرفتار تہا جان سے بیزار تہا یہہ اشعار پڑہ کر اوٹہا
اور پلنگ سے اوتر کر مسند پر آبیٹہا **مصرعہ مصنف بربند مومن خان مرحوم دہلوی** ہوئین
تو کسی ابروئے خمدار کا بسمل ٭ اک زلف مسلسل کا گرفتار ہے یہہ دل ٭ کس لئے مری جان اسمین تو کچہہ ہمین نہین حاصل
٭ اپنی تو طبیعت ہے کسی اور پہ مائل ٭ کچہہ کام نہین پیچ و خم زلف دوتا سے ٭ کہایا کرے بل سیکڑون
یہہ میری بلا سے ٭ **زندبار** ہے سر کہین جدا ہو وے ٭ اوسکا خنجر مرا گلا ہو وے ٭ دم نکلا شب فراق مین
بہی ٭ سخت جانی ترا برا ہو وے ٭ دلربا نے جو یہہ باتین سنین متحیر ہوئی لیکن گہبرائی ہوئی تہی کچہہ جواب نہ دیا

صنوبر کو پلنگ پر لٹا کر خواصون کو گرد و پیش سے ہٹا کر دہو لئے مین سے حمائل قرآن نکال کر ہوا دیے لگی عطر لا کر سنگہایا چہرۂ گلبرگ پر کیوڑے کا چھینٹا دیا غرض سب کچھہ کیا مگر کسی چیز کا اثر نہوا جب بوے پیرہن دلدار مشام جان تک پہونچی روح کو تازگی ہوئی فوراً آنکھہ کھول دی اپنے تئین دلدار کی جگھہ لیٹے ہوئے اور محبوب کو نیچے بیٹھے ہوے دیکھکر ناتوانی کے ساتھہ دلربا کا ہاتھہ پکڑ کر اوٹھی اور پلنگ سے اوتر کے ایک طرف بیٹھہ گئی مقابل ہوتے ہی آرام دل گیا دونون طرف سے دل مل گیا **آرام دل** نے کہا **ناسخ** کیا بحر حسن کی ہے کمر پیچ و تاب مین ؛ یہہ پیچ و تاب کب ہے بھلا موج آب مین ؛ یہہ سنکر صنوبر کو کچھہ اپنے حسن جمال کا غرور ہوا تیوری پر بل ڈال کر شہزادے سے آنکھہ ملائی اوسوقت **آرام دل** نے عالم خیال مین اپنے یار سے مخاطب ہوکر کہا رند جلوۂ حسن خداداد ذرا دکھلا دے ؛ منکرون کو بھی صنم شان خدا دکھلا دے ؛ یہہ کہکر خاموش ہوگیا دیر تک یہی صحبت رہی صم و بکم کی کیفیت رہی آخر صنوبر نے کہا کہ صاحب ہم تمھارے پاس آئے ہین تم ہمسے بات بھی نہین کرتے ہو ہر دم دم سرد بھرتے ہو کس پر مرتے ہو یہہ کیا آدمیت ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے مزاج مین بڑی نخوت ہے کہئے تو آپکا مزاج کیسا ہے فرمائیے تو کس واسطے حال ایسا ہے شعر کس کی طرف سے آج عبث تجھکو یاس ہے ؛ سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اوداس ہے ؛ **آرام دل** نے جواب دیا **صبیح** کیون آہ آہ ہم نکرین شب سے تا سحر ؛ کیا تجھکو درد ہو تیرا دل تیرے پاس ہے ؛ اے شہزادی بقول **ذوق** شوق نظارہ ہے جب سے ایک رخ پر نور کا ؛ ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا ؛ وادی ظلمت مین اپنے دخل کب ہے نور کا ؛ مہر اک شعلہ سا ہے وہ بھی چراغ دور کا ؛ جانتی ہے جسکو خلقت شعلۂ نار جہیم ؛ سو وہ پنبہ ہے مرے داغ دل محرور کا ؛ دل کا یہہ احوال ہے فرقت مین اک مخمور کے ؛ جیسے مرجھایا ہوا دانہ کوئی انگور کا ؛ اے شہزادی **ذوق** مین وہ مجنون ہون جو نکلون کنج زندان چھوڑ کر ؛ سیب جنت تک نہ کہاؤن سنگ طفلان چھوڑ کر ؛ مین وہ ہون گمنام جب دفتر مین نام آیا مرا ؛ رہ گیا بس منشی قدرت جگھہ وان چھوڑ کر ؛ ہوگیا طفلی ہی سے دل مین ترازو تیر عشق ؛ بھاگے ہین مکتب سے ہم اوراق میزان چھوڑ کر ؛ اضطراب دل نہ پوچھہ اک مرغ نو محبوس کو ؛ دیکھہ لے پنجرے مین اے رشک گلستان چھوڑ کر ؛ اے جان جہان ہم ایک غیرت گل کے بلبل ہین ایک پری کے دیوانے ہین اوسکے فراق مین حواس باختہ بالکل ہین نہ سر کا ہوش نہ پاؤن کی خبر ہے درد جدائی سے حال ابتر ہے تصویر دیکھتے ہی محو حیرت ہوے زلف پیچان کا خم دیکھکر گرفتار دام محبت ہوئے اور حال مزاج ملال امتزاج یہہ ہے کہ تپ فرقت کی شدت سے سینہ مین درد ہر جگھہ ہے طبیعت مکدر رہے ہے بشاشت کوسون دور ہے ملالت کا دل پر اثر ہے لب پر آہ سرد ہے دل مین درد ہے چشم بیمار کے بیمار ہین فرط جنون سے گریبان صبر کے تار تار ہین **مصنف** حال دل اشک واسی پوچھو ؛ مین غلط دو گواہ یہی دونو اچھو ؛ لب گو رہین کلیجہ چھلنی ہے دل مین ہزارون ناسور ہین **ذوق** آچکی ہے سر گرداب فنا کشتی عمر ؛ ہر نفس باد مخالف سے ہے جو نکلا ہمکو ؛ ان دونون کچھہ آپ ہی ضبط ہے دل کو جنون سے ربط ہے بظاہر

ہندے رست ہین مگر دل مردہ ہے کرجو سی لو کرتے ہین مگر سا ہیہ ہی ٹھنڈے ٹھنڈے سانس بہرتے ہین صبح اشہرہ
غنچۂ خاطر باد سموم سے پژمردہ ہے ان جان ناتوان کا اللہ نگہبان ہے دم سینہ مین کوئی دم کا مہمان ہے
بقول **صبیح** ہچکی لگی ہوئی ہے ہے وقت دم شماری ۞ کیا حال پوچھتا ہے اے ہمنفس ہمارا ۞ یہہ دل کبھی رات دن
کراہتا ہے وصل دلبر کا چاہتا ہے اسکے ہاتھون ہم اپنی جان سے عاری ہین تپ فرقت سے رنگ فق ہے کلیجہ شق ہے
دل مین ہزارون زخم کاری ہین **ذوق** یہہ تو یون مضطرب اور سینہ مین لاکھون روزن ۞ دل رہنا
نظر آتا نہین اصلا ہمکو ۞ تیر مدغم کا استعمال ہے ناخن غم کی خراش سے زخم دل کا عجب حال ہے **مومن مرحوم** اچھا ہو اگر
زخم دل اپنا کہ ہم اوس ۞ ناخن سے چھیلتے رہی جون جون بہرا کیا ۞ اب بغیر اوس مسیحا کے کون ایسا ہی جو میرے درد کی دوا کرے
اور اس مرض لا علاج سے شفا دے **شعر** مرض عشق کی ملتی ہے دوا مشکل سے ۞ ایسے بیمار کو ملتی ہے دوا
مشکل سے ۞ ہر دم یار کا خیال مدنظر ہے اپنی کسے خبر ہے **خبر** دن کو رخ کی صفا کی باتین ہین ۞ شب کو زلف رسا
کی باتین ہین ۞ حال مجنون و قصۂ فرہاد ۞ یہہ مری ابتدا کی باتین ہین ۞ دلربا کہ پہلے بہی شہزادہ کی باتین سُن چکی
تھی یہہ گفتگو اپنی شہزادی کے روبرو سُنکر آگ بگولہ ہوگئی جل بہن کر کوئلہ ہو گئی کہنے لگی واہ واہ دولہا میان اسکو
مین اپنی شہزادی کی ایڑی چوٹی پر سے قربان کردون وہ کون بلا ہے آپ کی تو جان مفت کی ہے کہ بے دیکھے مرا کیے
پر خدا سے حضور بس اسوقت ایسی باتین نہ کیجئے ایک تو میری شہزادی کا آپ ہی جی اچھا نہین ہے دوسرے
آپ اور آگ لگاتے ہین دل جلاتے ہین ابہی جو اعلی حضرت آپ کی باتین سنین تو کیا کہین **آرام دل** نے
دلربا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ کیا ہم تیرے بادشاہ سے ڈرتے ہین کسی سے کچھہ التجا کرتے ہین تجھہ سے کچھہ کلام
تیری ملکہ کا کوئی غلام ہے جو اس طرح آنکھین نکالتی ہے ہر گھڑی باچھی سنبھالتی ہے دلربا نے کہا حضور
اگرچہ آپ شاہ ذوی الاحتشام ہین مگر قصور معاف ہو آپ تو میری شہزادی کے غلام ہین گھبرائیے نہین جھنجھلائیے
نہین صبح کو یہہ بہی کہلا دون گی بلکہ ان کی جوتی بہی آپکے سر سے چھوا دون گی **آرام دل** نے کہا ذرا زبان
سنبھالو اتنا نہ بہکو ہم سے نوک کی نہ لو ہمنے سلطنت کو پاپوش پر مارا ہے تیری شہزادی کس گنتی مین ہے اور تو
کیا ہے ارے نادان یہہ سب تیرا خیال خام ہے گھڑی دو گھڑی اپنا اور قیام ہے دم سحر تو خواب مین بھی
نظر نہ آئین گے ہم تو چراغ سحری ہین صبح ہوتے ہوتے گل ہو جائین گے دل کا حال بجز خدا کسی پر
ظاہر نہین کوئی ہماری حقیقت سے ماہر نہین **شعر** کہاکے سو رہیئے کچھہ یہہ جی مین ہے ۞ خیریت
ہے تو بس اسی مین ہے ۞ **حضرت اسد اللہ خان غالب مدظلہ** کوئی دم گزر زندگانی
اور ہے ۞ اپنے جی مین اب یہہ ٹھانی اور ہے ۞ آتش دوزخ مین یہہ گرمی کہان ۞ سوز غم ہائے نہانی
اور ہے ۞ ہو چکین **غالب** بلائین سب تمام ۞ ایک مرگ ناگہانی اور ہے ۞ صنوبر یہہ سب باتین
سنکے سُن ہوئی دل کو خفقان ہوا عجب طرح کی اودھیڑبن ہوئی ایک آہ سرد کھینچی اور کہنے لگی کہ ہی ہی
دلربا بس زیادہ تنگ نہ کر کیون ان باتون پر مر رہی ہے انکا دل تو آپ ہی اپنے قابو مین نہین ہے تو کس واسطے

حسرت بہری ہے جی کے ارمان کر رہی ہے ہان ہان صاحب ہم اسی لائق ہین اب کی جاتی حسن وخوبی ہین خالق
ہین اور ہم نے تو فرط محبت سے تقاضائے الفت سے آپکی ملاقات کی جگر کی بیقراری جی کی بیتابی سے آپ سے بات کی
اگر مزاج پرسی ہین دل عشق منزل رنجور ہوا تو معاف کیجئے قصور ہوا الغیری ہون آپ کے کتنے ہی ستم اف نکرین گے
تو جیپ بیٹھہ کے ہم کہائین گے غم اُف نکرین گے ٭ سرتک بہی اگر کاٹ کے پہینکو گے ہمارا ٭ ہم آپ کی قدمون کی
قسم اُف نکرین گے ٭ یہہ کہکر رومال منہ پر رکہکر زار زار رونے لگی سوزن مژگان سے تار نظر ہین موتی پرونے
لگی آخر وہی عشق کہ جو لیلی کو نجد ہین لایا تہا وہی جذبہ دل کہ جسنے یوسف کو زلیخا تک پہونچایا تہا وہی الفت
کہ جسنے آرام دل کو آوارۂ وطن کیا وہی محبت کہ جسنے صنوبر پری پیکر کو غرق دریاے رنج ومحن کیا اوہین
سب نے یہان بہی تاثیر دکہائی آرام دل نے طبیعت کے روکنے کی بہت تدبیر کی مگر کچھہ بن نہ آئی ضبط نہو اور سکے
رونے پر بے اختیار دریاے رشک آنکہون سے جاری ہوا بیخودی کا عالم طاری ہوا پہر شاہزادی نے فرمایا
کہ صاحب اس قدر کیون روتی ہو کیون اپنی جان کہوتی ہو وصل ہین رونا تمہارا ہی کام ہے یہہ کیا شگون ہے
اسکا برا انجام ہے ہین تو تمہارے بس ہین ہون مرغ نوگرفتار کیطرح قفس ہین ہون غلام بناؤ گالیان دو ہم تمہارے
تابع ہین جو چاہو سو کرو بقول حسن کبہی یون ہی ہے گردش روزگار ٭ کہ معشوق عاشق کے ہو اختیار ٭ اور
ہمارا تو حال روشن ہے کہ ہر وقت اشکون سے تردامن ہے تو کسی پری کے دیوانے ہین کسی شمع رو کے پروانے ہین
نسیم دہلوی ہم کہو دیتے ہین زحمت خوردہ ہے ٭ دل تو حاضر ہے و لے افسردہ ہے ٭ دلربا نے دیکہا
کہ صنوبر کے جذبۂ دل نے اثر کیا شہزادہ کچھہ کچھہ راہ پر آیا جلدی سے جام وصراحی صنوبر کے پاس لائی اور
شہزادی کے کان ہین جہککر کہنے لگی کہ اب ذرا اپنے ہاتہہ سے شراب پلائیے یہی وقت ہے ساقی بن جائیے
صنوبر نے ساغر ہاتہہ ہین لیکر آرام دل سے کہا کہ بہلا اب جو کچھہ ہوا سو ہوا ذرا اسمین سے دو ایک جرعہ
ہاتہہ سے میرے پیجئے مجہکو ممنون منت کیجئے آرام دل نے کہا لا ادری شراب کیسی نشہ کہان کا کسی کے
ہین انتظار ہین ہون ٭ مے محبت جو ہین نے پی ہے اوسی کے ابتک خمار ہین ہون ٭ کیا تکلف ہے کہ بے
آب وخورش جیتے ہین ٭ لخت دل کہاتے ہین اور خون جگر پیتے ہین ٭ آنکہون ہین ہر دم شراب محبت کا
خمار ہے جام وصراحی بیکار ہے اپنا تو دل مے عشق سے سرشار ہے ایک قطرہ بہی بغیر اپنے یار کے زہر مار ہے
بقول صبیح اوٹہا کے پہینکدے ساقی تو میرے آگے سے ٭ بغیر یار کے جام شراب کیا ہوگا ٭ صنوبر نے کہا یہہ تو
ہم خوب جانتے ہین کہ یہان آپکا ناک ہین دم ہے بغیر اوس دلنواز شاہد مست ناز کے یہہ شراب آپ کے حق ہین
سم ہے نگر للہ آپ کو اوسی صنم کی قسم ہے اسے اونش کر دیجئے اوسکی یاد ہین ہمارے سامنے دو ایک گہونٹ
پی لیجئے غرض آرام دل نے شہزادی کے اصرار سے یاد دلدار ہین دہ جام پیا پہر انکار نکیا سبحان اللہ
کیا شان کبریائی ہے آرام دل یہہ مزے اوڑائین اور وہ نوشاہ سیاہ فام یون ہی ناکام رہجائین
صنوبر کو ادہر میان ہو مسافر خانہ بدوش باختہ ہوش وطن آوارہ بنے دلداری کا سامان ہو

سچ ہے اسمین کسیکا کیا قصور ہے آدمی بیچارہ مجبور ہے عشق بد بلا ہے اس باغ کی اور ہی ہوا ہے حسن خوب
شکل محبوب کے سبب خواہش مند ہین حسین جہان پسند ہین ناسخ حق جمیل اور دوست رکھتا ہے جمال
خوبرویون سے محبت خوب ہے ؎ خوبصورت کو اپنے ہمسر کی تلاش یہی بات ہر دم جان خراش ہے پری کو
آدم زاد سے نفرت ہے آئینہ کو غبار سے کدورت کی صورت ہے شاخ گل پر بجائے بلبل قمری کے بیٹھنا بار ہے
سرو پر بلبل کا چہچہے کرنا ناگوار ہے القصہ صنوبر نے عالم مستی اور بیہوشی مین کچہہ دست درازی کی اور شہزادہ
سے کہا شعر کچہہ مناسب نہین ہے کیا کہیے ؎ جی مین جو کچہہ کہ اپنے آتی ہے ؎ اوسوقت آرام دل نے
احوال اپنا صنوبر سے بالتفصیل بیان کیا اور کہا فرد گردش تقدیر و بخت نارسا لایا یہان ؎ اے صنم
اب یاد رکھو ہم کہان اور تم کہان ؎ صنوبر جو اس حال سے باخبر ہوئی بادہ غفلت کا نشہ ہرن ہوا مضطر ہوئی
گہبرا کر کہنے لگی کیون ہمنے جو پہلے کہا تہا وہی ہوا یا تمہارا کہنا صحیح ہوا پہر اک آہ سرد بصد حسرت و یاس سینہ سوزان
سے کہینچ اور رو کر کہنے لگی درد سینۂ و دل حسرتون سے چہا گیا ؎ بس ہجوم یاس دم گہبرا گیا ؎ ای شہزادہ
افسوس تجہسا شیرین لب شکر گفتار ہم سے ہمکنار رہو دل ہجوم غم و الم سے کیونکر بقرار رہو اب آپ اودہر تشریف
لیجائینگے لوگ ہمین اوس موذی کے پہندے مین پہنسائینگے ہم مرغ نوگرفتار کی مانند قفس تنہائی مین پہڑک پہڑک
کر مر جائینگے خبر کنج خانہ ہے وہی پہر وہ اندہیری شب ہے ؎ پہر وہی ہم وہی تنہائی وہی یارب ؎ دلربا نے کہا
بیگم ایسا نہ گہبراؤ اتنا غم نہ کہاؤ دیکہون تو حضرت شہزادہ عالم کیونکر جاتے ہین اور وہ سیاہ خام کیا رنگ لاتی ہین
صنوبر نے کہا اے دلربا بقول جرأت نہ سامان ان کے رہنے کا نہ کچہہ امید طالع سے ؎ دل بیتاب کو کس منہ
سے کہیے ٹک تامل کر ؎ صنوبر کی آہ و زاری اور اوسکی بیکسی اور بیقراری سے آرام دل کا آرام دل گیا
کمال صدمہ ہوا اپنا سا بیقرار پایا اپنے اوپر قیاس کیا بیچین ہو گیا آنکہون مین آنسو بہر لایا اور صنوبر سے
فرمایا کہ مین تمہارا ہر طرح سے فرمانبردار ہون خوشی تمہاری مجہے بدل منظور ہے مگر کیا کرون اس دل سے
ناچار ہون تم ہی ذرا خیال کرو المرء یقیس علی نفسہ اپنا سا دل اور کا بہی دل سمجہو تہوڑے دنون اپنی خدمت سے
معاف کرو آئینۂ خاطر مین کدورت نہ لاؤ میری طرف سے دل صاف کرو چند مدت اور غم کہاؤ مجہپر کرم کرو اگر میرے
قول کا اعتبار نہین ہے تو مجہسے حلف اوٹہواؤ جیسی چاہو قسم لو فرد میرے کہنے کا نہ باور ہو نوشتہ لے لو ؎
ضامن انسان کے عوض چاہو فرشتہ لے لو ؎ صنوبر نے رو کر کہا اے شہزادے تجہسے یہہ امید نہ تہی کہ آتش محبت
سینہ مین بہڑکا کر حرف مہجوری زبان پر لائیگا شعلہ رخسار دکہا کر آتش ہجران مین جلائیگا افسوس میر تقی
مرحوم مہر کی تجہسے توقع تہی ستمگر نکلا ؎ موم سمجہے تہے ترے دل کو سو پتہر نکلا ؎ یہہ سب زار و نیاز سوز و گداز کی
باتین ہو رہی تہین کہ مشاطہ صبح نے پیشانی عروس شب پر سہرہ تار شعاعی باندہا اور نوشاہ ماہتاب نے مقنع سحاب
کا رخ انور پر ڈالا دلربا نے کہا حضور دیکہیے سحر ہو گئی مگر آپ کو یون ہی روتے روتے بسر ہو گئی چلیے اسوقت یہان
بیٹہنا مناسب نہین ہے محل مین آپ کی تلاش ہو گی یہہ سنکر صنوبر آرام دل سے رخصت ہونے لگی

اور کہنے لگی اے شہزادہ بہر خدا مجہکو اپنے جی سے نہ بہولانا میری بیکسی پر نظر کرنا پہر آنا نہین تو یاد رہے کہ ہم اپنے جی سے گذر جاینگے آپ کو خبر ہوگی تو آپ ہی افسوس کرینگے پچہتاینگے ہائے ہمپر وہ مصیبت ہے کہ خدا دشمن کو بہی نصیب نہ کرے سنتے ہین کہ قیامت آئے گی مگر ہمارے واسطے آج ہی قیامت ہے **حضرت نواب اسد اللہ خان غالب مدظلہ العالی** ؎ آہ کو چاہئے ایک عمر اثر ہونے تک ؎ کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک ؎ عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب ؎ دل کا کیا رنگ کرون خون جگر ہونے تک ؎ ہم نے مانا کہ تغافل نکروگے لیکن ؎ خاک ہوجائینگے ہم تم کو خبر ہونے تک ؎ کیا کہون پاس عزت اور والدین کی اطاعت ہے ورنہ تمہین بہی پاس سے ایک دم جدا ہونے دیتی اگر تم نہین مانتے تو خود ہمراہ چلتی مگر اپنے دل پر جدائی کی صدمے ہونے دیتی **آرام دل** نے صنوبر سے اپنے پہر آنے کا وعدہ کرکے عہد و پیمان کیا بہت سمجہایا قرآن درمیان کیا صنوبر نے کہا اچہا اب تمہارا خدا حافظ اور نگہبان علی کی حمایت نبی کی امان دل آپ کے حوالہ کیا اور آپ کو خدا کو سونپا یہہ ہماری یاد دلاتا رہیگا اپنا قصہ سنکر غم و الم خاطر مبارک سے بہلاتا رہیگا مگر میرے دل کی کچہہ قدر کرتے رہنا تم نے یہہ ہمارا بہی ناز پرور تہا ؎ یہہ کہکر زار زار روتی ہوئی دلربا کے ساتہہ چلی گئی اور سوتی محل مین داخل ہوئی صنوبر کے جاتے ہی یاد دلدار نے شہزادے کو پہر پلنگ پر گرایا جس قدر ہنسی تہی اوس سے دو چند رولایا نسیم سحر جو چلی

یہہ اُٹہلا جاگا ہوا مگر طائیان لینی لگا فلک تفرقہ پرداز نے اپنا کام کیا یعنی آرام دل نے خیال جانا مین آرام کیا

لیجانا اون پریون کا آرام دل کو پہر اوسی بیابان مین اور روانہ ہونا اوس آرام دل و جان کا تلاش ملک جانان مین سیر باغ بہشت نژاد کی اور ملاقات ملکہ سیمتن پریزاد کی سے

ارے ساقی اوٹہہ جلد بیدار ہو ؎ ذرا خواب غفلت سے ہوشیار ہو ؎ پہر اک جام پی اور پلادے مجہے ؎ بہار گلستان کہادکہا دے مجہے ؎ شہسواران عرصہ داستان و رہ نوردان کوچۂ بیان اشہب جہندہ قلم کو میدان صفحۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ جب صبح قریب ہوئی صنوبر مضطر کو فرقت دلدار نصیب ہوئی لعل پری کہ اوسوقت تک مصنوعی ملازم سرکار تہین محفل مین سرگرم کار و بار تہین **آرام دل** کو تلاش کرنے لگین رنگ محل مین جو آئین دیکہتی کیا ہین کہ شہزادہ ایک جو اہر نگار پلنگڑی پر جوانی کی امنگ مین شبنم کا دوپٹہ تانے سو رہا ہے ناتوانی پانون دبا رہی ہے نسیم سحری کا پنکہا ہو رہا ہے پریون نے شہزادے کو غافل پاکر اوسی تخت پر آہستہ سے لٹایا جس کروٹ سوتا تہا اوسی کروٹ سولایا پہر آپ سوار ہوئین اور تخت کو لے اوڑین اثناے راہ مین دفعتہً **آرام دل** کی آنکہہ کہلی پریون پر نظر پڑی سمجہا کہ یہہ انہین کی جعلسازی اور شعبدہ بازی ہے خوف سے پہر آنکہہ بند کرلی پریان جہان سے **آرام دل** کو لائین تہین وہان جا پہونچین شہزادے کو اوسی زین پوش پر لٹا کر آپ اوطرف روانہ ہوئین یہان شہزادے نے آنکہہ کہولی دیکہا کہ گہوڑے طیار کہڑے ہین اور محمود کسی کی جستجو مین زار زار روتے ہین جان سے بے زار کہڑے ہین **آرام دل** نے محمود کو پکارا وہ شہزادے کو دیکہکر دیوانہ وار دوڑا آیا دیکہا کہ شہزادے کے ہاتہہ پاؤن مین مہندی لگی ہے گلے مین

پہولون کی بدہی بڑی ہے پوشاک شاہانہ زیب بدن ہے ہاتہہ مین کنگنہ بندہا ہے عطر کی خوشبو سے جنگل عنبر آگین ہے متحیر ہوکر پوچہنے لگا حضور خدا کے وسطے بتائیے کہ آپ تشریف لیگئے تہی مجہے مفارقت دے گئے تہے فرمائیے تو یہہ کہان مزے اوڑائے کیا رات بہر مین ملکہ حسن افروز سے شادی کر آئے آرام دل نے تمام ماجرا ابتدا سے انتہا تک محمود سے بیان کیا صنوبر کی آہ و زاری اور بیقراری کے ذکر مین اشکون سے تر دامان کیا محمود نے کہا حضور مبارک ہو شگون اچہا ہوا لیکن جب خداوند کریم آپ کے مطالب بر لائیے روز فراق کٹ شب وصال کی سحر آئے اوس وقت اپنے عہد و پیمان کے مطابق کیجئے گا اوس سوختۂ آتش فراق کو کہین دم نہ دیجئے گا آرام دل نے کہا اے محمود فرد میسر ہو وصال یار ہمکو ٭ بہلا ایسی کہان تقدیر میری ٭ ہان اگر خدا مجہکو درد لادوا تک پہونچائیگا میرے جی کا مقصد بر آئے گا تو انشاء اللہ تعالی ایفائے وعدہ کرون گا اپنے قول پر ثابت رہونگا یہہ کہکر گہوڑے پر سوار ہوا رہبر محمود وفادار ہوا ایک روز چلتے چلتے دوپہر کے وقت آرام دل شدت گرمی سے آب آب ہوگیا تمازت آفتاب کی تاب نہ لا سکا بیتاب ہوگیا اتفاقاً اوس بیابان مین ایک باغ کا دروازہ نظر آیا شہزادہ گہوڑے سے اوتر آیا اور محمود سے فرمایا کہ اس وقت گرمی کی بڑی شدت ہے مارے پیاس کے بُری حالت ہے چلو اس باغ مین جی بہلائین تہوڑا پانی پیکر تشنگی بجہائین محمود نے کہا حضور اس رہگذر دشت پر خوف و خطر مین خدا جانے کس نے یہہ باغ بنوایا ہے کون اسکا مالک ہے کس نے اسے تعمیر کروایا ہے واللہ اعلم کسی دیو یا جن کا یہہ مسکن ہے یا کچہہ طلسمی کارخانہ ہے جلد یہان سے گذر کرنا چاہئے آپکو ابہی مسافت بعیدہ طے کرنی ہے ایسے ایسے مقامون سے حذر کرنا چاہئے سعدی در بیشہ گمان مبر کہ خالی ست ٭ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ٭ اور تشنگی غالب ہے دل فردوس منزل پانی کا طالب ہے تو آگے بادی کا نشان بستی کا گمان ہے وہان چل کر مقام کیجئے گا کہانا کہائیے گا پانی پیجئے گا غرض محمود نے ہر چند دم دیا سمجہایا مگر شہزادے کے مطلق خیال مین نہ آیا بے تکلف باغ مین داخل ہوا محمود نے بہی ساتہہ نہ چہوڑا قدم اندر رکہتے ہی دروازہ باغ کا بند ہو گیا محمود نے آرام دل کو جہک کر سلام کیا اور کہا کہ شہزادہ دیکہہ آگے نہ جا اب بہی پہر چل جو ہونا تہا سو ہوا حافظ شیرازی علیہ الرحمتہ نصیحت گوش کن نادان کہ از جان دوست تر دارند ٭ جوانان سعادت مند پند پیر دانا را ٭ آرام دل نے کہا کہ محمود معاذ اللہ بڑہاپے مین تیری تو عقل ماری گئی ہے مجہے بہی کیا خفقان ہوا ہے جو تیرے کہنے سے ایسی سیر چہوڑون اس فضا کی جگہہ سے منہ موڑون محمود نے کہا حضور بہت خوب چلیئے اور تماشے دیکہیے آرام دل آگے بڑہا دیکہا کہ باغ بہت عمدہ ہے ہر روش پر سبزہ نو دمیدہ سے فرش زمردین بچہا ہوا ہے ہر درخت اپنے موقع سے لگا ہوا ہے ایکطرف تختہ یاسمن شاہدان سیمتن کی یاد دلاتا ہے مقابل اوس کے لالہ زار اپنے سینہ بے کینہ پر ہزارون داغ کہاتا ہے ایک طرف نرگس شہلا بلبلون سے آنکہین ملا رہی ہے ایک جانب سنبل زار اپنے بل مین آپ ہی پیچ و تاب کہا رہی ہے کہین نافرمان کی شوخی پر صبا نے مارے طمانچون کے منہ نیلا کر دیا ہے کسی جگہہ نیرنگ ساز عشق نے

گل اشرفی کا رنگ نے زرد کیا ہے **نظم** گلون پر اس روش سے پیچ سنبل ٭ کہ جیسے عارض جانان پہ کاکل ٭ ہر اک سو
جلوہ گر ہے سرو و شمشاد ٭ کہ جیسے جمع ہون خوشرو پریزاد ٭ تر و تازہ بنفشہ اور ریحان ٭ برنگ خط مشکین عنبر
افشان ٭ برنگ چشم فتان چشم نرگس ٭ ہوا ز چشم غزالان چشم نرگس ٭ اور مرغان خوش الحان کی صدا بلبلان
کے چہچہے جابجا باغ کے چارون کونون پر چار برج ہمسر گردون دوار اون مین جہرنا جاری ساون بہادون
کی بہار وسط باغ مین ایک تالاب بیچ مین اوسکے برج عقیق یمنی کا صدہا لعل بے بہا اور ہزارہا در یکتا جڑا ہوا
فرش اطلس و کمخواب سے مزین سجا سجایا اسباب ضروریات سے مرتب یہہ کیفیت دیکھکر **آرام دل** نے
کہا **مرزا بیدل** خوش است سیر ولیکن دل و دماغ کجاست ٭ دل از گلی کہ تسلی شود بباغ کجاست ٭ پہر
آگے بڑہا ایک بارہ دری سنگ مرمر کی نظر آئی زربفت کے پردے گنگا جمنی چلمنین سرخ اطلس کا سائبان کہنچا
ہوا نیچے اوسکے ایک تخت سنگ مرمر کا بہت عریض و طویل بچہا ہوا مگر فرش فروش کے تکلف سے مبرا جون صفحۂ
قرطاس معرا **آرام دل** بارہ دری کے اندر گیا دیکہا کہ ہر ایک دالان رفیع الشان ہمسر آسمان انجم شیشہ آلات سے
آراستہ یاقوت ہیرا نیلم پکہراج زمرد لعل بدخشان سے ہر در و دیوار پیراستہ ہے نقش و نگار مین ہر سنگ غیرت
نقش ارژنگ گل اور بوتہ کی صفائی پر عقل مانی و بہزاد دنگ گلدستہ ہائے گلاب طاقون پر قرینے سے دہرے ہوے
شیشہ ہائے شراب کشتیون مین مے انگور سے بہرے ہوئے مسند زرنگار گرد اوسکے سلک مروارید شہوار صدر دالان مین
بچہی ہوئی ایک طرف پلنگڑی مرصع پر شبنم کی چادر بچہی ہوئی عطردان خاصدان پان خاص و ان طلائی کشتیون
مین اپنے اپنے موقع سے رکہے ہوئے دواوین اور قصہ ہائے دلچسپ یادگار زمان کتابدانون مین چنی ہوئی
یہہ سب سامان تہا مگر کسی انسان کا کہین نشان نہتہا **آرام دل** بارہ دری کی طیاری دیکہکر ششدر ہوا
ایسے باغ دلکشا اور مکان عالی کو خالی دیکہکر متحیر ہوا پہر وہ سبزہ زار بغیر دلدار دل جگر مین نشتر ہوا تہوڑی دیر اودہر اودہر کی
سیر کرکے عازم سفر ہوا اور یہہ شعر پڑہا **رند** سیر کی خوب مجہے پہول بہت شاد رہو ٭ باغبان جاتی ہین گلشن ترا آباد
رہے ٭ پہر گہوڑے پر سوار ہوکر تا در باغ آیا دروازہ کو اوسی طرح بند پایا ہر چند زور لگایا مگر نہ کہلا جب تو بہت
گہبرایا محمود سے فرمایا کہ دروازہ کہلنے کی جلدی کوئی تدبیر کرو اب ذرا تاخیر نہ کرو محمود نے کہا حضور مین نے تو پہلے ہی
عرض کیا تہا کہ آپ ایسی سیر پر لعنت ہزار بار پڑہئے اس باغ کے گل اور بوتہ کو بدتر از خار سمجہئے آگے نہ بڑہئے
مگر آپ نے نہ مانا جو مین سمجہا تہا وہی سامنے آیا اب اس وقت مین کیا کرون کہان جاؤن کس سے التجا کرون
مگر ہان کسی کو تلاش کرنا چاہئے یون ہی بے آب و دانہ اور بے گور و کفن نہ مرنا چاہئے الغرض **آرام دل**
اور محمود ہر چار طرف سراسیمہ و حیران اوس باغ کے باغبان کی جستجو کرنے لگے راہ ظلمات مین خضر کی تلاش
جا رسو کرنے لگے آخر اسی دوا دوش مین قریب وقت شام آیا مگر کہین انسان کا نشان بہی نہ پایا جب شہزادہ
نے دیکہا کہ اب کہین گریز کی راہ نہین کہیئے تو گیا کہیئے کوئی مقام پناہ نہین سمجہا کہ پیمانہ عمر شراب حیات سے
مخمور ہوا یہین تک زندگی تہی رنج و الم صدمہ درد کہ ہر وقت ہمدرد تہا شکر خدا کہ دل سے دور ہوا

مگر افسوس کہ وصال یار کی دل مین حسرت ہی آئینہ دل مین بہی کدورت ہے **حضرت اوستاد غالب مدظلہ العالی**
حیران ہون دل روؤن کہ پیٹون جگر کو مین ٭ مقدور ہو تو ساتہہ رکہون نوحہ گر کو مین ٭ پہر بیخودی مین بہول گیا
راہ کوئے یار ٭ پہر اک سے پوچہتا ہون کہ جاؤن کدہر کو مین ٭ آخر وہ تاجدار دلفگار اور وہ غمگسار ایک درخت
کے نیچے مایوس غم والم سے مانوس ہو کر بیٹہے **آرام دل** جب بہت بیقرار ہو تو یہہ فرمایا اور اشکبار ہوا **مصنف**
فرقت مین یہان لبون پہ میری جان زار ہے ٭ آ اے اجل کہ تیرا فقط انتظار ہے ٭ القصہ دونون اوسی درخت کی نیچے
بیٹہے رو رہے تہے رہائی کے فکر مین غلطان پیچان ہو رہے تہے کہ ایک طوفان عظیم نمودار ہوا سیاہ اندہی اوٹہی گرد مین
گردون دوار ہوا ن دفعتاً وہ باغ او مکان ہلا اور ہوا کے زور مین سوئے آسمان چلا یہہ سانحہ دیکہکر محمود گہبرایا
آرام دل نے آنکہین بند کر لین غشی کا عالم ہوا کلیجہ تہرا گیا تہوڑی دیر مین وہ باغ پہر روبزمین ہوا دامن کوہ قاف مین جا گرا
ہوا شہزادے نے آنکہہ کہولی دیکہا وہی مکان اور باغ ہے مگر صدہا دیو اور پریزاد اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہین
کوئی روشنی کی تیاری کر رہا ہے جہاڑ فانوس مین لال سبز بتیان لگاتا ہے کوئی فرش درست کرتا ہی کوئی دیوارگیر و سبز کنول
چڑہاتا ہے دیو غل مچاتے ہین کودتے اور اچہلتے ہین اور میوے کہاتے ہین **آرام دل** کو جو اس آئے نظر بچا
محمود کو تو روش سے ایک تختہ مین گرا دیا اور خود بچالا کی ایک درخت پر چڑہ گیا دیکہا کہ پہلے چند
پریزاد شیشہ ہائے گلاب لیکر آئے اور تخت سنگ مرمر جو بارہ دری کے صحن مین بچہا ہوا تہا اوسپر وہ گلاب
چہڑکا پہر فراشون نے آکر اوسپر فرش بچہایا جابجا پہولون کے ڈہیر لگا دئیے ایک سمت صدر مین مسند تکیہ لگایا
خواصون نے کشتیان شراب ناب کی رکہین قریب اوسکے قابین گزک اور کباب کی رکہین شاہدان دلنواز
اور مطربان خوش آواز آنکر جمع ہوئے اپنے اپنے ساز درست کرنے لگے تمام دیو اور پریزاد اپنی اپنی موقع
اور مراتب سے جابجا دست بستہ کہڑے ہوئے منتظر آمد سواری چہوٹے بڑے ہوئے کہ دفعتاً ایک تخت
روان ہمراہ اوسکے ہزارہا پریان آسمان پر سے صحن باغ مین نازل ہوا اوترتے ہی سب پریون کے گہیر لیا
چارون طرف سے صدائے بسم اللہ بلند ہوئی طبع ہر ایک خرسند ہوئی اوس تخت پر سے ایک پری نہایت
کمسن از سرتا پا جواہر مین جڑی بڑے ناز سے اوتری **مثنوی** نازو انداز تازہ کرتی ہوئی ٭ چلی ہر گام گل
کترتی ہوئی ٭ جونہین اوس نے اوٹہائی رخ سے نقاب ٭ کہل گیا قصر حسن کا اک آب ٭ سبکو دہوکا ہوا
کہ چاند ہوا ٭ چاند بہی دیکہہ اوسکو ماند ہوا ٭ سرخ رخسار جب نظر آیا ٭ لالہ نے داغ رشک
سے کہایا ٭ القصہ اوس بلقیس ثانی نے تخت پر جلوس فرمایا بزم عشرت کو غیرت کاشانہ عروس
فرمایا زمرد پری کا طائفہ کہڑا ہو ناچ گانے سما بندہا اوس وقت اوس شہنشاہ حسن وخوبی نے اپنے
خواصون سے ارشاد کیا کہ ہمارا مہمان کہان ہے جلد جاؤ اور ہاتہون ہاتہہ لاؤ دیکہو تو اس پرستان کا
سلیمان کہان ہے یہہ سنتے ہی پریون کو اوس یوسف ثانی کی تلاش ہوئی بڑی جستجو جان خراش ہوئی آخر جہان
شہزادہ بیٹہا ہوا تہا اوس درخت کے نیچے پہونچین شہزادے کو دیکہتے ہی بفراست دریافت کر گئین کہ بیشک یہی شخص ہمارے

آرام دل کو اوس درخت پر سے اوتارا زیر قدم آنکھون کا فرش بچھایا مثل گل بازی ہاتھون ہاتھ اوس گلبدن
کو تعظیم تمام انجمن مین لا بٹھایا **مثنوی** نظر آیا جب وہ مہ چاردہ * اوٹھی پیشوائی کو وہ رشک مہ * کہا آو
صاحب بس اب کیا ہے دیر * کرو اپنے دیدار سے مجھکو سیر * رہی آج تک مین بہت خستہ حال * پریشان و حیران
و سرگشتہ حال * مگر خوش ہوا اب دل بیقرار * کرون شکر احسان پروردگار * توقف اگر اور ہوتا کہین * تو مین
آپ لاریب آتی وہین * یہہ کہہ اور جلدی پکڑ اوسکا ہاتھ * برابر بٹھایا اوسے اپنے ساتھ * یہہ سنکر آرام دل
بیخود ہوا چارون طرف دیکھنے لگا اور دل مین کہنے لگا کہ یہہ تو عجب ماجرا ہے کچھہ سمجھہ مین نہین آتا کیا قدرت خدا
ہے کہ ابھی تو ایک بند سے رہائی ہوئی ہے پھر قید فرنگ سامنا ہے الہی کبھی مین اس قید سے رہائی بھی پاؤنگا
یا یون ہین پریشان و سرگردان ہوکر اس کشمکش مین مرجاؤنگا پری نے شہزادے کو دیکھکر حال استفسار کیا
پریشانی کا سبب دریافت کرنے مین بہت اصرار کیا آرام دل نے کہا صاحب مجھکو سخت حیرت ہے کہ آپکو یہہ تو
معلوم ہوا کہ ایک شخص اس باغ مین ہمارا مہمان ہے مگر یہہ نہ سمجھا کہ کس جگہہ کا رہنے والا ہے کون ہے کیون خستہ جان
ہے پری نے کہا کہ یہہ تو ہم جانتے ہین کہ آپ شہزادۂ والاتبار ہین شاہ چین آپکے والد بزرگوار ہین سرزمین چین آپکا
مقام ہے شہزادہ آرام دل آپ کا نام ہے مگر یہہ سمجھہ مین نہین آتا کہ آپ کا حال پریشان کیون ہے چہرۂ گلبرگ
سے عشق کے آثار نمایان ہین ہر دم چشم گریان کیون ہے بہر خدا اس ماجرائے حیرت افزا سے جلد خبردار کیجیے
حال اپنا کچھہ اظہار کیجیے مین بھی تو سنون اگر کوئی مرض ہو تو اوسکی دوا کرون آرام دل نے جواب دیا
جرائت دل کی خبر نہ پوچھو کچھہ آج کل عزیزو * کیا جانے دل کہان دو چار دن سے اپنا * صاحب ماجرائے دل
قابل بیان نہین ہے **فقرہ** روئیم ببین حالم مپرس * یہی ایک جملہ ہے زیادہ بیان کی تاب و توان نہین ہے اور
رونے کا حال کیا پوچھتے ہو **سودا** بہنا کچھہ اپنی چشم کا دستور ہوگیا * دی تھی خدا نے آنکھہ سو ناسور ہوگیا * اک
یہہ سب باغ و بہار اپنی آنکھون مین بدتر از خار نظر آتا ہے حال دل بیان کرنے مین خون ہوکے منہ کو جگر آتا ہے
درد گل و گلزار خوش نہین آتا * باغ بے یار خوش نہین آتا * اے جنون جیب مین ترے ہاتھون * ایکبھی
تار خوش نہین آتا * یہہ کہکر خاموش ہوگیا * یاد چشم میگون جانان مین جھوم کر مست اور مدہوش ہوگیا پری
نے شہزادے کے فحوائے کلام سے دریافت کیا کہ بیشک کسی کا عاشق زار ہے کسی کے تیر نگاہ کا فگار ہے
جی کو سنبھال کر کہنے لگی کہ اے شہزادے مین پردہ قاف کے بادشاہ کی بیٹی ہون ملکہ سیمتن میرا نام ہے حسن و
خوبی مین لاثانی ہون راجہ اندر بھی تابع فرمان ملکہ ایک ادنی غلام ہے ایام طفولیت مین اپنی بڑی بہن کے ہمراہ
تخت طاؤس پر سوار ہوکر واسطے سیر چین کے گئی تھی ایوان شاہی مین تجھہ گل اندام کو خاص محل کے بام پر دیکھا
کہ زمرد کے چھپر کھٹ پر عجب انداز سے خواب نازنین پڑا سوتا ہے اب اوسوقت مین کیا کہون جو اوس دم میرا
حال ہوا عشق نے دل مین گھر کیا جی نڈھال ہوا بڑی بہن کے سبب سے کچھہ بس نہ چلا خاموش ہو رہی

سیر جو کی لالہ رخسار کی ٭ داغ جدائی مجھے حاصل ہوا ٭ میری بہن مجھے بیہوش دیکھکر گھبرائی ڈری کہ شاید کسی نے
جادو کیا ہو اس نے جلدی سے انگشتری سلیمانی میرے ہاتھہ مین پہنائی جب مجھکو گونہ افاقہ ہوا بیخودی کا سبب پوچھنے لگی
مینے بہانہ کرکے کہا کہ اس وقت ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے مجھے نیند آتی تھی مین سو گئی خیر اوسوقت کی بات تو رفت گذشت
ہو گئی جب مکان پر آئی دن بہر جی بیچین رہا طبیعت گھبرائی وہان سے اٹھکر باغ مین ٹہلنے لگی گل و گلزار کی بہار سے
کچھہ طبیعت بہلنے لگی آخر خدا خدا کرکے شام ہوئی دعا میری قبول بدرگاہ مالک العلام ہوئی اوسوقت مین تنہا
بذات خاص صرف ہمراہ ایک خواص تخت پر سوار ہوکر پہر اوسی طرف روانہ ہوئی وہان پہونچکر اوسی محل کے بام پر
اوتری چارون طرف تیری تلاش کی کہین نہ پایا بہت جستجو کی لیکن تو نظر نہ آیا ناچار مایوس ہوکر بادل داغدار یہہ
شعر آستانہ مبارک پر قلم مژگان اور شنجرف لخت جگر دل سے لکھکر بسوئے خانہ ہوئی **مصحفی** اگرت حبیب باشد بدر تو
رسیدہ باشد ٭ چو ترا ندیدہ باشد چہ قدر طپیدہ باشد ٭ الغرض تجھکو نہ دیکھا تو دل کو صدمہ کمال ہوا باغ ارم مین
پہونچی پہر تو یہہ حال ہوا کہ ہر روز بیتابی دل ستاتی ہر ساعت موت اپنے مزے چکھانی لگی ایک روز تنہائی مین بیٹھی
رو رہی تہی تیرے فراق مین بیقرار ہو رہی تہی ایک خواص نے عرض کی کہ حضور کسی طرح کا رنج والم نہ کرین مینے گردش
سبع سیارہ سے دریافت کیا ہی کہ جس شخص کی آپ عاشق زار ہین جسکے واسطے حضور بیقرار ہین انشاء اللہ تعالی چار برس مین
اوس سے آپ سے ملاقات ہوگی جس امر کی حضور کے دل مین تمنا ہے وہ بات ہوگی لیکن حضور فلانے مقام پر ایک
باغ اور مکان کی تعمیر کا حکم دین اور بعد تیاری کے اوسکو عجائبات اور طلسمات سے مرتب کرین وہ شخص چار
برس کے عرصہ مین سرگشتہ بادیہ غربت اور آوارہ صحرائے کربت ہوکر اوس باغ مین آئیگا خوب سیر کرکے جب ارادہ
جانیکا کریگا ہرگز جانے نہ پائیگا غرض اے شہزادے یہہ کلام جب سنا اوسوقت باغ اور مکان کی
تعمیر کے لئے مین نے حکم دیا جب باغ اور مکان میرے حسب دلخواہ تیار ہوا دل بیقرار کو کچھہ قرار ہوا اور اوس روز سے
مین نے تنہائی اختیار کی امید وصال مین ایک ایک دن گننے لگی رات دن صدمہ فراق سے جان کھویا کرتی
اور عالم تنہائی مین یہہ اشعار پڑھ کر رویا کرتی **تسنیم لکھنوی** عالم کا ترے جہان بیان ہے ٭ بیتابی دل جہان
جہان ہے ٭ زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو ٭ دیوانے کا پاؤن درمیان ہے ٭ ذرہ کا بہی چمکے گا ستارہ ٭ قائم جو زمین
و آسمان ہے ٭ جو داغ کہ مہر ہے فلک پر ٭ دل مین مرے اب تلک نہان ہے ٭ اے شہزادہ آخر
خداوند کریم نے تجھہ بت بیوفا کی صورت دکہائی خدا خدا کرکے آج جی کی مراد پائی اب مین دیکھتی ہون تو بہی
کسی گلبدن کا بلبل زار ہے معلوم ہوتا ہے کہ خدنگ عشق سے سینہ فگار ہے **حضرت اوستاد غالب** مرحوم
ہوئی جن سے توقع خستگی کی داد پانے کی ٭ وہ ہم سے بہی زیادہ کشتہ تیغ ستم نکلے ٭ اب بہر خدا چند روز یہان آرام
فرمائیے پرستان کی سیر کیجیے یہان کی چیزین کہائیے بالتفصیل حال بیان کیجیے اور جب تک ہم نہ کہین جب تک یہان سے نہ جائیے
پریون کے ساتھہ مزے اوڑائیے **وصل سے کامیاب ہونا سیمتن جان جہان کا**

اور رخصت طلب کرنا آرام دل عازم کوئے جانان کا ٭ پلا ساقیا جام آتش لباس ٭ کہ دلکو
ہے میرے ہوس بیقیاس ٭ عروج طبیعت دکہاؤن تجہے ٭ نیا ایک قصہ سناؤن تجہے ٭ محرران جادو نگار و
راقمان فسونگار لوح قرطاس پر نقوش بیان داستان یون مرتسم فرماتے ہین کہ جب آرام دل نے یہہ قصہ سنا
نہایت حیران ہوا جی مین کہنے لگا یک شد دو شد یہہ تو بلا کی طرح پیچہے پڑی اب مین کسطرح اس کے دام سے
رہائی پاؤنگا ملک فارس تک کیونکر جاؤنگا سوا اس کے یہہ پری مین انسان دیو اسکے تابع فرمان اب
سوائے سچ بولنے کے چارہ نہین بے مرضی اسکے یہان سے رہائی غیر ممکن ہے کوئی سہارا نہین یہہ سمجہکر تمام و
کمال احوال ماضی و حال اپنا آرام دل نے اوس بدر کامل سے ظاہر کیا اوس سوختہ آتش محبت کو حسن افروز
کے عشق سے ماہر کیا سیمتن پری جب سب حال سن چکی تو مخاطب ہو کر بولی کیون حضور ذرا انصاف کیجئے تقصیر
میری معاف کیجئے کہ ہم تو آپ پر اپنی جان فدا کرین اور آپ یون دیکہے اور کا دم بہرین صاحب ہمنے چار برس کامل
تمہارے فراق مین صدمے اوٹہائے رات دن دعائین مانگین اور تمہارا یہہ کلیجہ کہ ایسا کلمہ زبان پر لائے ہو افسوس
اگر ہم جانتے کہ آپ ایسی بیوفائی کج ادائی کرینگے تو کیون آپ پر جان نثار کرتے در بدر خاک چہانتے پہرتے جرائت جستجو
مین دل کے بہلانے کے جی کہونا پڑا ٭ جو ہنسی کی بات تہی سو اوسکا اب رونا پڑا ٭ سچ یون ہے بے جگہہ ربط
اندنون پیدا کیا ٭ سوچ ہر دم ہے یہی ہمکو کہ ہمنے کیا کیا ٭ آرام دل نے کہا صاحب کیا دشمنون پر مصیبت
پڑی ہے جو ٹہنڈے ٹہنڈے سانس بہرتی ہو ہر گہڑی نالے کرتی ہو سیمتن نے کہا لا ادری ہم تیرے واسطے مجنون
بہی ہوئے ٭ مورد گردش گردون بہی ہوئے ٭ ظلم کے گرچہ سزاوار نہ تہے ٭ پر ترے عہد مین ہم یون بہی ہوئے
٭ تو ملے غیر سے اور یہان میرے ٭ مفت مین دیدہ و دل خون بہی ہوئے ٭ اے شہزادہ تو جانتا ہے کہ مین اس
پرستان کے بادشاہ کی دختر ہون مجہے سب طرح کی قدرت ہے اگر مین اپنی سخن پروری کرون تو تجہے ہرگز جانے
نہ دون لیکن کیا کرون کہ تو میرا محبوب ہے ہر ادا تیری میرے دل کو مرغوب ہے اور دنیا مین سبہون نے
اپنے معشوقون کی نازبرداری کی ہے دین و دنیا دونون سے گذر گئے ہین ظلم سہتے سہتے مر گئے ہین اس لئے
ترا جور و ستم اپنے نزدیک کرم سمجہتی ہون تیری رضا اپنی جان شیرین پر مقدم سمجہتی ہون بہر کیف آجکی شب
یہین آرام کر میرے زخم دل کا مرہم وصال سے التیام کر صبح جو کہیگا بجا لاؤنگی یا تجہکو دہان پہونچا دونگی
یا حسن افروز کہ جسکا تو دیوانہ ہے یہان لے آؤنگی اس گفتگو سے آرام دل کے چہرے کا رنگ
اوڑگیا خوف سے ڈرا اور سوچا کہ مبادا یہہ پری طیش مین آکر مجہے گرفتار بلا کرے ایسا ہو کہ جادو کرے پہر خیال
کیا کہ آخر یہہ بہی تو شہزادی ہے بہولی بہولی شکل وضع سادی سادی ہے علاوہ اسکے تم پر مرتی ہے تمہارے
اوپر اپنی جان فدا کرتی ہے او آج یہین گذر کرو ہونی ہو سو ہو آج کی شب اسی جا سحر کرو یہہ تصور کر سیمتن
پری سے کہا کہ صاحب مین تمہارا تابعدار ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن اتنا امیدوار ہون کہ صبح کو مجہے نہ روکیگا
جانیکو وقت نہ ٹوکیگا یہہ کہا اور بقول حسن پکڑ ہاتہہ مسند پہ کہینچا اوسے ٭ محبت کی رستہ مین اینچا اوسے

ملکہ سیمتن کہ پہلے ہی شہزادے کے ہر ایک ادا پر فدا تھی اس بیباکی پر اور بھی مر گئی تمنای وصال اور بھی زیادہ ہوئی
چادر شرم و حیا سر سے اوتر گئی مست ہو کر بلائین لینے لگی سینہ بسینہ لب بلب ہو کے بیشمار بوسہ دینے لگی خواجہ
حیدر علی آتش مرحوم ؎ بے گنتی بوسہ لینگے رخ دلپسند کے ٭ عاشق ترے پڑھے نہین علم حساب کو ٭ یہہ کیفیت
دیکھکر سب پریان وہان سے ہٹ گئین کچھہ درختون مین جا کر چہپین کچھہ کمرے کے دروازے مین چھپ گئین فقط ایک
خواص باقی رہی جو اس حال سے خبردار تھی محرم اسرار تھی وہی ساقی رہی یہان تو یہہ صحبت تھی اور وہان یہہ کیفیت
تھی کہ جب سے محمود گرا تھا اوسے کچھہ خبر نہ تھی بیہوش پڑا تھا چند پریان جو اوس طرف جا نکلین دیکھتی کیا ہین کہ ایک شخص
اندازاً ستر اسی برس کا سن و سال ہے اور ریش کے سفید بال سبز عمامہ سر پر عبائے عنابی در بر خضر صورت پیشانی پر نماز کا گھٹا
بظاہر مردہ کی شکل گرا ہوا ہٹا کٹا ایک درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہے پریان دیکھکر متعجب ہوئین باہم کہنے لگین کہ دیکھو اس
باغ مین سوائے شہزادے کے اور کون ایسا ہے جسکا یہان گذر ہوا یہہ انسان ہی کیا پرندہ بالغ ہی کہ اسکو کچھہ اپنی جان کا
خطر ہوا آخر ایک جو اون سب مین کڑے دل کی تھی آگے بڑھی اور محمود کا ہاتھہ پکڑ کر اوٹھانے لگی اوسکو جو ہوش آیا
آپ کو ملک الموت کے پنجہ مین پایا سمجھا کہ قضا آن پہونچی شہزادے کو خدا جانے کیا کیا اب ہماری بھی جان
نہین بچتی یہہ سمجھہ کر عاجزی سے کہنے لگا کہ مین اوس شہزادے کا نوکر ہون جو اس باغ مین آیا ہے غرض
سب پریان محمود کو بیچ مین گھیرے ہو جہان آرام دل اور ملکہ سیمتن بیٹھے ہوئے اختلاط کر رہے تھے لیکر
آئین سیمتن محمود کو دور سے دیکھتے ہی شہزادے کے پیچھے چھپ گئی اور پوچھنے لگی کہ یہہ کون ہے آرام دل
نے کہا صاحب یہہ ہمارا یار غمخوار جان نثار ہے اس مصیبت مین اسنے ساتھہ دیا ہے یار وفادار ہے یہہ
کہہ رہا تھا کہ محمود آیا پہلے تو ملکہ سیمتن کے حضور مین آداب بجا لایا پھر آرام دل کو تسلیمات کر کے قدمبوس
ہوا اور ایک طرف لب فرش مودب بیٹھہ گیا پریون نے حال محمود کی بیہوشی اور از خود فراموشی کا حضور
مین ملکہ سیمتن کے عرض کیا پری اوسکی باتون کو سنکر زیر لب مسکرائی اور دیر تک اوس سے ہنستی رہی جب
رات بہت گذری محفل راگ و رنگ برخاست اور بزم عیش و نشاط آراستہ ہوئی ملکہ سیمتن نے خواص اشارہ کیا
کہ جلد جام و صراحی لا سحر ؎ ساقی نہ رکے یہہ موسم ہے غنیمت ٭ پیری مین جوانی کے مزے یاد کرینگے ٭ مجبر دا ہمایا
ملکہ اوس پری نے ایک جام بادۂ گلفام سے لبریز کر کے شہزادے کو دیا آرام دل نے وہ ساغر سیمتن کو پلایا
اور دوسرا جام اوسکے ہاتھہ سے آپ پیا محمود تو ایک ہی پیالہ مین بیہوش ہو گیا پھر تو یہہ کیفیت ہوئی کہ سیمتن
نشۂ شراب سے بیخود ہو کر آرام دل کی گود مین گر پڑی شہزادے نے جی مین کہا کہ واقعی یہہ پری تمہاری
عاشق ہے اور سچ تو یون ہے کہ صحبت کے ہی لائق ہے عالم شباب ہے اوٹھتی جوانی ہے چلو مزے کر دیہی لطف
زندگانی ہے الغرض آرام دل نے پری کو گود مین اوٹھا لیا اور بارہ دری کے اندر جا کر چھپر کہٹ پر لٹا دیا جگانے
کے لیے گدگدیان کین آوازین دین چٹکیان لین آخر جب خوب ملا دلا گدگدایا تو ذرا ملکہ کو ہوش آیا آنکھہ جو کھولی
وصال یار سے بغل گرم پائی یاوری بخت اور فرط صحبت سے باغ باغ ہو گئی پہولی نہ سمائی پھر اوسی حالت مستی مین

سرور مین آرام دل سے کہنے لگی کیون جی مین اگر صبح کو تمہین بجانے دون تو تم کیا کرو ع ذرا اسکا مجہی
جواب تو دو ٭ آرام دل نے کہا صاحب اگر یہی ارادہ ہے تو اسمین کیا چارہ ہے کس کا اجارہ ہے ع ہر چہ
آید بر سر فرزند آدم بگذرد ٭ مین حاضر ہون پہر درویش بر جان درویش اور اسکا مین کیا جواب دون مگر اتنا
سمجہہ لو کہ اگر عہد شکنی پر کمر باندہو گی تو ہمین زندہ نہ پاؤ گی یاد رہے کہ بہت پچہتاؤ گی یہہ کہتے ہی خیال جانان مین آنکہون سے
آنسو گر پڑے سیمتن پری نے بلائین لیکر کہا کہ مین تو ہنستی تہی تمہین محک امتحان پر کستی تہی کہ دیکہون تم کتنے ہو دل کے
کڑے ہو یا بودے ہو شعر ذرا سی بات مین رنجیدہ ہو گئے صاحب ٭ عبث ہے رونا جی دیکہو وہ ہنسی آئی ٭
یہہ کہکر ہم آغوش ہوئی نشۂ شہوت سے بیہوش ہوئی مثنوی بدن یار سے بدن جو ملا ٭ مستیون نے دکہایا اور مزا
٭ گال رگڑے تو ہونٹ چوسے کبہی ٭ لئے گردن کے خوب بوسے کبہی ٭ مزا پایا جو یون جوانی کا ٭ اوڑ گیا رنگ
لن ترانی کا ٭ آرام دل اگرچہ فراق محبوب وصال نامرغوب سے بیچین ہو رہا تہا مگر نہ رہ سکا اور مست بادۂ نشاط ہو کر
شراب وصل اوڑانے لگا مثنوی پہر تو دونون طرف کی لذت تہی ٭ ایک امگون پہ کیا طبیعت تہی ٭ کہل گئے
دل جو رنگ وصل بند ہا ٭ دونون جانب سے خوب پیار ہوا ٭ آخر ایسی گاڑ زوریان ہوئین کہ دونون تہک گئے
شربت وصل پیتے پیتے جہک گئے اس عرصہ مین سپیدۂ صبح نمودار ہوا سیمتن پری کا جی بیقرار ہوا آرام دل حمام مین
گیا وہان سے آیا محمود کو جگایا محمود نے کہا کہ حضور اب آپ کا نوری سے وصال ہے ملک فارس جانا امر محال ہے
سبحان اللہ حضور بہی کیا چیز ہین یا تو باین شوراشوری یا باین بے نمکی خیر شکر خدا کہ اب آپ کی طبیعت کچہہ کچہہ بہل گئی ایک شغل
پیدا ہو گیا ہے ذرا سنبہل گئی ہے آرام دل نے کہا محمود مصلحت وقت یہی تہی جو ہم نے کیا ہے اسے عزیز اوسنے رخصت
کے لئے قسم سلیمان علیہ السّلام کی کہائی ہے مجہے قول دیا ہے اگر ہم ایسا نکرتے تو تم یہان قید مین جان سے گذر جاتی
کبہی رہائی نہوتی تڑپ تڑپ کر مرجاتے یہہ کہکر شہزادہ سیمتن کے پاس آیا اور کہا کہ اب رخصت پری نے جواب
دیا کہ صاحب رخصت چہ معنی دارد تم نے سنا نہین نسیم لکہنوی آتا ہو تو ہاتہہ سے نہ دیجے ٭ میرا اس مصرع
پر عمل ہے تمہارے دماغ مین تو خلل ہے شہزادے نے کہا نسیم لکہنوی جاتا ہو تو اوسکا غم نہ کیجے ٭
یہہ مصرعہ عمل کے لایق ہے اوس کا خالق ہے سیمتن بولی کہ چہ خوش میرے آپ کے جو عہد و پیمان
ہوا ہے اوسکو وفا کرتی ہون ایکدم توقف کرو ملکہ حسن افروز کو یہان لاکر تمہارا کلیجہ ٹہنڈا کرتی ہون
آرام دل نے کہا بس خدا کے واسطے آپ اتنی تکلیف نہ کیجئے مجہکو بیک بینی دو گوش یہان سے رہائی دیجئے
صاحب ذرا خیال کرو کہ مینے جو اپنا گہر بار چہوڑ کر سلطنت کو خاک مین ملایا تو کیا اس واسطے کہ آپکے پاس
بیٹہہ رہون اور مزے کرون جس کے واسطے سرگردان ہوا ایک عالم کی خاک چہانی خستہ و پریشان ہوا اوسکو اس
حکومت سے بلوالون یہہ تو عاشقی نہوئی رنڈی بازی ہوئی محبت نہوئی جعلسازی ہوئی سیمتن نے کہا ناحق اتنی
مشقت اوٹہاتے ہو منزلون بیکار جاتے ہو اگر کہو تو ابہی نہین بیٹہے بیٹہے تمہاری معشوق کو بلوالون آرام دل
نے کہا ذرا اتنا تو سمجہو کیا ہم اتنے نہ تہے کہ شاہ فارس سے بذریعۂ نامہ و پیام درخواست اپنی شادی کی کراتے

مگر اپنا ہی ہے اس پر حکومت نہین چلتی یہہ عاشقی ہے یہان کسی کی دال نہین گلتی اب مین تمہاری روکی کب رکتا ہون ہزار کہو مین کب سنتا ہون مجہے اپنے معشوق کو یہان بلوانا منظور نہین معاف کیجے آپ کو اس قدر تکلیف کرنا کچہہ ضرور نہین ہے سیمتن پری نے دیکہا کہ شہزادہ بگڑ بیٹہا اب کسی طرح نہ مانے گا منع کرون گی تو خوب جینے بہ زیادہ کچہہ بولون گی تو دشمنون کی جان پر بنے گی مصنف مثنوی ہے زبس ہکو عشق کا آزار ؛ تب فرقت نے کر دیا ہی نزار ؛ اب کچہہ تم زبان سے کہنا ؛ دکہہ جو ہون ہجر کے وہ سب سہنا ؛ عقل زائل ہے ہو گیا ہے خبط ؛ آج کل ہے اسی جنون سے ربط ؛ جیب و دامن کہین نہ چاک کرے ؛ نہ کہین آپکو ہلاک کرے ؛ فدا تو ہو ہی رہی تہی عاشق تہی علاوہ اسکے اپنی قول کی تہی کہنے لگی کہ اچہا ہم آپکو اس شرط سے جانے دیتے ہین ایک بات کی قسم کہاؤ تو یہان سے قدم اوٹہانے دیتے ہین کہ جب آپ اپنے ملک کی طرف مع الخیر والعافیۃ مراجعت فرمائین تو ہم سے پہر اسی باغ مین ملاقات کرین اور ہمین بہی اپنی سلک زوجیت مین لائین آرام دل نے کہا ہان یہہ بات مجہے بدل وجان قبول ہے اس امر مین آپکا مبالغہ محض فضول ہے مین قسم کہاتا ہون کہ جب میرا مقصد حاصل ہو گا تو انشاء اللہ تعالے تم بہی خائز المرام ہو گی اگر میرے جی کی آرزو بر آویگی تو خدا نے چاہا یہہ بات بہی بخوبی انجام ہو گی سیمتن نے کہا کہ دیکہو تم قسم کہاتے ہو خدا کو شاہد درمیان لاتے ہو ذرا اپنے قول پر ثابت قدم رہنا ورنہ وعدہ خلافی کی سزا خوب پاؤگے میرے ہاتہہ سے بچکر نجاؤگے اچہا سید محمد خان رند بس اب آپ تشریف لیجائیے ؛ گذرتی ہے جو کچہہ گذر جائے گی ؛ طبیعت کو ہوگا قلق چند روز ؛ ٹہرتے ٹہرتے ٹہر جائے گی ؛ مگر محمود کو میرے پاس چہوڑ جائیے کہ یہی شخص ملکہ حسن افروز پر عاشق ہونے کا باعث ہے اور اسوقت بہی آپکو ترغیب دیکر لے چلا ہے اسکی یہی سزا ہے کہ یہہ یہان باغ کے ایک گوشہ مین بیٹہا رہا کرے اپنی جورو کی فراق مین جلا کرے تا اسکو بہی معلوم ہو کہ فراق محبوب اسے کہتے ہین اور عاشق اپنے معشوقون کے اس طرح دکہہ سہتے ہین یون بیقرار رہتے ہین قطعہ معلوم تو ہو ہجر کے صدمون کی حقیقت ؛ گذری ہے بہت عیش سے اب یاد کرین گے ؛ تم جاؤ بس اب ہم سے نہ اسمین کرو اصرار ؛ چہوڑا ہے ہمین انکو نہ آزاد کرینگے ؛ محمود یہہ غضبناک گفتگو پری کی سنکر لرز گیا جی کڑا کر کے کہنے لگا کہ حضور اگر فدوی پہلے سے آپکے تعشق کا حال معلوم ہوتا تو اپنے آقا کو آپ ہی کی ملاقات کی نہ ترغیب دیتا اس خدمت کے صلہ مین حضور سے خوب انعام لیتا مگر افسوس مین بڑا بدنصیب ہون کہ اس مضمون سے خبردار ہوا آج اپنے آقا کا ساتہہ کر کے حضور کے نزدیک دشمن ٹہیرا تعزیر کا سزاوار ہوا سیمتن نے کہا کہ جو کچہہ ہو سو ہو مگر تجہے اب نجانے دون گی تو جتنا جی چاہے غل مچا لیکن مین ایک نہ سنون گی محمود نے کہا حضور زہے نصیب اور خوشا طالع میرے کہ آپ مجہکو اس التجا اور تمنا سے اپنے پاس رکہین اور زہے تقدیر میری کہ حضور مجہے اس باغ مین رہنے کی اجازت دین اس محبت پر بہی اگر مین درخواست جانے کی کرون تو بڑا بدنصیب ہون گستاخی معاف بقول شخصے لا اعلم جبکہ ہم تیرے آستان سے گئے ؛ ہم نے جانا کہ دو جہان سے گئے ؛ ملکہ سیمتن محمود کی ان حرکتون اور تمسخر کی باتون سے دل مین مارے ہنسی کے لوٹی جاتی تہی مگر ہنسی کو ضبط کر کے کہنے لگی کہ لو صاحبو ادہر سنو چو بخلی کی خوبی دیکہو ان شیرین باتون سے کوچۂ عشق مین آپ کا بہی فرہاد نام ہوا منہ مین دانت نہ پیٹ مین آنت حضرت بہی ہماری محبت کا دم

بہرتے ہین **شوق** تا کہ مشہور ہون ہزارون مین ؞ ہم بہی ہین پانچوین سوارون مین ؞ ارے لوگو ع بندگی کو
بہی لونڈ کام ہوا ؞ ہان کوئی ہے کہ اس نامعقول کو اس بے ادبی کی سزا دے یہہ سنتے ہی دس بیس دیو محمود کیطرف
جہپٹے پری نے اشارے سے منع کیا اور نظر کرم سے دیکہکر دفع کیا **آرام دل** نے کہا صاحب ہم کرتے تہی کہ لیلی کا کتا بہی
پیارا ہوتا ہے عاشق کو اوسی کے دیکہہ لینے کا سہارا ہوتا ہے مگر یہان تو نئی رسم دیکہتے ہین کہ اس غربت مین ایک ہمارا اوگہ
ہے اوسکے سب دشمن ہین یہان تک کہ جب آپ کا اشارہ پاتے ہین تو دیو ہی لپک لپک کر آتے ہین سیمتن نے کہا صاحب بخدا
یہہ تمہاری خاطر ہے کہ مینے اسکو چہوڑ دیا اور نہ اس بیحیائی اور گستاخی کا خوب مزا چکہتا پہر کبہی ایسا نہ بہکتا یہہ کہکر انگشتری
حضرت سلیمان علیہ السلام کی **آرام دل** کی اونگلی مین پہنا دی اور کہنے لگی کہ لو اب تمپر کسیطرح کا جادو اثر نہ کریگا پہر سفید دیو
کہ سردار سب دیوؤن کا رو برو دست بستہ کہڑا تہا اوسکے سر مین سے پانچ چار بال توڑکر شہزادی کو دئے اور کہا کہ جس وقت تمکو کوئی کار
مشکل یا کوئی امر ایسا درپیش ہو کہ جسکے انجام کی لئے پس و پیش ہو اوسوقت تم ایک بال کو اس مین سے دونون سرے پکڑکے کہینچنا یہہ دیو
تمہارے پاس حاضر ہوگا جو حکم دوگے بجا لائیگا اگر کچہہ عذر کریگا تو خوب سزا پائیگا القصہ **آرام دل** یہہ سب مراتب سمجہا گئی پہر
دیو سے فرمایا کہ جہان سے اس باغ کو لایا ہے پہر وہان پہونچا دے اور یہہ غزل پڑہی **مصنف** اے مرے دلربا
خدا حافظ ؞ چہوڑ کر مجہکو جا خدا حافظ ؞ تیرا ضامن ہے ضامن و ثامن ؞ سایۂ مصطفے خدا حافظ ؞ بیٹہہ جیسی کہا تہا مجہکو
یون ہی منہ بہی دکہا خدا حافظ ؞ مجہکو بیتاب چہوڑے جاتا ہے ؞ اے مرے مہ لقا خدا حافظ ؞ تیری فرقت مین دیکہئے کیا ہو
آئی کیا کیا بلا خدا حافظ ؞ تو نے مجہسے تو بیوفائی کی ؞ خیر اے بیوفا خدا حافظ ؞ جس جگہہ جائے تو معین اللہ ؞ گہر مین
بر مین سدا خدا حافظ ؞ اے **سخن** اب گلے لگا کے مجہے ؞ تو بہی کہہ دے ذرا خدا حافظ ؞ شہزادے نے بہی کہا
خدا حافظ اور دیوؤن نے آسمان کی طرف ہاتہہ بلند کرکے ایک آواز دی کہ سارا مکان ہل گیا پہر وہی تاریکی اور طوفان
ہوا کا زور و شور وہی سب سامان نظر آیا مگر جہان پری اور **آرام دل** اور محمود تہے وہان سب یہہ آثار موجود تہی تہوڑی
دیر مین وہ باغ اور مکان جہان پہلے نصب تہا قائم کیا گیا اور شور و غل موقوف ہوا سیمتن پری نے شہزادی سے کہا
کہ حضور اب بسم اللہ کیجئے دیر نہ لگائیے جس طرف سے آپ آئے تہے وہی راہ موجود ہے پہر ملانیوالا وہ معبود ہے **صفیر**
جیسے جاتا ہے تجہی یار خدا پہر لائے ؞ تجہکو اللہ بت ماہ لقا پہر لائے ؞ پہر پری نے شہزادہ کو گلے لگا کر رخصت کیا
اور محمود سے کہا کہ اچہا بچا تم بہی جاؤ مگر خبردار خبردار میرے شہزادے کا ساتہہ نہ چہوڑنا ورنہ خوب مزا چکہوگے ذرا اسکو
خوب سمجہہ لینا محمود نے دونون ہاتہون سے سلام کرکے عرض کی کہ حضور کیا مقدور جو کبہی آقا سے جدا ہون اگر اسمین ذرا
خلاف ہو تو بیشک لائق سزا ہون یہہ کہکر گہوڑے حاضر لایا **آرام دل** سوار ہوا ہمراہ وہی محمود وفادار ہوا سیمتن پری
تا در باغ پہونچانے آئی جونہین شہزادے نے پیٹہہ موڑی پری آنکہون مین آنسو بہر لائی مگر کیا کرے مجبور تہی کہ خاطر محبوب پہر روز
منظور تہی غرض **آرام دل** پری سے رخصت ہو کر ملک فارس کو روانہ ہوا یہان محفل کا تمام برہم کارخانہ ہوا سیمتن
اوسیوقت با چشم گریان و دل بریان تخت پر سوار ہو کر کوہ قاف مین داخل ہوئی شب و روز غم کہا کہا کر بسر کرنے لگی شہزادی کے
عشق مین مثل ہلال کاہیدہ وہ بدر کامل ہوئی تمام باغ سنسان ہوگیا مسکن زاغ و بوم وہ مکان ہوگیا تا وصال اسکا حال

مطلوب سے ہر جن و انس پہولون نہین سماتا تہا نہال تہا پہر غور کرکے جو دیکہا تو گویا خواب تہا یا خیال تہا دنیا
جائے دید ہے کبہی وصال یار کبہی فراق دلدار دونون توام ہین مگر شب وصال گویا عاشقون کو صبح عید ہے فراق کے
نام سے صدمہ ہوتا ہے دل پر الم ہین ہجر یار اگرچہ نہایت جان گداز ہے مگر سچ پوچہیے تو کچہہ اسمین مزا ہی لا اعلم
جو مزا انتظار مین پایا ؎ کبہی وصل یار مین پایا ؎ و زیر صد چاک ہو دل کہ جو درد آشنا ہو ؎ ہو وہ آنکہہ جس سے کہ آنسو روان ہو

داستان بیقراری صنوبر شہزادی اور اوس شاہ بدباطن کی ستمگاری پہر چند سوال صنوبر سوختہ جگر کے شہزادہ سیاہ فام سے اور لاجواب ہونا اوسکا اوس کلام سے اور آشکارا ہونا آرام دل کا ؎

اٹہا ساقیا ساغر میکشان ؎ کہ پہر چہیڑ دن گذری ہوئی داستان ؎ پلا دے پہر ایک ایک جام شراب ؎ کہ بیخود ہون سب اور ندے کچہہ جواب ؎ وہ کیسی تہی شادی کہان کا وصال ؎ نہ حاصل ہوا کچہہ بجز انفعال ؎ مصنف خاکسار او خامہ جگر افگار حال صنوبر عاشق زار یون رقم کرتا ہے کہ جب صنوبر پری پیکر شہزادہ آرام دل سے رخصت ہو کر دلربا کے ساتہہ محل مین تشریف لائی وہ آنا کیا تہا گویا اوسکے سر بلا آئی آتے ہی منہ لپیٹ کر چہپر کہٹ مین لیٹ رہی مگر چپکے چپکے روتی رہی آنسوون سے منہ دہوتی رہی دلربا کہ محرم راز تہی خیرخواہ جانباز تہی چہپر کہٹ کے پردے گرا کے پاس بیٹہہ گئی اور پنکہا جہلنے لگی جو کوئی پوچہتی کہ دلربا دلہن کہان ہین تو اوس سے کہتی کہ ارے چپ ہو بیگم صاحب تمام رات جاگی ہین جی اچہا نہین ہے رات بہر راحت نہین ملی ہے ابہی آنکہہ لگی ہے دو گہڑی سو رہنے دو آنکہہ لگنے کا نام جب صنوبر کے گوش زد ہوتا بے اختیار کلیجہ مین درد ہوتا اپنے حال کو خیال کرکے چیخین مار مار کر رونے کو جی چاہتا مگر کیا کرے افشای راز کے سبب ضبط کرتی تہی جو زیادہ بےچین ہوتی تہی تو در پردہ آہون سے ربط کرتی تہی **فرد** جدا کسی کا کسی سے غرض حبیب نہو ؎ یہہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بہی نصیب نہو ؎ یہان تو اوسکو اتنی ہی بات غنیمت تہی کہ سونے کا بہانہ تہا لوگون کو ریت رسم کی پڑی تہی اور یہی کارخانہ تہا یعنے زنانی مجلس محل مین آراستہ ہوئی سمدہنین آکر مجلس مین بیٹہین ڈومنیان گانے لگین اتنے مین غل ہوا کہ دولہا محل مین آتا ہے یہہ سنکے جتنی چہپنے والیان تہین چارون طرف کوٹہون پر چڑہ گئین کچہہ پردے مین چہپ چہپ کے دیکہنے لگین جو ذرا بیحیا تہین وہ وہین اڑ گئین دیکہتی کیا ہین کہ ایک لڑکا حبشی کی صورت مہادیو کی مورت سر گنجا ہاتہہ ٹنڈا پاؤن سے لنگڑا سر مین بڑے بڑے گڑہے عمیق انسان تہا یا بچہ شیطان غرض لطفہ بے تحقیق **شعر** شتر لب غول منظر خوک دندان خرس پیشانی ؎ تصدق ہیشو ہر دم براو غول بیابانی ؎ **نسیم لکہنوی** دانت اوسکے گورکن قضا کے ؎ دو تہنے رہ عدم کے ناکے ؎ زنبور سیاہ خال اوسکے ؎ ہر گد کی جٹائین بال اوسکے ؎ دو چار خواصون کے بیچ مین کہ خاص اوسی کی طرف کی تہین جریب کے سہارے سے زمین پر پاؤن سی اٹکو کرتا ہوا اس لنگڑے پیر لنبے لنبے قدم رکہتا ہوا آکر مسند پر اپنی مان کے پاس بیٹہہ گیا اس ماجرائے حیرت افزا اور سانحہ ہوش ربا سے ساری محل مین ایک تہلکہ عظیم واقع ہوا کسی نے زانو پیٹ کر کہا کہ ہے ہے لوگو یہہ ہماری شہزادی کا دولہا ہے کوئی بولی نہین ری دیوانہ معلوم ہوتا ہے راستہ بہولا ہے کوئی رو کر کہنے لگی ہاے یہی کمبخت ہماری بیگم کے

نصیب مین لکہا تہا کسی نے کہا اس مین کس کا اجارہ ہے اونکی تقدیر مین یونہین ہونا تہا ایک نے کہا بہن ہم تو سُنتے تہی
کہ حضرت جہان پناہ بارات کی روز دولہا کے ہان تشریف لے گئے تہے اور دولہا کو اپنی آنکہہ سے دیکہکر بہت خوش ہوئی تہے
مگر ماشاء اللہ وہ تو برعکس اوس کے ظہور مین آیا سب لوگون کو خیال تہا اور کیا ہو گیا ادہر تو یہہ غوغا تہا اور ادہر یہہ سانحہ
برپا تہا کہ بیگم صاحبہ نے جو داماد کی شکل دیکہی پہلے تو خوف سے ڈری پہر سمدہن سے پوچہنے لگی کہ کیون بی بی یہی آپ کے
صاحبزادے ہین جن کے ساتہ میری بچی کی شادی ہوئی ہے وہ یہی شہزادے ہین پہر کہا لو گو بتاؤ کہ میری بچی کہان
ہے دلربا نے کہا حضور یہان چہپر کہٹ مین آرام کرتی ہین بادشاہ بیگم نے کہا مجہے ہرگز اعتبار نہین تم لڑکی کو کمرے مین لیجاؤ
اور دالان مین قفل لگاؤ دلربا شہزادی کو دوسرے کمرے مین لے گئی دو چار خواصون کو حفاظت کے واسطے اپنے پاس
رکہا اور مکان کو مقفل کر دیا صنوبر جب تک باہر رہی جان دینے پر برابر مستعد رہی اپنے جی مین سمجہی ہوئی تہی کہ اگر ذرا
بہی اوس مردود کی طرف سے کسی امر مین سبقت ہوئی تو فوراً آپ کو ہلاک کرونگی اس بکہیڑے کو پاک کردونگی کہ نہ ہم ہونگی
نہ فلک کے جور و ستم ہونگی مگر جب جانے محفوظ مین آپ کو دیکہا شکر خدا کیا اور کہا کہ دلربا دیکہیے کیا فتور برپا ہوتا ہے امان جان
اون بدبختون سے اس قدر الجہی تو ہین لیکن خدا خیر کرے دیکہیے کیا ہوتا ہے اور ہماری آبرو کا تو خدا حافظ و نگہبان ہے
کیونکہ ہم تو پہلے ہی اپنی جان اوس جان جہان پر تصدق کئے بیٹہی ہین مگر افسوس یہی ہے کہ جب تک یہہ کمبخت دم ہے
فراق محبوب وصال نامرغوب ہمارا ہمدم ہے **جرائت** خدا کے واسطے سینہ کو کوئی چاک کردو ❊ کہ جان بلب ہین بہت
دل کے اضطراب سے ہم ❊ **ولہ** مرض عشق کو تہوڑا نہ سمجہنا اے دل ❊ ایک دن کام کرے گا یہی آزار تمام ❊ یہہ کہتے ہی
سیل اشک آنکہون سے جاری ہوا پہر وہی رونا اور غشی کا عالم طاری ہوا دلربا نے ہرچند سمجہایا خاطر آشفتہ کو بہلایا کہ بیگم
برائے خدا تمہین اپنی اوسی محبوب کی قسم ہے جسے چاہتی ہو ذرا اپنے دل کو ٹہراؤ اور کسی خیال مین بہلاؤ کسی اور شغل سے تسکین دو
مگر بہلا اوسکی کون سنتا تہا **لا ادری** جسپہ گذری ہو یہہ وہی جانے ❊ جو کہ بے درد ہو وہ کیا جانے ❊ عشق کا مزا
عاشق ہی خوب جانتا ہے اس ستمگار کی تیغ جفا کے سامنے وہی سینہ سپر کرتا ہے کلیجہ تانتا ہے **خواجہ وزیر** دشمن
بہی اپنے دوست سے یارب جدا نہو ❊ نا آشنا کو بہی الم آشنا نہو ❊ القصہ بادشاہ بیگم نے ایک خواجہ سرا کو حکم دیا کہ
اس پلید کا ہاتہہ کے کالا منہ کر خواجہ سرا نے بموجب حکم کے دولہا کے قریب آکر عرض کی کہ خداوند ہم حضور کے بندے
اور فرمانبردار ہین مگر کیا کرین حکم حاکم مرگ مفاجات اس سبب سے ناچار ہین اب عرض یہہ ہے کہ حضور یہان سے اوٹہین
اور باہر تشریف لیچلین شہزادہ ایک تو غصہ مین بہرا بیٹہا ہوا تہا یہہ سب باتین سنکر اور بہی جل گیا ایسا طیش مین
ہو کر جامہ سے باہر نکل گیا پہر وہی چہڑی جو چلنے کے وقت یار تہی پائے شکستہ کی مددگار تہی اوٹہا کر خواجہ سرا کے
سر مین ایسی زور سے ماری کہ سر دو ٹکڑے بلا فرق ہو گیا دریائے خون مین سر سے پاؤن تک غرق ہو گیا اس واردات سے محل
ایک تہلکہ پڑ گیا سارا کہیل بگڑ گیا جہان پناہ کو خبر ہوئی وہ سنتے ہی گہبرائے ہوئے محل مین تشریف لائے ساتہ وزیر اعظم بہی آئے
بادشاہ نے محل مین جاکر دیکہا کہ بسنت خواجہ سرا خون مین ڈوبا ہوا ہے عجب حال ہے کہین دستار کہین جوتا کہین رومال ہے
طرفین کی خواصین آپس مین طعنے کر رہی ہین طعن و تشنیع کا بازار گرم ہے نفسانیت پر مر رہے ہین بیگم صاحبہ نے

بادشاہ سے کہا کہ حضور ذرا اپنے داماد فرخندہ نہاد کو ملاحظہ کرین پہلے بہل دیکہا ہے کچہہ اوسکے ہاتہہ مین دین جو نہین بادشاہ
نے اوس زنگی شہزادے کو دیکہا حیرت سے انگشت بدندان ہوا دیر تک اسی طرح عالم تحیر مین رہا مآل کار سوچکر نہایت تفکر مین
رہا آخر اوس بادشاہ کی جعلسازی پر ایسا غصہ آیا کہ اگر وہ اوس وقت وہان موجود ہوتا تو بیشک نیست نابود ہوتا مگر بادشاہ نے
دفعتہً بگاڑنا مناسب نجانا غصہ کو ضبط کرکے اپنے سمدہی کو بلوایا وہ آیا دونون نے کرسیون پر جلوس فرمایا بادشاہ نے
دولہا کے باپ سے کہا کہ درمیان سلاطین عظام اور شاہان ذوی الاحتشام کے ایسی دغابازیان اور افترا پردازیان ہمنے تو نہ کسی
تواریخ مین دیکہین اور نہ کبہی سُنین بہلا یہہ کیا حرکت تہی کہ اپنے لڑکے کو تو چہپادیا اور ایک شخص غیر کو دولہا بناکر نکاح پڑہوا دیا پہر ارادہ
ہے کہ دولہن کو یہان سے زبردستی لیجائین گے حکومت کو کام فرمائینگے دولہا کے باپ نے جواب دیا کہ صاحب آپ کیا فرماتے ہین
یہہ میرا وہی لڑکا ہے جسکو آپنے برات کے روز دیکہا ہے بادشاہ نے کہا سبحان اللہ شاید آپنے مجہکو اندہا بنایا بہولا سمجہہ کر
یہہ فقرہ سُنایا یہہ گفتگو دو بدو ہو رہی تہی کہ دلربا نے اپنے بادشاہ سے عرض کی کہ خداوند چہوٹی بیگم صاحبہ فرماتی ہین کہ مین اپنا
آپ فیصل کرونگی آپ کسی طرح کا تردد نفرمائین مگر امیدوار ہون کہ آپ دونون صاحب مع شاہزادہ بلند اقبال فرابزہ کے قریب
تشریف لائین جو مین سوال کرون اوسکا جواب دین اور حضور غور فرمائین اگر فی الحقیقت یہہ وہی شخص ہین جنکی ساتہہ میرا نکاح
ہوا ہے تو پہر اسکا تردد کیا ہے جو تقدیر کا لکہا تہا سو ہوا ورنہ بصورت خلاف جیسا ہوگا سمجہا جائیگا یہہ کلام شہزادی کا
دولہا کے باپ نے پسند فرمایا بیٹے کا ہاتہہ پکڑکے قریب دالان کے آیا شاہ عالم پناہ نے بہی بموجب درخواست شہزادی وہین جلوس
فرمایا دلربا نے صنوبر کی طرف سے اوس زنگی ملعون سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحب آپنے بعد نکاح کل شب کو کہان
آرام کیا تہا کس جگہہ سوئے تہے کس مکان مین مقام کیا تہا پہلے اس سوال کا جواب دیجئے تو پہر آگے حوصلہ کیجئے شہزادہ
پہلے تو سنکر خاموش رہا پہر اپنے باپ کے اصرار سے کہنے لگا کہ مین تو اپنے خیمہ مین روز جہان سوتا ہون وہان
سویا تہا یہہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ بس کیجئے اسی بات پر اختتام ہے زیادہ گفتگو طول کلام ہے ہمکو خوب معلوم ہوا کہ آپ
وہی شہزادے ہین زیادہ کہنے کے ناحق ارادے ہین پہر اوسکے باپ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بسم اللہ اب دیر نہ لگائیے
بہت جلد یہان سے تشریف لیجائیے نہین تو خدا جانے کیا ہو جائیگا یاد رکہئے کہ حشر برپا ہو جائے گا بادشاہ یہہ سُنکر
بڑے غصہ مین اوٹہا اور بیٹے کو ہمراہ لئے اپنے فرودگاہ مین آیا آتے ہی فوج مین طبل جنگ بجوادیا افسرون کو لڑائی کا
حکم سنادیا اور کہا کہ اگر زندہ ہون تو اس قلعہ کو توڑونگا اسنے مجہے ذلیل کیا ہے مین بہی اسکی بیٹی لےہی لے چہوڑونگا
یہان وزیر باتدبیر نے اپنے بادشاہ کی تیور بدلے ہوئے دیکہکر فوج کو آراستگی کا حکم دیا تہا برجون پر توپین چڑہادین
تہین تمام قلعہ کو آراستہ کیا تہا جب اوس بادشاہ کو مغلوب الغضب جاتے دیکہا اپنے گمان کا شک جاتا رہا
یقین ہوا پہر تو اوسنے شہر اور قلعہ کا قرار واقعی بندوبست کرلیا لاکہون من غلہ قلعہ مین بہر لیا ہر چیز کا ہر جگہہ انبار تہا
کسی چیز کی کمی نہ تہی فقط اسی بات کا انتظار تہا کہ پہلے اودہر سے سبقت ہو تو پہر اوس سے مار دہاڑ کی نوبت ہو
یہان بادشاہ صنوبر کے پاس آیا اور بہت سا پیار کرکے پوچہنے لگا کہ بیٹا بیان تو کرو یہہ کیا قصہ ہے کیا واردات ہے عقل حیران
ہے کہ اسقدر ملول کیون ہے یہہ کیا بات ہے صنوبر اس کلام کو سنکر اسقدر روئی کہ ہچکی بندہ گئی آخر ضعف سے

غش آگیا بادشاہ کی گود مین گر پڑی **مثنوی مصنف** عشق کی ہے عجیب دون کاری ٭ ہے جہان سوز اس کی چنگاری ٭ کہین طرہ ہے یہہ حسینون کا ٭ کہین غازہ ہے مہ جبینون کا ٭ یہی کرتا ہے عاشقون کو تباہ ٭ الحذر الحذر معاذ اللہ ٭ خوف آتا ہے نام سے اس کے ٭ دل لرزتا ہے کام سے اسکے ٭ یہی مجنون کا دستگیر ہوا ٭ یہی فرہاد کا مشیر ہوا ٭ یہی وجہ فغان بلبل ہے ٭ یہی پیوستہ رگ گل ہے ٭ یہی سرو چمان گلشن ہے ٭ یہی قمری کا طوق گردن ہے ٭ یہی عاشق کا دل جلاتا ہے ٭ یہی نیرنگیان دکہاتا ہے ٭ یہی باغ جہان مین خار ہوا ٭ گلرخون کے گلے کا ہار ہوا ٭ الغرض ہتا ہے یہی دل مین ٭ یہی ہے سب کی آب او رگل مین ٭ بادشاہ نے صنوبر کو اوٹہا کر چہاتی سے لگالیا اور بیقرار ہوکر رونے لگا دامن و آستین بھگو لگا دیر تک یہی حال رہا دل پر صدمہ ملال رہا آخر بادشاہ نے کہا کہ بیٹیا بتا تو سہی کہ تیرے دل پر کیا گذر رہا ہے تو کیون اسقدر بیتاب ہے اور رو کے اپنی جان ہلکان کر رہی ہے مین بہی تو سنون اگر کسی نے کچھہ کہا ہو اوسکی زبان نکلوا ڈالون جو کسی سے خدا نخواستہ اور طرح کا صدمہ پہونچا ہو تو بیان کر کہ اوسکو سزا دون غرض بادشاہ نے ہر چند صنوبر سے پوچہا مگر وہان تو خیال مین کوئی اور ہی پیارا تہا اظہار مطلب کا کب یارا تہا سکتہ کا عالم ہوگیا کچھہ جواب ندیا جب تو بادشاہ اپنے دلمین سمجہا کہ **حضرت غالب** بے خودی بے سبب نہین **غالب** ٭ کچھہ تو ہے جسکی پردہ داری ہے ٭ پہر دلربا سے فرمایا کہ سچ بتا یہہ کیا معاملہ ہے نہین تو ابہی زندہ دیوار مین چنوا دونگا نام و نشان تیرا حرف غلط کی طرح صفحہ دنیا سے مٹا دونگا دلربا اس گفتگو سے لرزان ہوئی ہاتہہ جوڑ کر کہنے لگی کہ حضور اس داستان کو ابتدا سے انتہا تک سُنین اور بیگم کی صحت کی کچھہ تدبیر کرین کہ جب شادی کی دہوم ہوئی تہی تو ہماری بیگم کو خبر اوڑتے اوڑتے معلوم ہوئی تہی کہ دولہا بہت بدشکل ہے یہہ سنکر بدرجہ کمال الم ہوا محل شادی خانہ ماتم نظر آنے لگا لوگون کی بیخبری پر بہت غصہ آیا دل ہی دل مین پیچتاب کہایا شرم سے کچھہ کہہ نہ سکین اندر ہی اندر گہٹنے لگین ہر روز چہرہ زرد ہونے لگا منہ پر ہوائیان اوڑنے لگین جب مجھے تمکین دیکہکر سبب بخشش کا پوچہا مجھہ سے حال دل ظاہر کیا راز نہفتہ سے اس کنیز کو ماہر کیا مین نے دل بہلانیکی بہت تدبیر کی مگر اونکا وہی حال رہا دولہن سب باتون کی طرف خیال رہا میرے افہام و تفہیم نے کچھہ تاثیر کی آخر جب نکاح ہوچکا دولہا رنگ محل مین گیا اور سبہون نے آکر دولہن کو گہیر لیا اور کہنا شروع کیا کہ حضور کسی طرح کا تفکر اور تردد خاطر مبارک مین نہ لائیے صورت غمگین بدل ڈالئے ہمنے آپ کے دولہا کو دیکہا ہے ماشاء اللہ نہایت خوبصورت نوجوان ہین چشم بد دور بہت حسین رشک خوبان جہان ہین **نظم** قمر اوسکے جبین سے داغ کہائے ٭ مہ نو پیش ابرو سر جہکائے ٭ حضور بخدائے لایزال رنگ زیادہ برگ گل سے اوسکے چہرے پر صفائی ہے ٭ مین اون ہاتہون کے صدقے جس نے وہ صورت بنائی ہے جناب عالی جس قدر تعریف اور توصیف مین اوس شاہزادے کے لئے وہ لوگ مبالغہ کرتے تہے اوسی قدر ہماری بیگم صاحبہ جہوٹ جانتی تہین زار زار روتی تہین اور کسی کا کہنا نہین مانتی تہین آخر جب لوگون نے دیکہا کہ ان کا شک کسیطرح رفع نہین ہوتا ناچار کہا کہ اچہا اگر ہمارا کہنا آپکے نزدیک راست نہین ہے تو آپ چلکر اپنی آنکہہ سے دیکہہ لین اسمین کچھہ مضائقہ کی بات نہین ہے یہہ سنکر ہماری بیگم سب کے کہنے سننے کی خواصون کے ہمراہ بحفاظت تمام رنگ محل مین گئین اور دیکہتے ہی بیک نگاہ اوس حور شمائل غارتگر کشور دل کو دل دے بیٹہین سودائے عشق مول لے بیٹہین اور بیچین ہوکر قصد

اوسکے پاس جانی کا کیا اس ارادے سے ہم نے اونکو بہت سا منع کیا مگر اونہون نے کسی کی نہ سنی اور بخوف و خطر شوق ملاقات
مین اوسکے پاس جا بیٹھین جس نے منع کیا اوسکو دو چار سخت سست سنا بیٹھین اور جا کر پہلے اوسکا نام ملک کا پتا
اور احوال دریافت کیا عند الاستفسار معلوم ہوا کہ شاہ چین کا فرزند ارجمند ہے ملکہ حسن افروز شہزادہ ملک فارس کے
عشق مین دردمند ہو اوسی کی تلاش مین مسافرانہ چلا جاتا تھا اثناے راہ مین کوئی اوس گم کردہ کاروان صبر و قرار اور روے
نادیدہ یار کو یہان لے آیا اور جبراً قہراً دولہا بنا کے ہماری بیگم کے ساتھ نکاح پڑھوا دیا جب یہ حقیقت ہماری بیگم کو معلوم
ہوگی تو گویا ع سمند شوق پر ایک اور تازیانہ ہوا ۔ دشمنون کی اور بری حالت ہوگئی ایک تو اپنی خوبی قسمت کا غم دوسرے عشق کا ظلم و ستم
تیسرے معشوق کو اپنی طرف سے التفات کم اوس مفارقت محبوب کا الم طرہ یہ کہ وہ بھی عشق کے ہاتھون مبتلا اندوہ و غم ہے بسبب خیالات
اور توہمات جو اکثر توام ہوئی دم بخود ہو مین غشی کی نوبت ہوگئی یہ حال دیکھا اوس بیت بیوفا کی دل پر فوراً عشق کا اثر ہوا یعنی
اوسنے ہماری بیگم سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالی مین عنقریب فارس سے فائز المرام ہو کر آتا ہون اور تمکو اپنی ملک و جب مین لا کر
اپنے ملک کو لیجاتا ہون ازبسکہ عشق ہماری بیگم صاحبہ کا صادق اور وعدہ بھی اوس غیرت ماہ کا واثق معلوم ہوتا تو کیا عجب
کہ عنقریب ہماری صاحبزادی کی تمنا ے دلی بر آئے شب فراق کٹے روز وصال کی سحر آئے لا ادری یار اندر دل آرد
خسرو شیرین انداز ۔ کہ برحمت گذری بر سر فرہاد کند ۔ بادشاہ اس حال کو سنکر آبدیدہ ہوگیا اور صنوبر غمدیدہ مضطر کو
کر اوسکو تنگ اوسکی چشم نرگسی سے قطرات اشک شبنم آسا ٹپک رہی تھے گلے لگایا اور بہت تسکین دیکر فرمایا کہ بی بی اپنے دلکو غمگین نکرو
مین تمہارے دولہا کو جس طرح سے ممکن ہوگا تلاش کر کے بلواونگا اور اوس معذوری ذات ملبس صفات کو خوب ٹھیک بناؤنگا یہ کہکر
محل سے برامد ہوا وزیر اعظم کہ دست بستہ حاضر تھا تسلیم بجا لایا اور ہاتھ جوڑ کر یہ کلمہ زبان پر لایا کہ خداوند اوس بادشاہ سیاہ فرو
شہر پناہ بہت سامان لڑائی کا کیا ہے اور اپنی فوج کو آج کی رات ہمارے شہر مین شبخون مارنے کا حکم دیا ہے لیکن خاکسار نے سامان
جنگ و جدل واسطے جواب دہی اوس بد خصال کے تیار کر رکھا ہے تمام فوج کو آمادۂ جنگ و پیکار کر رکھا ہے اب جس طرح سے
جیسا حکم نفاذ پاوے ویسا عمل مین آوے بادشاہ وزیر با تدبیر کی دانش اور ہوشیاری پر بہت مسرور ہوا اور اوسی دم
تخت پر جلوس فرمایا پھر اوسی وزیر کو خلعت فاخرہ اور جواہرات بیش بہا سے سرفراز فرماکے ساری فوج کا سپہ سالار کیا اور
حکم دیا کہ ابھی جاؤ اور اوس روسیاہ کو گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ وزیر اعظم بمجرد حکم آداب بجا لایا اور تلوار کمر سے لگا بعزم خونریزی روانہ ہوا

اب آیندہ بیان کیا جاے گا جو بیان کا خانہ ہوا ۔

پہونچنا آرام دل کا ملک تبریز مین اور مبتلا ہونا جادو زن فتنہ انگیز مین پھر آوارہ ہونا محمود وفادار کا اور سراغ نپانا آرام دل شیفتہ و دلفگار کا ۔

لا ساقی وہ شراب کہ جسمین ہون مستیان ۔ پی کر جسے مین توڑون سبو اور گلابیان ۔ فرقت مین جو سے اب
مری حالت سقیم ہے ۔ جورون سے اس فلک کے عذاب الیم ہے ۔ ایسا ہوا ہون زار کہ حالت نہین رہی
حالت تو کیا کہ پہلی وہ صورت نہین رہی ۔ محرران سحر کار رہد خامہ سے جادو نگار حال آرام دل

عاشق زار بیقرار کو باچشم اشکبار رشتۂ تحریر مین یون منسلک کرتے ہین کہ وہ بادیہ پیمائے مرد حال جانبازی اور راہ نورد
وادی جان گدازی ہمراہ محمود وفادار کے اوسی سمند بادرفتار پر سوار ہر روز نیا دانہ نیا پانی کہاتا پیتا چلا جاتا تہا فراق یار
اور شوق دلدار مین ہردم زار زار روتا تہا محمود تسکین دیتا تو کہتا **جرات** عزیزو کیا کہون رونا مین اپنی چشم گریان کا
بہین کتنی ہی دریا گر نچوڑون بات دامان کا ٭ جنون دیکہیو رتبہ مرے حال پریشان کا ٭ قدمبوسی کو آیا چاک دامن گریبان کا ٭
بہ تنگ آئی ہین وحشی ہم کہان دل کہول کر رویئن ٭ کہ وحشت پر ہمارے تنگ ہی عرصہ بیابان کا ٭ غرض ہر وقت لب پر آہ کلیجہ
مین درد تہا دنیا کو خاک جانتا تہا سب طرف سے دل سرد تہا ایک روز اسی طرح رفتہ رفتہ بعد خرابی بسیار ایک شہر قطعہ دار
اور خوشگوار مین اوسکا گذار ہوا فلک کجرفتار اور زمانہ ناہنجار کی خلش سے طرفہ ماجرا روبکار ہوا **آرام دل** شہر کے
اندر گیا اور سرائے مین اوترا لوگون سے پوچہا کہ اس شہر کا کیا نام ہے اور حاکم اس ملک کا کون ذی احتشام ہے اونہون
نے جواب دیا کہ اس شہر کو تبریز کہتے ہین حاکم یہان کا سلیمان شکوہ قندز نام ہے اور آپ کس ملک مین رہتے ہین محمود نے
کہا بہائی مسافر ہین پریشان خاطر ہین **آرام دل** نے محمود سے کہا کہ تقدیر یہان تک تو لائی ہے بعد مدت شہر کی صورت
نظر آئی ہے چلو ذرا سیر کر لین دل بہلا لین غرض گہوڑے سرائے مین چہوڑ چاندنی چوک کی طرف روانہ ہوئے اثنائے راہ مین
ایک عورت ضعیفہ سے ملاقات ہوئی اوسنے پہلے تو جہک کر سلام کیا اور پہر یون کلام کیا کہ حضور مجہکو آپ مسافر
معلوم ہوتے ہین اور ایسا خیال مین آتا ہے کہ شاید آپ بہی کوئی دور دراز کا سفر کئے چلے آتے ہین محمود نے جواب دیا
کہ ہان نیکبخت بیشک مسافر ہین اور تو سچ کہتی ہے ہم ابہی چلے آتے ہین پہر اوس ضعیفہ نے کہا صاحب حکم
ہمارے سردار کا یہہ ہے کہ جو کوئی مسافر اس شہر مین آئے وہ پہلے ہمارا مہمان ہو جائے اب مین امیدوار ہون کہ
آپ دونون صاحب ہمارے آقا کے مکان پر چلین محمود نے کہا واہ جان نہ پہچان بڑی خالا سلام صاحب ہم تمہارے
آقا کو کیا جانے وہ کون ہین ہم اپنا ہرج کرین جو تمہارا کہنا مانین عورت نے کہا حضور خفا ہون شہر مین اگر رہئیگا تو
رات بہر آرام فرمائیگا صبح کو جہان جاتے ہین وہان چلے جائیگا پہر اس سے بہتر کیا ہے رات بہر سرائے مین
نہ رہئے ہمارے ہی مکان پر چلکر استراحت فرمائے اس شہر کے ایک رئیس اعظم سے ملاقات کیجئے اونکی خلق و مروت
اور باتون سے لطف اوٹہائیے میننے جو آپکو با اخلاق پایا تو یہہ کلمہ میری زبان پر آیا **فرد** کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ ٭ وگرنہ
اینقدر طاقت کجا بود ٭ اب احوال اوس سردار اور شہزادی کے لیجانے مین اسقدر اصرار کا باعث سنئے کہ شاہ قندز
کی ایک بیٹی تہی بہت خوبصورت نازنین مہ جبین ایام طفولیت مین ددا اوسکی اوسے علم سحر پڑہایا کرتی تہی اور جادو کا فن سکہایا
کرتی تہی تہوڑے عرصہ مین وہ شہزادی اوس علم مین طاق اور اس فن مین شہرۂ آفاق ہوئی جب سن شعور پایا تو تماشبینی کا
شوق ہوا پہر ماہرویون کی ہمنشینی کا ذوق ہوا اکثر چہپ چہپ کے لوگون کے گہر جایا کرتی اور کبہی موقع پاتی تو اپنے معشوقون کو پوشیدہ محل مین
بلوایا کرتی شدہ شدہ اس بیحیائی اور سلطنت کی رسوائی کی خبر بادشاہ تک پہونچی بادشاہ نے اپنی لڑکی سے استفسار
کیا اوسنے کچہہ جواب نہ دیا اور خاموشی کو اختیار کیا بادشاہ اس بیباکی سے نہایت غصہ مین آیا اوسکے چپ رہنے سے
جن جن باتون پر گمان تہا صاف یقین لایا سحر کے خوف سے کچہہ کہہ نہ سکا مگر ہاتہہ پکڑ کے اپنے محل سے نکال دیا

اوس شہزادی نے شہر مین ایک سمت بہت بڑا احاطہ گھروا کر اوسمین مکانات اور باغات طلسمات کی تعمیر کروائے عجب
مدعاے دل خاطر حصول ہوا پہر تو یہہ معمول ہوا کہ ہر شام اوس دائی کو کہ صبح پیری سے اوس پر بالا پڑا تہا جستجو مین کسی
مسافر گم کردہ راہ کے بہیجا کرتی اور جب کوئی دام آجاتا تو اوس سے رات بہر جشن کیا کرتی القصہ باز آمدم بر سر مطلب
کہ اوس نرہیا قہر کی پڑیا نے ایسی چکنی چپڑی باتین کین اور دام مکر پہیلا کر وہ گہاتین کین کہ **آرام دل** نے اوس سے
انکار کرنا بعید از اخلاق جانا اور رد دعوت نامناسب سمجہکر اوس عورت کی ساتہہ ہو لیا وہ دلالہ شیطان کی خالہ
آرام دل اور محمود کو ایک مکان مین لے گئی صدر دالان مین مسند پر بٹہایا اور پہر آکر باہر کے دروازون مین قفل دی
نسیم لکہنوی صیاد نی لائی پہانس کر صید کو ۔ کرسی پہ بٹہائے نقش امید کو ۔ پہر دوسرے مکان گئی **آرام دل**
اوس مکان کی عمارت جواہرات اور جواہرات اور سنگ مرمر کی لطافت دیکہہ رہا تہا مقابل اوس مکان کے ایک باغ تہا
نہایت قطع دار ہر چار طرف سے مربع اگر وصف باغ مین خامہ دہستان سرا چشمہ بیان اوسکا اپنی زبان پر لائے تو نخل مراد بار
ہو قصہ پورا نہین ناتمام رہجاے قطع نظر اوس بہار کے عجائبات طلسمات ایسے عجائب و غرائب تہے کہ دیکہنے والون کے
ہوش باختہ حواس غائب تہے اندر بارہ دری مین جہان **آرام دل** اور محمود بیٹہے تہے یہہ کیفیت تہی کہ کبہی تو سارا مکان
مع فرش و فروش اور سب سامان سرخ کبہی گلابی ہو جاتا کبہی زرد کبہی سبز کبہی آبی ہو جاتا کبہی تمام روشنی ایک بار
گل ہو جاتی کبہی اوس سے دو چند روشنی پہر اوسی طرح بالکل ہو جاتی کبہی یہہ معلوم ہوتا تہا کہ درخت مثل آدمیون کے
چلتے ہین کبہی یہہ نظر آتا تہا کہ شعلہ ہائے آتش بادہ ہر درخت کے برگ و بار سے نکلتے ہین غرض وہ شہزادی دوسرے
مکان مین بیٹہی ہوئی یہہ سب کمال دکہا رہی تہی ان حرکتون سے اون دونون کو ڈرا رہی تہی تہوڑی دیر بعد وہ
شہزادی اوسی پیرزن کے ہمراہ ناز و انداز سے آکر **آرام دل** کے برابر مسند پر بیٹہہ گئی انگشتری سلیمانی پر جو نظر پڑی پہلے
خوف سے ڈری پہر جی مین کہنے لگی کہ کسی طرح اس انگوٹہی کو لے لیجئے پہر گفتگو کیجئے یہہ سمجہکر اوس پری پیکر نے
آرام دل سے کہا **لا اعلم** آہ مشتاق ترے سفت ہوے جاتے ہین ۔ اک نظر بہولے سے بہی ہو تو جئے جاتے
ہین ۔ بہلا وصال جسمانی نہین تو ذرا مصافحہ تو ہو یہہ کہکر ہاتہہ آگے بڑہایا **آرام دل** نے بہی جلدی سے ہاتہہ
ملایا عورت نے ہاتہہ پکڑتے ہی پہونچا پکڑا یعنے اونگلی سے اس خوبصورتی کے ساتہہ انگوٹہی اوتار لی کہ شہزادہ کو مطلق
خبر نہوئی جب انگوٹہی کی طرف جمعیت خاطر ہوئی تو **آرام دل** سے کہنے لگی کہ صاحب جو کوئی اس شہر مین مسافرانہ
وارد ہوتا ہے وہ پہلے ایک شب ہماری پاس سوتا ہے بس آج تم آے ہو ہمارے پاس رہو **آرام دل** نے
کہا صاحب رہنا کس جانور کا نام ہے ہم نہ سمجہے یہہ کیسا کلام ہے عورت مکار فتنہ روزگار نے کہا ذرا توقف
کرو رہنے کے معنی بتا دونگی ذرا دم لو مین خود رہ کے دکہا دونگی محمود اوسکے نخرے پر جل گیا ناک بہون
چڑہا کر کے شہزادے سے کہنے لگا حضور یہہ عورت مکار ساحرہ معلوم ہوتی ہے اور ایسی کچہہ خوبصورت
بہی نہین ہے اگر رغبت مین ایسی ہی آپکو رنڈی بازی سوجہی ہے تو اور کسی عورت خوبصورت باخلاق عاشق مزاج معشوق
وضع کے پاس چلئے **مصنف** حسن یوسف بجہان بسیار است ۔ بہر نظارہ زلیخا باید ۔ اور یہان تو

جب تک بیٹھے گا یونہین افسردہ خاطر رہیگا عورت سنتے ہی غضب مین آئی غصہ سے کف منہ مین بہر لائی اور نگاہ گرم
محمود کی طرف دیکھکر زمین پر ایک ٹھوکر کر زمین شق ہو گئی یہہ حال دیکھکر **آرام دل** اور محمود کی رنگت فق ہو گئی زمین
پہٹتے ایک حبشی سیاہ مست شمشیر بدست نکل آیا ساحرہ نے **آرام دل** کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ پہلے اس شخص کے
پاؤن مین زنجیر ڈال پہر اوس موذی بدذات کو جلد ہمارے سامنے سے لیجا کر قتل کر بمجرد حکم شہزادی کی اوس حبشی نے
ایک زنجیر طلائی شہزادے کے پاؤن مین دی اور محمود کا ہاتہہ پکڑ کے وہان سے لے گیا ایک ٹیلے پر کھڑا کر کے چاہا کہ ایک ہی وار
مین اوس غریب کا کام تمام کرے محمود نے رو کر کہا کہ اے شخص مجھہ بیگناہ نحیف بوڑہے ضعیف کو مار کر کیا تیرے ہاتہہ
آئیگا جگہہ نیکی کی دنیا سے کیا ہی خون ناحق کا الزام و مواخذہ تیرے ساتہہ جائیگا **مصنف** چھوڑ کر بندہ خدا دیگا
؎ اجر اسکا تجھے خدا دیگا ؎ حبشی کو اوسکی ضعیفی اور بیکسی پر رحم آیا قتل ناحق سے سر دست ہاتہہ اوٹہایا اور کہنے لگا
کہ خبردار پہر کبھی اس طرف رخ نہ کیجیو جلا ہے تجھے چھوڑ مگر شہزادی کے پاس جائے میرے اوپر آفت لائے ایسا غضب نہ کیجیو
لا ادری بہاگتا ہے تو بہاگ یہان سے دور ؎ دیکھہ پائے نہ کوئی چل ہو دور ؎ محمود نے سلام کر کے کہا **لا اعلم** اگر
بر رویدار صد زبانم ؎ اداے شکر کردن کے توانم ؎ **مصنف** خدا تجھکو دلشاد رکہے مدام ؎ کیا تو نے احسان مجھپر سلام
؎ یہہ کہکے وہان سے ایسا بہاگا کہ پہر پیچھے پہر کے نہ دیکھا پہرے مین آ کر دم لیا شاہزادی کی بیکسی اور گرفتاری پر رو رو کے ہزار دون
داستین کرنے لگا اپنی بیوقوفی اور بیہودہ گردی پر ہزارون لعنت و نفرین کرنے لگا یہان حبشی نے آ کر اوس شہزادے سے عرض کی
کہ خانہ زاد اوس بدنہاد کو مار کر ایک کوئین مین ڈال آیا ہے ساحرہ نے کہا بس یہی کام تہا حبشی تسلیم کر کے غائب ہو گیا
آرام دل نے جو احوال پر اختلال محمود کے مارے جانیکا سنا ہجوم غم سے کلیجہ پہٹنے لگا اوسکی رفاقت اور جانبازی پر
بہت افسوس کیا وصال یار سے بالکل مایوس ہوا اس اوستادی پر درد سے پیر فلک کا قدم بوس ہوا اور کہا **مصحفی**
اے فلک آپ کو اتنا جو پہرایا تو نے ؎ کوئی معشوق بہی عاشق سے ملایا تو نے ؎ شہزادے کو جب تک محمود وفادار کی
معیت رہی دل کو ہر طرح تقویت رہی اب تو ساحرہ کے دام تزویر مین پابزنجیر ہوا پاے گریز یکسر شکستہ ہو گیا صورت تصویر
ہوا اپنی خوبی قسمت اور گردش فلک پر بہت ہنسا پہر اپنی بیکسی اور بیبسی پر بے اختیار رویا ساحرہ کے خوف سے
آنسو باہر نہ آنے دئیے چپکے ہی چپکے گہونٹ کر پئے اور فرمایا **صفیر بلگرامی** ہجر دلدار مین گر آئے امنڈ کر
آنسو ؎ رازدار ایسے ہین ہم پی گئے یکسر آنسو ؎ بدمزاجی سے مین اوسکی نہین رو سکتا ہون ؎ اور رکہتے ہین یہان
جوش ہمسند آنسو ؎ چشم گرم اوسنے دکہائی جو مرے رونے پر ؎ رہ گئے دامن مژگان سے لپٹ کر آنسو ؎ ہو گیا خشک لہو
تلئے مرے جسم کا سب ؎ خون دل آتا ہے اب آنکھون سے بنکر آنسو ؎ اے **صفیر** اوسکے نہ آگے کبھی رونا ہرگز ؎ پی لو
آئے بہی اگر آنکھون کے اندر آنسو ؎ رقت کو ضبط کیا دل پر بڑا صدمہ پہونچا ضبط ہو کر او بکائی کے ساتہہ منہ سے
خون ڈالا دل خراشی سے ربط ہوا سوزش غم نے دل کو پانی پانی کر ڈالا خوب لگا بخار نکالا **آرام دل** کے چہرہ کا
رنگ زرد ہو گیا غش پر غش آنے لگے تمام بدن دفعتاً سرد ہو گیا عورت اس حادثہ سے سخت حیران ہوئی شب وصال
مین یار کا یہہ حال دیکھکر نہایت پریشان ہوئی جلد جلد گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑک کر ہوش مین لائی اور

اور کہنے لگی کیون جی یہہ ہمسے دغابازی کرتے ہو اپنا یہہ حال ہمین ڈرلاتے ہو ہم سے نہین ڈرتے ہو بس خبر ایسے
کر رونے دہونے کو موقوف کرو اور ساغر تمنا مجہسے صاحب جمال کا شراب وصال بہرو یہہ سنکے آرام دل کے تن بدن
مین آگ لگ گئی ایک تو پہلے ہی بیٹہا سوختہ ہو رہا تہا رو روکے اپنی جان کہو رہا تہا دوسرے اور بہی آتش غضب
سینہ مین بہڑک گئی اپنی جان سے تو بیزار تہا سو چاہت کرے گی مار ڈالے گی بہت خوب ہو گا میرا بکہیڑا چکے گا وہ
بہی اپنے جی کی حسرت مٹائے گی یہہ سمجہکر ادہا علی کہکر زنجیر مین اس زور سے جہٹکا مارا کہ ہر بند اوسکا مثل ہوئی آتش
دیدہ علیحدہ علیحدہ ہو گیا اور زنجیر کو پہینک کر یہہ کہتا ہوا چلا کہ دیکہین بہلا اب تو ہمین کس طرح روکتی ہے منہ تو دیکہین
کس منہ سے روکتی ہے **آتش** ع مردود ہے کہ ہمکو سر میدان روکے ٭ عورت یہہ کیفیت دیکہکر غصہ سے لال ہو گئی تمام
جسم مین لرزہ آگیا جان وبال ہو گئی اور تو کچہہ بن نہ آئی تہوڑی خاک زمین سے اوٹہا کر اوسپر کچہہ پڑہتی ہوئی شہزادے کے
پیچہے دوڑی اور دروازہ کے قریب جاکر **آرام دل** کے اوپر وہ خاک ڈالدی خاک پڑنا تہا کہ **آرام دل** جامۂ انسانی چہوڑ
جنگلی مور بن گیا ساحرہ نے جہٹ پٹ اوس مور کو پکڑ لیا اور دالان مین لاکر چہوڑ دیا پہر کہنے لگی کیون چلے نہ گئے
مصنف ع اب تو مر جاؤ گی دن رات تیری یان روکے ٭ پہر ایک زنجیر پاؤن مین ڈالدی اور آپ باسائش تمام پلنگ پر جا
لیٹ رہی شہزادے نے اپنے دل مین کہا کہ ابکی بطور ہنسے ہو اوسکے دو چند رووگے جتنا تمام عمر ہنسے ہو پہر ٹہلکر چہاتی پر
غم کا پتہر رکہکر ایک طرف کونے مین ہو بیٹہا اور بصد حسرت و یاس شعر پڑہکر ساحرہ کی جان کو رو بیٹہا درد رو ندی ہے
نقش پا کی طرح خلق یہان مجہی ٭ اے عمر رفتہ چہوڑ گئی تو کہان مجہی ٭ جب شب اپنے رنج و تعب مین کٹ گئی خراق یار
مین ساحرہ کی نیند اوچہٹ گئی بیتاب ہو کر پلنگ سے اوٹہی اور کچہہ پڑہ کر شہزادے پر دم کرنے لگی دم کرتے ہی **آرام دل**
صورت حیوانی سے ہیئت انسانی مین آیا اور اپنے تئین جمیع الوجوہ صحیح و سالم پایا شکر خدائے بے نیاز کا بجا لایا ساحرہ نے
کہا کہ تو نے معلوم کیا کہ مینے پہر تجہے انسان کیون بنا دیا **آرام دل** نے کچہہ جواب نہ دیا اور تیوری چڑہا کے سر نیچے
کر لیا عورت نے جلدی سے ہاتہہ پکڑ کے پلنگ پر کہینچا اور کہا **صفیر** کہتے ہین دیکہو تو ہمارے پلنگ پر تو ہم سوتی
ہین درد کے مارے پلنگ پر نہ رات آئی اتنی اور نہ ہوئی یہان بغل بہی گرم ٭ تڑپے ہر ایک آنکہین سارے پلنگ پر
آرام دل نے بہی طوعاً کرہاً ہاتہہ پاؤن ڈہیلے کر دئے جو وہ کہتی تہی یہہ کرتا تہا وہ ساحرہ امید وصال مین پیش کرتی
تہی یہہ شیشۂ آتشین سے مئے دو آتشہ بہرتا تہا غرض اوس شہزادے نے **آرام دل** سے بخوبی کام دل حاصل کیا جب کام مینا
ہوئی تو لطف زندگی پایا جان و دل شہزادی پر نثار کیا عاشق ہو گئی جی مین اور ہی مزا سمایا مسکرا کر کہنے لگی کیون
جانی اب بہی پیچہے رہنا اسی کہتے ہین اور عاشقون کے پاس معشوق اسی طرح رہتے ہین **آرام دل** نے کہا اچہا اب ہمنے تمہارا
کہنا کیا تمہارے سبب سے کتنا بڑا صدمہ اپنی جان پر لیا اب تم بہی اپنا وعدہ وفا کرو کہ صبح کو ہمین رخصت برضا کرو شہزادی
یہہ سنکر بہت ہنسی اور کہنے لگی واہ واہ کیا خوب ارے دیوانے جب تک مین تیرے وصال سے محروم تہی جب تک تو صرف ایک
پاس سخن تہا کچہہ حقیقت نہ معلوم تہی اب وصل سے مینے اپنے جی کی مراد پائی ہے طبیعت کو اور ہی لذت ہاتہہ آئی ہے مین
ہرگز نہ جانے دونگی اور جو زیادہ گفتگو کریگا تو تیرے ہی سر کی قسم تجہکو بہی مار ڈالونگی اور آپکو بہی ہلاک کرونگی یہہ سنکے

آرام دل غریق بحر تفکر ہوا دل مین کہنے لگا ع اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی ❊ ہائے مین اوس ساعت
کو نہین بہا جب مین اوس بڑہیا کے ساتہہ یہان آیا تہا افسوس وہ وقت ہاتہہ نہین آتا جس دم میر انصیب مجہہ یہان لایا
تہا مثنوی عشق کیا کیا نہ جی جلائے گا ❊ خاک کیا کیا نہ یہہ اوڑائے گا ❊ جان پر اب تو آبنی افسوس ❊ کیون نہ دل تجہہ پہ کیا
بنی افسوس ❊ چاک ناحق ہے اور سینہ ہے شق ❊ رنگ چہرہ کا ہوگیا ہے فق ❊ جان لبون پر ہے بیقراری ہی ❊ ہم ہے جب تک یہہ وزاری ہی
نزع مین ہون اب آ میرے پیارے ❊ صورت اپنی دکہا رے پیارے ❊ دل سراپردۂ محبت تست ❊ دیدہ آئینہ دار طلعت تست ❊ آخر اسی
خرابی اور پریشانی مین ساری رات کٹ گئی جال زار اوس بیقرار ستم رسیدہ روزگار کا دیکہکر صبح کی چہاتی پہٹ گئی اوس عورت ساحرہ
نے پہر شہزادے کو اوسی طرح سورہنا دیا اور پاؤن مین وہین زنجیر طلائی ڈالکر باغ مین تنہا چہوڑ دیا غرض اوس شہزادی نے مدام یہی دستور
معشوق صاحب جمال پاکر وصال سے دل سرد کیا شب کو آرام دل کو صورت اصلی مین لاکر مزے کرتی اور دن کو طوطا
بناکر پہر وہی زنجیر پاؤن مین پہرتی یہان محمود جب سے سرائے مین آیا تہا ڈہونڈہتا کبہی کبہی اوس کوچہ مین جاتا باہر سے شہزادے
کا سراغ لگا جب کچہہ نشانہ پاتا ناچار پہر کر چلا آتا آخر اسی گردش اور دوا دوش مین چند مہینے کا عرصہ گذرا جب محمود ناچار
ہوگیا اور کوئی تدبیر آرام دل تک پہونچنے کی بن نہ آئی تو یہہ دل مین ٹہرائی کہ اب اس ہمارے اوج حسن وخوبی کی خبر
شہنشاہ کشور رعنائی پروردۂ نازونعم مدہوش شراب زیبائی کو پہونچانی چاہیئے یہہ سمجہہ کر باخاطر فگار سینۂ داغدار
ملک فارس کی طرف روانہ ہو قہر بیداد فلک ستم ایجاد کا ہدف ہوا پر نشانہ ہوا

پہونچنا محمود کا اپنے ملک مین اور باریاب ہونا دربار ملکہ حسن افروز مین نذر دینا تصویر شہزادۂ آرام دل کا اور عاشق ہونا اوس ماہ کامل کا اور جلنا شعلہ رخسار کی سوز مین ❊

مرا جی تو بس سیر ہے ساقیا ❊ کسی اور کو اب تو ساغر پلا ❊ کہ جس طرح مین ایک ہون بادہ نوش ❊ اوسی طرح سب کو ہو جوش وخروش
❊ میکشان خانۂ خمار و بادہ نوشان انجمن دلدار شراب داستان کو شیشۂ بیان مین یون بہرتے ہین کہ محمود دو مہینے کی بعد
ہزارون صدمے اور مصیبتین اوٹہاکر باچشم پرآب ودجگر کباب خستہ وخراب ہوتا ہوا اپنے ملک مین پہونچا شب بہر اپنے گہر رہکر
صبح دم بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوا دیر تک حاضر دربار رہا مگر ملکہ حسن افروز کی ملاقات کیلئے از حد بیقرار رہا جب دربار
برخاست ہوا محمود نے ایک خواجہ سرا سے کہا کہ حضور مین ملکہ آفاق چہوٹی بیگم صاحبہ کے جاکر عرض کرین کہ خانہ زاد
قدیم مورد عنایات عمیم یعنے محمود تاجر بعد مدت دراز کے سفر دور ودراز سے آیا ہے اور تمنا ملازمت اور قدمبوسی
کی از بس رکہتا ہے ملکہ حسن افروز اوس دم اپنے مصاحبون اور سہیلیون کے ساتہہ کہیل مین مشغول تہی
نہ کچہہ فکر تہی نہ کسی طرح طبع نازک ملول خواجہ سرا نے اگر بعد شکر وسپاس محمود کی عرضداشت کو بعنوان
شائستہ التماس کیا ملکہ حسن افروز نے فرمایا محمود میرے واسطے اب کے اچہی اچہی چیزین لایا ہوگا
ہان جلد حاضر ہو خواجہ سرا باہر آیا اور محمود کو بلایا ملکہ حسن افروز دالان مین مسند زرین پر جا بیٹہی اور محمود کے

آداب دربار شاہانہ بجا لاکر پہلے محمود نے بچہوادی چادر کی اطلس سفید اوسپر بچہوادی جواہرنگار پلنگڑی ایک واسطے
کیا بموجب حکم شہزادی کے تسلیم کرکے بیٹہہ گیا شہزادی نے فرمایا محمود کہو کہان کہان کی سیر کی اتنے دن کہان
رہے کب آئے کس کس ملک مین پہرے ہمارے واسطے کیا کیا سوغات لائے محمود نے کہا حضور گیارہ دن سیر قصہ
بہت دراز اور ماجرا جانگداز ہے خلاصہ یہہ ہے کہ غلام اب کے مرتبہ ایک چیز خاص حضور کے واسطے لایا ہی شہزادی نے
کہا بہلا دیکہین وہ کیا چیز ہے جو تجہکو ایسی عزیز ہے محمود نے کہا وہ چیز ایسی نہین ہے جو سب کے سامنے دکہاؤن اگر حضور سبکو
ہٹا دین اور تخلیہ کرین تو البتہ سامنے لاؤن دکہاؤن شہزادی کو اوسکے دیکہنے کا کمال شوق ہوا عشق فتنہ انگیز کو بہی
دل لگی کا ذوق ہوا **مثنوی** عشق ہے قہر عشق ہے بیداد ٭ عشق ہے ظلم عشق ہے جلاد ٭ جہان دیکہو اسی کا چرچا ہے
جہان سنئے اسی کا غوغا ہے ٭ ایک اندہیر ہے زمانے مین ٭ دخل اسکا ہے ہر گہرانے مین ٭ الغرض کچہہ عجب حالت ہی
اسکا ہر شغل جائے حیرت ہے ٭ ملکہ نے حکم دیا کہ سب لوگ یہان سے چلے جائین اور جب تک بلائین نہ آئین جب تنہائی
ہوئی محمود نے موقع پاکر تصویر **آرام دل** کی کہ اپنے ہاتہہ سے کہینچی تہی ملکہ **حسن افروز** کے حضور مین حضرت عشق کے
ہاتہہ بچہوادی اور یون عرض کی کہ خداوند نعمت خاکسار نے بڑی جان لڑائی ہے جب یہہ تصویر بے نظیر ایک رمنیر کی
ہاتہہ آئی ہے شہزادی نے تصویر جو ہاتہہ مین لی تصویر لیتی ہی تمام بدن مین رعشہ پڑگیا دل دہڑکنے لگا ہر عضو بدن مین
اگ بہڑکنے لگا سچ ہے **نظامی** دل را بدل رہے ست درین گنبد سپہر ٭ از سو بے کینہ کینہ وازسوے مہر مہر ٭
تصویر کہول کر جو ملاحظہ کیا ہوش وحواس جاتے رہے طاقت سلب ہو گئی بدن سنسنا گیا سکتا ہو گیا ابر غم مزرع
دل پر چہا گیا **سوداجیران** ہون کیون دیکہہ او سے جاہنے والا ٭ تصویر ہے وہ سلمہ اللہ تعالی ٭ دل نے بے اختیار
چاہا کہ اس تصویر کو کلیجہ مین دہر لیجئے آنکہون نے اشارہ کیا کہ اسکو ہماری پتلی بنائیے یہان جگہہ دیجئے زبان نے زبان
درازی کی کہ پہلے دعائین تو دیجئے غرض سبکا کہنا کیا پہلے تو چہاتی سے لگایا دو ایک بوسہ لیکر آنکہون سے ملا پہر بلائین
لیکر جان ودل اوسپر سے قربان کیا دل نیاز منزل حضرت عشق کا گہر ہوا آگے عیش آباد تہا اب غم نگر ہوا دریائے محبت
جوش مین آیا شہزادی کے جذبہ دل نے خوب اثر دکہایا **شعر** خون رگ مجنون سے ٹپکا فصد لیلی نے جو لی ٭ عشق
مین تاثیر ہے پر جذب کامل چاہئے ٭ خیال مژگان یار کا دل مین نشتر ہو جو بہا آنکہون سے خون کی ندی بہہ نکلی
دل کو بہت ضبط کیا مگر نہ رہ سکی رو کر کہنے لگی **مصنف** دل کیسی شوخ پہ آیا ہے خدا خیر کرے ٭ بے جگہہ اسنے ...
ہے خدا خیر کرے ٭ خواب مین جسکا نہ آیا تہا کبہی مجہکو خیال ٭ وہ ان آنکہون نے دکہایا ہے خدا خیر کرے ٭ تجہہ
تصویر تری اے مہ اوج اقبال ٭ اور عالم نظر آیا ہے خدا خیر کرے ٭ اب تو یہہ حال ہے کیا ہوئے گا آگے آگے ٭
دل مین یہہ خوف سمایا ہے خدا خیر کرے ٭ بیٹہے جہلائے سحن عشق قیامت زانے ٭ ایک اندہیر مچایا ہے خدا خیر کرے ٭
آخر محمود سے کہنے لگی کہ برائے خدا سچ بتا یہہ کس کی تصویر ہے تجہے میرے سر کی قسم جلد کہہ یہہ کون شہنشاہ حسن اوج سپہر
خوبی کا ماہ منیر ہے نہین تو دل سوز عشق سے موم کی مانند پگہل جائیگا یا در کہنا کہ ابہی دم نکل جائیگا محمود نے اپنے جی مین کہا
کہ نشانہ تو کارگر ہوا شہزادے کے عشق کا اسکے دل پر اثر ہوا مگر ایسا نہو کہ یہہ راز افشا ہو جائے جلد اسکو تسکین دو

مباداکوئی فتنہ برپا ہوجائے **شعر** عشق اور مشک چہپائے سے نہین چہپتے ہین ٭ برہر راہ ہی پہتا ہی ڈہنڈورا انکا ٭
یہہ سمجہکر کہنے لگا حضور یہہ کیا غضب کرتی ہین کہ رنج والم بے سبب کرتی ہین رونے دہونے کو موقوف کیجئے اور ذرا
دو باتین میری سن لیجئے شہزادی نے کہا اے محمود **ع** عشق مین اپنی جان کہوئینگے ہم ٭ ابہی کیا روئے اور روئینگے ہم ٭
یہان تو چشمہ چشم سے ایک دریا بہتا ہے تجہی اس سے کیا مطلب تو اپنی کہہ کیا کہتا ہے محمود نے کہا حضور یہہ تصویر شہزادہ
آرام دل خلف شاہ چین کی ہے جسکے دیکہنے سے ماہ چہاردہم اپنی پیشانی پر داغ ندامت اوٹہاتا ہے یہہ شبیہہ اوس
نازنین زہرہ جبین کی **فرد** تو بلقیس ہے گر سلیمان ہے وہ ٭ تو زہرہ ہے گر مہر تابان ہے وہ ٭ یہہ سنکے زیادہ تر بیتاب
ہوگئی بقول شخصی **ع** گفتگوئے یار بہی دیدار سے کچہہ کم نہین ٭ آرزوے وصل وصل یار سے کچہہ کم نہین ٭ اور
کہنے لگی کہ محمود تجہسے کس بات کا پردہ ہے واسطی خدائے لایزال کے یہان چلا آ اوسکے حال سے مجہے اچہی طرح آگاہ کر اور
سرگذشت اپنی کہہ سنا محمود اندر گیا ملکہ نے محمود کی صورت دیکہتے ہی ایک آہ سینہ سوزان سے بہری اور رومال سے
آنسو پونچہکر کہنے لگی کہ محمود پہر خدا جلد بتا کہ وہ شہزادہ کہان ہے جسکی یہہ تصویر ہے دل اب قابو مین نہین ہر دم اندوہ
کثیر ہے **مصنف** خدا کے واسطے اوسکا پتا بتا قاصد ٭ کہان ہے وہ مہ تابان بتا بتا قاصد ٭ محمود نے کہا حضور اس
آہ وزاری اور بیقراری سے تو کام نہ نکلے گا اگر کوئی دیکہہ لے گا میرے واسطی ضرر ہے جان کا خطر ہے اس سے یہی
بات بہتر ہے کہ ذرا آپ دم کیجئے مبادا کہین دشمنون کو صدمہ پہونچے ایسا نہ ستم کیجئے جو مین عرض کرون پہلے اوسے
سنئیے صحرائے بیخودی مین تنہا نہ چلئے غرض محمود نے سب حال اپنا ملک چین جانا **آرام دل** سے ملاقات کرکے
تصویر ملکہ دکہانا پہر شہزادی کا عاشق ہوکر دیوانہ وار طلب وصال مین آوارہ ہونا سب عیان کیا مگر صنوبر شہزادی اور
سیمتن پری کے حال کو مصلحتاً نہ بیان کیا اور کہا کہ شہزادہ ایک ساحرہ کے پیچ مین آگیا ہے دیکہئے خدا کب اوس مکار عورت
مجربہ روزگار سے اوسکو نجات دیتا ہے بطور حکمہ کہا گیا ہے ملکہ **حسن افروز** شراب محبت سے ایک تو سرشار ہو رہی تہی
اس حال کو سنکر اور بہی مدہوش ہوگئی ہاتہہ پاؤن ٹہنڈے ہوگئے یہہ اشعار پڑہتے پڑہتے بیہوش ہوگئی **حضرت**
اسد اللہ خان غالب دل مرا سوز نہان سے بے محابا جل گیا ٭ آتش خاموش کی مانند گویا جل گیا ٭
دل مین ذوق وصل یاد یار تک باقی نہین ٭ آگ اس گہر مین لگی ایسی کہ جو تہا جل گیا ٭ محمود نے جلدی سی گلاب
کیوڑہ چہڑکا ہوش مین لایا ملکہ **حسن افروز** نے آنکہہ کہولی اور فرمایا **جرأت** حال یہہ کچہہ تو ہے اب دل کی
توانائی کا ٭ کہ یہہ طاقت نہین لون نام شکیبائی کا ٭ محمود ہاتہہ جوڑکر قدمون پر گر پڑا اور بولا کہ حضور واسطے
خدا کے ایسا رنج وغم نہ کہائیے یہہ کیا غضب اس طرح صدمے نہ اوٹہائے دیکہئے پہلے ہی کہہ چکا ہون اور اب بہی کہتا
ہون کہ ایسا نہو کہین رفتہ رفتہ شاہ کو خبر پہونچے دوست دشمن ہر جگہہ ہین دیوار ہم گوش دارد میری جان مفت
جائے آپکا کیا نقصان ہو بیٹہے بٹہائے مجہپر آفت آئے اب توقف کیجئے دل کو تسکین دیجئے دیکہئے تو مین کیا کرتا ہون
اور کیا تماشا دکہاتا ہون پہر وادی تلاش مین قدم دہرتا ہون بحول اللہ المستعان تہوڑے عرصہ مین محبوب کو
پہلو مین لا بٹہاتا ہون یہہ سب باتین عشق آمیز اور فتنہ انگیز ہو رہی تہین کہ ملکہ کی دائی جس نے اوسے

دو وہ بلایا تہا دالان مین آئی اوسکو دیکہتے ہی محمود کی روح بدن مین تہرائی ہوش جاتے رہے سکتہ کا عالم ہوا ملکہ
حسن افروز کو بہی اپنی رسوائی کا غم ہوا مانی شہزادی سے کہا بیگم یہہ کیا حال ہے اس طرح سر جہاڑ منہ پہاڑ کیون
بیٹھی ہو جی تو بجال ہے ملکہ نے آنکہین نیچی کرلین اور کچہہ جواب ندیا ع منہ سے نہ کچہہ کہا مگر آنسو نکل پڑے ٭ مانی نے کہا
سب حال پردہ کے پاس کہڑے ہوکر دیکہہ سُن چکی تہی مسکراکر کہنے لگی کہ بیگم مین سب حال سن چکی ہون مجہسے راز دل چہپا
کچہہ بات کرو یون نہین ناحق ناحق گہٹ گہٹ کے اپنا دل نہ کرہاؤ مجہے تمہارے سر کی قسم مین کسی سے نہ کہونگی تم مجہسے اپنے
دل کی بات تو کہو حتی الوسع کوشش مین رہونگی آخر جب بہت تنگ کیا تو ملکہ حسن افروز نے کہا جیا جرأت
پوچہو نہ کچہہ سبب مرے حال تباہ کا ٭ الفت کا یہہ ثمر ہے نتیجہ ہے چاہ کا ٭ کچہہ دل ہی جانتا ہے مزا دل کی چاہ کا ٭ امّی مانی
مین کیا حال بیان کرون اور تمہین اسباب کا کیا جواب دون ع دل من داند و من دانم و داند دل من ٭ یہہ کہتی ہی تہی کہ
بیخود ہوگئی دل بہر آیا زخم جگر ادہر آیا مانی کے گلے لگ کر خوب روئی ایسی روئی پہر غش آگیا دوانے جہنجہلا کر کہا کہ لڑکی نہ
کچہہ کہتی ہے نہ سنتی ہے زار زار روتی ہے ناحق روتے روتے آپ کو ہلاک کرتی ہے جان کہوتی ہے غرض ہزار دشوار
پہر ہوش آیا پہر مانی نے پوچہا پہر یہی فرمایا ع دل من داند و من دانم و داند دل من ٭ محمود نے دیکہا کہ دا اخیر خواہ
معلوم ہوتی ہے اور حال ہی سُن چکی ہے کہنے لگا صاحب مین بڑی دیر سے بک رہا ہون سمجہاتے سمجہاتے تہک گیا
ہون کہ حضور واسطے خدا کے چندے صبر کیجئے مین ابہی پہر جاتا ہون اور جس طرح ہو سکتا ہی شہزادے کو لاتا ہون
مگر میری بات مطلق نہین مانتی ہین وعدہ کرتا ہون مگر جہوٹ جانتی ہین مانی نے کہا ع ای صبا این ہمہ آوردہ تست
اے محمود تو نے بڑا غضب کیا کہ شہزادی کو گرفتار رنج و تعب اب دیکہیئے وہ شہزادہ کس گہڑی یہان آتا ہے اور میری
لڑکی کے دل سے یہہ غم و الم کب جاتا ہے محمود نے کہا جیا تم کیا کہتی ہو بیگم صاحب کچہہ اپنی زبان سے کہین اور مجہے
رخصت کرین دیکہو تو مین ابہی جاتا ہون یا نہین اور چہہ مہینے کے عرصہ مین شہزادے کو یہان لاتا ہون یا نہین
یہہ سُنکر ملکہ حسن افروز نے آنکہہ کہولی اور نہایت ضعف اور ناتوانی سے مانی کی طرف دیکہکر بولی کہ دیکہو مانی
محمود کیا کہتا ہے تم بہی ذرا اس بات کی شاہد رہنا یہہ مجہی زبان دیتا ہے ٥ گر اسمین ذرا خلاف ہوگا ٭ تو سن لینا
کہ مطلع صاف ہوگا ٭ پہر مہر اپنے نام کی کہ لعل بدخشان پر کندہ تہی اونگلی مین سے نکال کر محمود کے ہاتہہ مین دی
اور آہ سرد دل پر درد کہینچکر کہنے لگی کہ محمود اوس جان جہان آرام دل عاشقان کو مجہہ گمنام کی یہہ نشانی دینا اور
میری طرف سے دست بستہ عرض کرنا **مصنف** خون دل یہان شراب ہے تجہہ بن ٭ دل بریان کباب ہی تجہہ بن
تیری فرقت مین زندگی ہے عذاب ٭ اور مرنا ثواب ہے تجہہ بن ٭ کوئی مونس نہ کوئی ہے غمخوار ٭ میری مٹی خراب ہی تجہہ بن
٭ ق ابر غم خوب گہر کے آیا ہے ٭ چشم ہر دم پر آب ہے تجہہ بن ٭ برق رخشان بہ خندہ زن ہے آپ ٭ دل کو دم
اضطراب ہے تجہہ بن ٭ نالون نے رعد کو کیا ہے خجل ٭ شور و غل بحساب ہے تجہہ بن ٭ تو اب فنا ہون گے
ہم کوئی دم مین ٭ جان شکل حباب ہے تجہہ بن ٭ اے شہ حسن التفات ادہر ٭ کشور دل خراب ہے تجہہ بن
آتشین رخ دکہا سخن مجہکو ٭ دل مرا آب آب ہے تجہہ بن ٭ دل مین مطلق تاب و توان نہین حال دل

کیا کہون قابو مین اپنی زبان نہین ہر وقت جان دینے پر مستعد ہوتی ہون بیقراری سے زار روتی ہون جب یہہ خیال آتا ہے کہ بے تیرے ملاقات کے مرجانا داغ حسرت اپنے وصال کا تیرے دل پر دہر جانا دل قبول نہ کرے کا الزام اسکا مجہپر دہریگا ٹہر جاتی ہون دل کا پاس کر جاتی ہون اور سچ تو یہہ ہے کہ **سید محمد خان رند** فرقت مین تیرے جان تلف کی نہین جاتی ؎ او جان جہان جان تو یون دی نہین جاتی ؎ اب اگر تم ہمارے شیدا او معشوق باوفا ہو تو بہر خدا ایک نظر مجہہ خستہ جان مہجور خاطر پریشان کو جمال جہان آرا اپنا دکہلا جاؤ اور ایک مرتبہ مجہہ بیمار اجل گرفتہ دل صد آزار کو شربت دیدار پلا جاؤ **رند** دست قدرت پہ جان و دل صدقے ؎ تیری صورت پہ جان و دل صدقے ؎ آجاؤ بس اب رلاؤ نہ اے یار دکہاؤ ؎ مشتاق ہون دیدار دکہاؤ ؎ یہہ کہکر کچہہ جی مین جو آگیا لیٹے لیٹے قلم اوٹہایا با چشم اشکبار یہہ چند اشعار نامہ کے لکہے اور محمود نے حوالے کئے **نامہ ملکہ حسن افروز**

از مصنف گل گلزار حسن رعنائی ؎ بلبل شاخسار زیبائی ؎ شہسوار سمند ناز و ادا ؎ نوبہار حدیقہ زیبا ؎ میرے دلدار میرے عاشق زار ؎ میرے غمخوار میرے جان نثار ؎ بعد صد شوق وصل جسمانی ؎ بعد صد شوق وصل روحانی ؎ تیری تصویر جب سے آئی نظر ؎ محو حیرت ہون اے مرے دلبر ؎ اللہ اللہ ترا یہہ حسن جمال ؎ چشم بد دور روز و شب مہ و سال ؎ رخ پر تو مہر عالمتاب ؎ رنگ رخسار سرخ جوش شباب ؎ نہین ہے زلف کی جفا کی پناہ ؎ یہہ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ ؎ چشم بیمار نے کیا بیمار ؎ نگہ مست لی کیا سرشار ؎ دل کو باندہا کمند گیسو نے ؎ ذبح کر ڈالا تیغ ابرو نے ؎ دہن تنگ نے کیا دل تنگ ؎ رنگ چہرہ کا دیکہہ اوڑ گیا رنگ ؎ سینہ نے وصل کا کیا طالب ؎ ہو بہیر گمان ہے غالب ؎ ہاتہون نے خوب ہاتہا پائی کی ؎ لشکر ہوش کی صفائی کی ؎ جب سے دیکہی تری کمر کی لچک ؎ بجلی ہے مجہپہ صنم اب تک ؎ قد و قامت بلا ہے آفت ہے ؎ چتونون مین عجب شرارت ہے ؎ ہو غرض سر سے پاؤن تک آفت ؎ زید اللہ حسن و رنگ رخت ؎ اب سنادین تمہین ہم اوسکا نام ؎ جس کو عشاق نے کیا ہے سلام ؎ کون وہ عشق خانمان برباد ؎ ظالم و قاتل و ستم ایجاد ؎ عشق کو کہئے مجمع الآفات ؎ عشق موذی بلا ہے اور بد ذات ؎ عشق ظلم و ستم ہے آفت ہے ؎ عشق بے مہر و بے مروت ہے ؎ عشق رہتا ہے دل مین ہو کر داغ ؎ اس غم آباد کا یہی ہے چراغ ؎ تلخ کامی اسی مین حاصل ہے ؎ ذائقہ اسکا سم قاتل ہے ؎ رشتہ عمر کو زبانہ ہے ؎ توسن جان کو تازیانہ ہے ؎ دل یہی سب کا خون کرتا ہے ؎ یہی پیدا جنون کرتا ہے ؎ میرے دل مین بہی گہر کیا اسنے ؎ آخر اپنا اثر کیا اسنے ؎ تپ فرقت سے جسم جلتا ہے ؎ دل سے ہر دم دہوان نکلتا ہے ؎ خون دل چشم تر سے جاری ہے ؎ زخم دل پر ہمارے کاری ہے ؎ سخت بیچین ہون خدا کی قسم ؎ تیرے ہی چشم سرمسا کی قسم ؎ ہجر مین تیرے اب تو مرتے ہین ؎ کوئی دم زندگی کے بہرتے ہین ؎ ناتوانی سے اب یہہ حالت ہے ؎ بات کرنا بہی اک قیامت ہے ؎ کبہی ہوتے ہین جان سے بیزار ؎ کبہی روتے ہین آہ زار و نزار ؎ کبہی بلبل کی طرح نالان ہین ؎ کبہی سنبل صفت پریشان ہین ؎ کبہی جوش جنون سے وحشت ہے ؎ کبہی آپ ہی آپ رقت ہے ؎ آنکہین شبنم کی طرح گریان ہین ؎ کبہی نرگس کی طرح حیران ہین

کبھی دریا دیکھا یا آنکھون نے ٭ کبھی سر تک ڈبایا آنکھون نے ٭ کبھی دل آبلہ سا بکتا ہے ٭ کبھی آنکھون سے
خون ٹپکتا ہے ٭ ایسے جینے سے کاش مر جائین ٭ جان سے اپنے ہم گذر جائین ٭ مگر ہم کیا کرین کہ ہین مجبور ٭ ہے
زمین سخت آسمان ہے دور ٭ اب جدائی بہت ستاتی ہے ٭ آمری جان کہ جان جاتی ہے ٭ قہر کرد یگا ابیان
سخن ٭ بڑی آفت ہے یہہ زبان سخن ٭ اور نامہ کو لفافہ کر کے یہہ شعر شیخ محمد ابراہیم ذوق کا بصد ذوق شوق
لکھا اور محمود کے حوالے کیا ذوق مرحوم یہہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد یجاے مہر آنکھہ اپنی ہو لفافہ خط پر لگی
ہوئی محمود نامہ کو لیکر ملکہ سے رخصت ہوا وقت رخصت شہزادی نے کئی کشتیان زر و جواہر معمور محمود کو عنایت کین اور خلعت سے
سرفراز کیا محمود آداب بجا لایا نصر من اللہ و فتح قریب کہکر رخصت ہوا صبح دم ملک تبریز کیطرف روانہ ہوا

داستان بیقرار ہونا ملکہ حسن افروز کا فراق دلدار مین اور آگاہ ہونا شاہ فارس کا شہزادی کی بیقراری سے اور حال دریافت کے لئے آنا اوسی حالت اضطرار مین ٭

خوب ساقی نے دی شراب سخن ٭ بہر گئی عشق سے کتاب سخن ٭ کہین عاشق ہڑے سسکتے ہین ٭ کہین معشوق
بھی پھڑکتے ہین ٭ اب ذرا اور بھی دے اک اک جام ٭ کہ یہہ محفل بخیر ہو انجام ٭ شہسواران عرصۂ عشقبازی فارسان
مضمار جان گدازی مسافران ناکامی بر دوش باختہ ہوش از خود فراموش لکھتے ہین کہ جب محمود ملکہ حسن افروز
راہ گداز و ہمہ تن سوز سے رخصت ہوکر شہزادہ آرام دل کی تلاش مین نکلا یہان طپش دل فردوس منزل
مین اور زیادہ ہوئی بسمل کی طرح تڑپنے لگی جان دینے پر آمادہ ہوئی جب وحشت خاطر زیادہ پاتی عقیلہ تو یہی اپنے دل
کو سمجھاتی رندا اے دل نہ تڑپ آنا گیا ہے مرا قاصد ٭ آج آتی خبر یار کی یا کل خبر آئی ٭ رندا دل بیتاب شتاب آئیگا
قاصد نہ تڑپ ٭ راہ مین دیر لگی فقط آتے جاتے ٭ سمجھاتے سمجھاتے جب خیال یار یورش کرتا آنسو نکل آتے
پھر وہی نقشے ہو جاتے بیتابی روز کرتی بیقراری دل مین شور کرتی مانی کہتی بیگم خدا کے لئے ایسی بیقرار نہو آہ و زاری کو
موقوف کرو درتی ہون کہ اس حال سے کوئی خبردار نہو ملکہ نے کہا اسجیا جرأت شعلہ و برق شر بہی ہمنے دیکھے پر کوئی
بیقراری مین نہ پایا اس دل بیتاب سا ٭ دل ہے کافر یا خدا جانے کہ کیا آفت ہے یہہ ٭ تلملاتا ہے تڑپتا پہلو مین اک سیماب سا
٭ جیا مین کیا کرون دل کو کیونکر سمجھاؤن جو شے اپنے قابو مین تو پہر اوسپر کسی کا بس نہین چلتا ہے درد دل یہ دیا ہے
اک بت کافر کے ہاتھہ مین ٭ اب حق مین دیکھئے مرے اللہ کیا کرے ٭ مانی نے کہا بی بی یہہ خبط ہے ذرا سنبھلو
یہہ مقام صبط ہے خدا کی عنایت سے نا امید نہو اوسی کو یاد کرو مژدہ لا تقنطوا من الرحمۃ اللہ سے جی شاد کرو اب
اوٹھو اور ہاتھہ منہ دہو ڈالو دل کو سنبھالو دیکھو خاصہ کا وقت آیا ہے لوگ اس حال مین دیکھین گے تو کیا کہین گے
یہہ کیا بیہودہ پن دل مین سمایا ہے کچھہ سمجھہ مین نہین آتا بس ہر دم رونا ہے بی بی اللہ حافظ و نگہبان ہے جو اسرار قدرت
ہونا ہے خیر وہی ہی اک بات تہی ہو گئی اب دیکھو محمود گیا ہے جواب لیکر آتا ہے ملکہ نے کہا مانی للہ تم اس مقدمہ مین دخل
نہ دو مجھے نہ ستاؤ تم نہین جانتی ہو مین جس حال مین ہون مجھے اوسی حال مین رہنے دو میرا اسخزنہ کہا ہے میر تقی

انداز وہی سمجھے مرے دل کی چاہ کا ؎ زخمی جو کوئی ہووے کسی کی نگاہ کا ؎ یہہ کہکر اوٹھی اور چھپر کہٹ پر جا لیٹ
رہی تصویر کو چھاتی سے لگا کر ایک شور مچایا اور بصد حسرت و یاس رو کر فرمایا **نسیم دہلوی** ؎ تم بر مین نہ دل پہلو مین
رو مین آہ کس کس کو ؎ مقام شکر ہے دیکھیں خلک کیا کیا دکہاتا ہے ؎ اس عرصہ مین قمر النساء وزیرزادی جو شہزادی
کے ہمسن تہی بلکہ شہزادی سے بہی کم سن تہی شیش محل مین آئی ملکہ کو جو نہ دیکھا بہت گہبرائی مانی سے کہنے لگی کیون مانی
بیگم صاحب کیا ابہی تک سوتی ہین کیا سبب ہے جو بیدار نہین ہوتی ہین مانی کہ انجام کار کے فکر مین غوطے کہا رہی تہی
دل سے سو سو تدبیرین بنا رہی تہی کچہہ نبولی قمر النساء چھپر کہٹ کے پاس اکر پردہ اوٹہا کر دیکھتی کیا ہے کہ شہزادی
کی آنکہین نرگس وار کسی کے انتظار مین وا ہین مگر آنکہون سے دو دریا رواں ہین گویا گنگا جمنا مین رنگ چہرہ کا زعفرانی
ہے لب خشک ہین دل مین سوز نہانی ہے گرمی عشق سے پیشانی عرق آلودہ ہے کسیکے تصور مین سکتہ کا عالم ہے چین
دل کا مفقود ہے جب بیتابی دل زیادہ ہوتی ہے یہہ غزل پڑہتی ہے **مصنف** حال دل زار ہے کیا ہونا ؎
سخت بیمار ہے کیا ہونا ؎ دل مرا رسم وفا کیا جانے ؎ تو گرفتار ہے کیا ہونا ؎ رات دن دیدۂ دیدار
طلب ؎ میرا بیدار ہے کیا ہونا ؎ جان زار اس مرے دل کے ہاتھون ؎ سخت ناچار ہے کیا ہونا
؎ شکر رنج و الم سے مجھکو ؎ روز بیکار ہے کیا ہونا ؎ دل مرا پی کے شراب الفت ؎ مست و سرشار ہے
کیا ہونا ؎ بزم آغاز محبت مین **سخن** ؎ صورت خار ہے کیا ہونا ؎ قمر النساء یہہ حال دیکھکر متحیر ہوئی چہکے چہوٹ
گئے رشتۂ استقلال ٹوٹ گئے حیرت سے صورت دیوار ششدر ہو گئی گہبرا کر کہنے لگی بیگم مزاج کیسا ہے خدا کے لئے
فرمائیے تو یہہ کیا ہے ملکہ **حسن افروز** نے منہہ پہیر کر جواب دیا کہا ہان بہن اچہی ہین قمر النساء فرط محبت سے بیقرار ہو کر
مانی سے کہنے لگی کہ مانی دیکہو تو تمہاری بیگم کے دشمنون کا کیا حال ہے تمہین کچہہ خبر ہی ہے کیا سمجہہ پر پتہر پڑ گئے
عقل پر زوال ہے مانی گہبرا کر کہنے لگی کیون بی بی خیر تو ہے قمر النساء نے کہا بیٹی واللہ تمنے بہی کمال کیا کہ ہر دم پاس رہتی ہو
اور پہر خیر تو ہے کس مزے سے کہتی ہو یہہ کہکر گہبرائی ہوئی بیگم صاحبہ کے پاس گئی جا کر سب حال بیان کیا اور رو کر تردد ظاہر
کیا بیگم صاحبہ اور سب خواصین سراسیمہ و پریشان افتان و خیزان شہزادی کے پاس آئین بیگم صاحبہ بلائین لیکر
ملکہ سے کہنے لگین کہ میری جان کہو تو جی کیسا ہے مین تیرے واری کیون تیرا حال ایسا ہے ملکہ نے کہا امان جان کیا
کہون دل مین درد ہے تمام بدن مین اعضا شکنی ہے دیکہئے چہرہ زرد ہے کلیجہ منہ کی راہ نکلا آتا ہے کچہہ ایسا درد
اوٹہتا ہے کہ جی بیٹہا جاتا ہے رونے کو بے اختیار جی چاہتا ہے مگر اب تک تو ضبط کئے ہون آگے دیکہئے خدا کیا دکہاتا
ہے **حضرت غالب** پہر کچہہ اک دل کو بیقراری ہے ؎ سینہ جویائے زخم کاری ہے ؎ یہہ سرگذشت سنکر بیگم صاحبہ
کے ہاتہہ پاؤن بہول گئے اور تو کچہہ بن نہ آیا گہبرا کر فرمایا کہ ارے کوئی حضور کو خبر کرو یہہ سنتے ہی ایک خواجہ سرا نے
جا کر بادشاہ کے حضور مین سب حال گذارش کیا بادشاہ کہ اوسوقت تسبیح خانہ مین مشغول یاد الہی تہے شہزادی کی
علالت کی خبر سنکر محل مین تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ بیٹا کہو کیا ہے جو تمکو اسقدر رنج و تعب ہے ملکہ نے کہا
جناب عالی مین ہی حیران ہون کہ اس بیخودی کا باعث کیا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل خود بخود نکلا آتا ہے تمام بدن

سنسناتا ہے لوگون کی کثرت اور آمد و رفت سے دم رکتا ہے تن بدن مین آگ لگ رہی ہے پھکتا ہے خدا جانے کیا
آفت آسمانی اس دل کمبخت پر نازل ہوئی ہے کہ اس قدر روتی ہون مگر ابہی تک تسکین نہین حاصل ہوئی بادشاہ
خاطر پریشان روتے ہوئے باہر تشریف لائے اور مسیح الزمان حکیم احسن اللہ خان کو علاج کیواسطے بہیجا جب
حکیم صاحب آئے مانی نے ملکہ کو ہوشیار کیا حکیم کے آنے سے خبردار کیا لیکن ملکہ نے کچہہ جواب نہ دیا مگر ایک آہ سینۂ پرسوز سے کہینچی
یہہ کہا اور پہر آنکہہ بند کر لی لا اعلم نبض نہ دیکہہ اے طبیب ہاتہہ لگا اور ہوا ہو میری تو یہہ شکل ہے ہاے چہوڑ دو
حکیم صاحب نے کہا حضور یہہ کیا فرماتی ہین ناحق رو رو کے اپنی مرض کو بڑہاتی ہین ذرا نبض دکہائیے پہر ہم جو
جو دوائین دے اوسے نوش فرمائیے دیکہئے تو کیا جلد آرام ہوتا ہے اور یہہ کمترین کیسی ملذذ دوائین دیگا یہہ مرض کچہہ ہی
ملکہ نے خفا ہو کر جواب دیا کہ حکیم صاحب بہلا اپنے ہمارا مرض کیا تشخیص کیا جو آپ دوا بہی اپنے ساتہہ لیتے آئے ہین جاؤ ہم کو
ہمین مطلق صحت ہو نہوگی آپ ناحق دینے آئے ہین خسرو از سر بالین من برخیز اے نادان طبیب ہ درد مند عشق را
دارو بجز دیدار نیست ہ قمر النساء کہ نہایت زیرک اور دانا تہی شہزادی کے فحوائے کلام سے فوراً دریافت کر گئی کہ یہہ
بادۂ سوداوی عشق کا رجوع ہے آفتاب محبت کا مشرق سینہ سے طلوع ہوا ہے مگر ابہی شروع ہے بقول شخصے ع کہ عشق و
مشک را نتوان نہفتن ہ دل مین تو سمجہہ گئی مگر اوس وقت کچہہ نہ بولی بیگم صاحبہ بہی اس کلام سے ہوشیار ہوئین مانی
مانی کو الگ لیجا کر کہنے لگین کہ مانی تمکو تو معلوم ہوگا کہو تو یہہ ماجرا کیا ہے وہ کیا چیز ہے جو اندر ہی اندر اسکے دل کو ستاتی
ہے مانی نہو مجہے تو لڑکی کے کلام سے عشق کی بو آتی ہے جب مانی نے دیکہا کہ راز آشکارا ہوا بجز راستی اب چارہ نہین حال
ظاہر سارا ہوا بیگم صاحبہ کا ہاتہہ پکڑ کے شہزادی کے قریب لائی اور تصویر کہ ملکہ کے سینہ سے لگی ہوئی تہی آہستہ سے اوٹہا
کر دکہائی بادشاہ بیگم تصویر دیکہتے ہی ہزار جان سے اوس جان جہان پر نثار ہو گئین صورت دیکہتے ہی بیقرار ہوئین
مسکرا کر فرمانے لگین کہ مانی یہہ کس یوسف ثانی کی تصویر ہے اور یہہ کون شہنشاہ والاجاہ صاحب عز و توقیر ہے
مانی نے از ابتدا تا انتہا حقیقت حال پر اختلال محمود کا آنا اور تصویر کا دکہانا شہزادی کا عاشق ہونا اور تلاش
شہزادہ پہر محمود کا جانا سب بیان کیا بیگم صاحبہ نے جب حال شہزادی کے تعشق کا سنا مآل کار سوچ کر غمگین ہوئی
مگر اور امراض کی طرف سے رفع شک ہوا دل کو ذرا تسکین ہوئی مانی کو الگ لیجا کر سمجہایا کہ تم جہاندیدہ ہو ذرا لڑکی
کی دلداری کرتی رہنا عشق کمبخت نے اس کے دل مین گہر کیا ہے تم مدام غمخواری کرتی رہنا اور کہنا کہ بی بی گہبراؤ
نہین خاطر جمع رکہو جسکی تم نے تصویر دیکہی ہے تمہاری امان جان اوسی شہزادے کے ساتہہ تمہاری شادی کرین گی ذرا اپنے
دل کو تسکین و صبر سے بیٹہی رہو انشاء اللہ تعالی بہت جلد گلہاے مقصود سے تمہاری گود بہر دینگے یہہ کہکر
بیگم صاحبہ ملکہ حسن افروز کے پاس آئین اس طرح کی گفتگو تو زبان پر نہ لائین مگر آغوش مین لیکر پیار کیا پیشانی
پر بوسہ دیا اور کہا میری جان تمہین اللہ کی امان ہم سے کچہہ بات تو کرو بیگم یہہ بری بات ہے دیکہو ہر دم ٹہنڈی ٹہنڈی
سانس نہ بہرو ملکہ نے کہا امان جان شعر آپکی باتون سے یہہ اور بہی دل کہتا ہے ہ جاتے ہین پہر خدا ایمان سے کہ دم کتا ہی
ہم کیا بات کرین آپ بزرگ ہین آپکو اس بات کا کیا جواب دین ورد کسی سے کیا بیان کیجیے اس اپنے حال ابتر کو

دل اوسکے ہاتھہ دے بیٹھی جسے جانا نہ پہچانا ٭ آخر جب بیگم صاحبہ نے دیکھا کہ بات کرنے سی طبیعت پر جوش آتا ہے
آدمی کی صورت سے نفرت ہے کلام سے دم گھبراتا ہے ناچار خاص محل مین تشریف لائین ہمراہ اپنی وہ تصویر
بھی لیتی آئین بادشاہ جو محل مین آئے بیگم صاحبہ نے تخلیہ کیا اور شاہ سے طلب مشورہ کیا جب حضور آکر بیٹھے بیگم صاحبہ
نے وہ تصویر بادشاہ کو دکھائی شاہ والاجاہ بیک نگاہ حیران انگشت بدندان دست قدرت کے قربان ہو کر رہ گئے
اور فرمانے لگے بیگم یہہ کون خجستہ نہاد ہے آدم زاد تو نہین معلوم ہوتا شاید پریزاد ہے بیگم نے کہا حضور مین پہلے آپ سے
یہہ پوچھتی ہون کہ اگر یہہ شخص آپ کی صاحبزادی کے ساتھہ شادی کی درخواست کرے تو آپکو منظور ہے بادشاہ نے کہا
صاحب اگر یہہ کوئی شہزادہ عالی خاندان والا دودمان ہے تو خیر کیا مضائقہ منظور ہے ورنہ ابھی ان باتون کا کیا ذکر
ہے بیگم صاحبہ نے کہا سنئے یہہ تصویر شاہزادہ آرام دل پسر شاہ چین کی ہے جو آپکی ملکہ کا حسن و جمال سنکر عاشق ہوا ہے
یہہ تصویر اوس نازنین مہ جبین کی ہے محمود سوداگر متاع خوبی سمجھکر لایا تھا اور آپکی صاحبزادی کی حضور مین نذر گذرانا تھا
بس دیکھنا کیا تھا گویا قیامت کا آنا تھا جب سے یہہ تصویر دیکھی ہے لڑکی اوسکی عاشق زار ہے فرط محبت سے بیقرار ہے
نہ تو دشمن بیمار ہین نہ خدا نخواستہ کچھہ آسیب ہے مگر حضرت عشق پری جن سوار ہین یہہ سب اونہین کا فریب ہے اور
فی الحقیقت صورت اچھی جہان کو پسند ہے معشوق باوفا کہان ملتا ہے اسی سبب سے دل عاشق دردمند ہے
خوش نصیبون کو ایسے ہی ملجاتے ہین کہ جذبہ محبت سے بیچین ہو کر آپ ہی دوڑے چلے آتے ہین اب آپ کو اختیار ہے
چاہئے اپنے فرزند کی خوشی کیجئے یا نہ کیجئے بندی دست بردار ہے اور جو آپ سچ پوچھتے ہین تو یہہ بات ہماری یاد
رکھئے کہ اگر چراغ عقل کا ہاتھہ مین لیکر ڈھونڈھئے گا تو قیامت تک ایسا شاہزادہ خوبصورت والاخاندان
باعز و تمکین اندھیر گھر کا اوجالا نہ ملیگا اور بالفرض اگر بہزار خرابی کوئی مل ہی گیا تو یاد رہے کہ آپ کی صاحبزادی کا چاہنے
والا نہ ملیگا **مصنف** دنیا مین اگر ڈھونڈھئے تو کیا نہین ملتا ٭ پر چاہنے والا نہین ملتا ٭ بادشاہ اس
حال کو سنکر دیر تک بحر تفکر مین غوطہ زن رہا پھر بہت سوچ کر کہا کہ اچھا مین اسکا جواب پھر دونگا لڑکی کو سمجھاؤ خاطر آشفتہ
بہلاؤ بیگم صاحبہ نے کہا بھلا جس بشر پر عشق کا سایہ ہوتا ہے اور جسکو وصال یار کی دھن ہوتی ہے وہ کسیکی سنتا ہے
بقول **ناسخ** ہر گھڑی کہتے ہو صاحب صبر کر ٭ بندہ عاشق ہے دیا ایوب ہے ٭ ایسے شخص کو کچھہ کہنا یا سمجھانا فقط
ستانا اور ناحق جی جلانا ہے بادشاہ خاموش اوٹھے اور تصویر ہاتھہ مین لئے باہر تشریف لے گئے ٭ اِن ملکہ **حسن افروز**
جو فرصت پائی معشوق کی یاد آئی غشی سے کچھہ افاقہ ہوا تھا آنکھہ کھولی چشم نیم باز سے فلک کو دیکھکر کف افسوس
ملے اور دہنی طرف سے بائین طرف کروٹ لیکر پھر وہی شعر زبان پر لائی **نسیم دہلوی** نہ تم بر مین نہ دل
پہلو مین رو ئین آہ کس کس کو ٭ مقام شکر ہے دیکھین فلک کیا کیا دکھاتا ہے ٭ دل امڈا آتا ہے از خود گلے مل
کے رونے کو ٭ کمر بستہ سفر خستہ مقرر کوئی آتا ہے ٭ گذرتی ہین بڑی تکلیف سے راتین جدائی کی ٭ ملین
پھر تم سے ہم اب دیکھئے وہ دن کب آتا ہے ٭ مین صدقے اے اجل آجا شب فرقت مین جلدی سے ٭ ہماری
جان جاتی ہے ترا کیا اسمین جاتا ہے ٭ **نسیم دہلوی** اب ناتوانی سے یہہ عالم ہے ٭ کوئی ہمکو اوٹھاتا ہے کوئی ہمکو بٹھاتا ہے

یہہ پڑہ کر خوب روئی جب رونے سے بہی عاجز آئی تو یہہ مثلث کا بند لب پر لائی **مومن خان مرحوم** منظور ہے
کچھہ اور کہ اشک آنکہہ سے چلے ٭ من کیستم کہ گریہ بحالم کند ولے ٭ میزیبدت بہ نرگس شہلا گریستن ٭ ہین خون فشانیان
عبث اے چشم اشکبار ٭ گر کام دل زگریہ میسر شود زیار ٭ صد سال می توان بہ تمنا گریستن ٭ کبھی جو دل گھبراتا
تو یہہ شعر زبان پر لاتی **امانت** لب جان بخش کی الفت مین لب پر جان آئی ہے ٭ مریض عشق مرتا ہے مسیحا کی دوہائی
ہے ٭ اس بیقراری اور آہ وزاری مین تصویر کا جو خیال آیا جا بجا ڈہونڈہا اور نہ پایا تو بے اختیار ہوگئی آپ مین نرہی
مانی کے گریبان مین ہاتہہ ڈال کر کہنے لگی کہ دیکھو مانی مین تمہارا گریبان چاک کرونگی میری تصویر میرے حوالی کرو نہین تو ابہی اپنی تئین ہلا
کرونگی مانی نے کہا بیگم خیر ہے دشمنون کو کیا ہوگیا ہے خدا سے ڈرو میرو تو آج تک ایسی باتین کبھی دیکھین نہ سنین ماشاء اللہ چشم بد دور
ابہی تو تصویر ہی دیکھی ہے جب صورت دیکھوگی تو زمین پر پاؤن نہ رکھوگی ملکہ نے کہا ہان بجا کہتی ہو تم نے ابہی دنیا مین کیا دیکھا
ہے تم تو ابہی پیر نابالغ ہو بال دہوپ مین سفید ہوگئے ہین اچہا تم بہی ابہی کہہ لو کیا کہتی ہو مانی نے کہا لڑکی بیگم صاحبہ نے بہی وہ
تصویر دیکہی اور مجھسے حال دریافت کرکے بہت خوش ہوئین بلکہ فرماتی تہین کہ انشاء اللہ تعالے مین اپنی لڑکی کی شادی
اسی شہزادے کے ساتہہ کرونگی اب وہ تصویر حضور کے دکہانے کو گئین ہین ملکہ یہہ گفتگو سنکر مارے خوشی کے پہولی
نہ سمائی رنگ زعفرانی گلابی ہوگیا باغ باغ ہوکر اور مسکرا کر یہہ شعر زبان پر لائی **مرزا رفیع سودا** ہجر اور وصل سے
کچھہ کام نہین ہے مجھکو ٭ بات وہ کیجے کہ ٹک دل کو ہو تسکین جسمین ٭ مانی مجھے اس سے کیا مطلب کہ اماں جان کیا
کہتی تہین اور باوا جان کیا کہتے تہے تم میری تصویر دینے والی کون تہین خدا کی قسم مانی خیر اسی مین ہے کہ میری
تصویر مجھے منگا دو مانی نے قمر النسا سے کہا کہ بی بی کچھہ سمجھہ مین نہین آتا خدا جانے اوس بالشت بہر کاغذ مین کیا
رکھا ہے ذرا تم جاؤ اور بیگم صاحبہ سے وہ مانگ لاؤ وہ گئی اور بیگم صاحبہ سے حقیقت کہی اونہون نے اوسیوقت تصویر
منگائی اور قمر النسا کے ہاتہہ شہزادی پاس بہجوائی جب تصویر آئی دل نے ذرا توانائی پائی رات دن اوسی کا
شغل ہر دم اشعار برجستہ اور غزلین برمحل **میر حسن** غزل یا رباعی یا کوئی فرد ٭ اسی ڈہب سی پڑہنا کہ ہو
جس مین درد ٭ کبھی وصال یار کی طرف سے یاس ہجوم غم سے رنگ فق چہرہ اداس کبھی جو درد دل سوا ہوا تو
بیتاب کہا کر بائین طرف ہاتہہ سے دبا یا دیر تک خاموش رہی صدمے سے بیہوش رہی جب آنکہہ کہولی دلکو ڈہونڈہا
پر جا نہ پایا نالون کو ضبط کیا اور فرمایا **حضرت غالب** کیسکو دیکے دل کوئی نواسنج فغان کیون ہو ٭ نہو جب
دل ہی سینہ مین تو پہر منہ مین زبان کیون ہو ٭ کیا غمخوار نے رسوا لگے آگ اس محبت کو ٭ نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا
رازدان کیون ہو ٭ وفا کیسی کہان کا عشق جب سر پہوڑنا ٹہہرا ٭ تو پہر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستان کیون ہو
یہہ کہہ سکتی ہو ہم دل مین نہین ہین پر یہہ بتلاؤ ٭ کہ جب دل مین تمہین تم ہو تو آنکہون سے نہان کیون ہو ٭ غرض
ہر دم سوز عشق سے آہ وزاری تہی الہاب قلب سے بیقراری تہی کسی عنوان دل کو قرار نہ تہا سب نصیحت کرتی تہے مگر کوئی غمخوار نہ تہا ٭

رہائی اوس گرفتار دام محبت کی عورت بدذات کی جال سے پہر ملک فارس کیطرف

روانہ ہونا اوس بادیہ پیمائے عرصہ الفت کا محمود سے ملنا اور آگاہ ہونا ملکہ حسن افروز کے حال سے

تان بلادے ساقیا اک اور جام ٭ مستیون کا اب دکہا عالم تمام ٭ دے لبالب بادۂ گلفام تو ٭ دیکہہ اس آغاز کا انجام تو ٭ طلسم کشایان جادۂ سخن دغلت نشینان گوشۂ رنج و محن عقدہاے حال گرفتاران کو ناخن تدبیر سے یون کہولتے ہین کہ ایک شب وہی عورت ساحرہ حسب معمول آرام دل کے پاس بیٹہی اختلاط کی باتین کر رہی تہی اثنائے گفتگو مین شہزادے کی نظر اوس مہر پر پڑی جو وہ ساحرہ اپنے ہاتہہ مین پہنے ہوئے تہی دیکہتے ہی سیمتن پری کے باتون کا خیال آیا جی مین کہنے لگا خیر سمجہونگا پہر آنکہہ بچاکر اور ایک بال اون بالون مین سے جو بازو پر بندہے ہوئے تہے نکال کر دونوطرف سے پکڑکے کہینچا کچہہ دیر نہ گذری ہوگی کہ سفید دیو ہزارون دیو ہمراہ لئے ہوئے آرام دل کے حضور مین حاضر ہوا آداب و تسلیمات بجا لایا اور شہزادے کو اس حال مین دیکہکر سخت متحیر ہوا گہبرایا ساحرہ دیوون کی شکل دیکہتے ہی بسرعت تمام حجرہ مین گئی اور غضبناک ہوکر ایک ٹہوکر زمین پر ماری زمین شق ہوگئی صدہا حبشی شمشیر برہنہ ہاتہون مین لئے غل مچاتے باہر نکلے دار وگیر کا ہنگامہ ہوا سب درہم وہ کارخانہ ہوا دونوطرف سے تلوارین چلنے لگین زمین سے خون کی ندیان اوبلنے لگین آرام دل نے سفید دیو سے کہا کہ کہڑا کیا دیکہتا ہے جا اوس مہری انگشتری اوس تجہہ سے چہین لا سفید دیو انگشتری کا نام سنتے ہی زرد ہوگیا خوف سے ہراسان ہوا بید کیطرح لرزان ہوا جی مین کہنے لگا بڑا غضب ہوا کہ انگشتری سلیمانی اوسکے ہاتہہ آئی اب مین شہزادے کی رہائی کی کیا تدبیر کرون سوچتے سوچتے ایک کشتی نظر آئی کہ زمین و آسمان کے بیچ مین گردش مین ہے یہہ دیکہتے ہی اوسکی طرف لپکا اور ایک ہی حملہ مین اوسکو اپنے قبضہ کر زمین پر لایا اوس کشتی مین ایک پنجرہ اور اوس پنجرہ مین ایک مینا بند تہی دیو اوس مینا کو نکال کر آرام دل کے پاس لایا اور کہا کہ حضور اس مینا کے جسم مین اس ساحرہ کی روح ہے اب اسے خوب تکلیف دیکر مار ڈالئے دل کا حوصلہ نکال لئے پہلے اسکا ایک بازو توڑئیے پہر دوسرا پہر ایک ٹانگ پہر دوسری ٹانگ پہر خوب زور سے اسکی گردن مروڑئیے غرض جیتا نہ چہوڑئیے آرام دل مینا کو ہاتہہ مین لیکر چاہتا تہا کہ پہلے بازو توڑے ساحرہ نے غل مچایا کہ او شہزادے دیکہہ کیا ستم کرتا ہے میرے احسان بہول گیا اور محسن کش تو میرے غضب سے نہین ڈرتا ہے **مصنف** ابہی تجہکو مزا چکہا دونگی خاک ہوجائیگا جلا دونگی ٭ سفید دیو نے جواب دیا کہ او بدبخت ننگ خاندان شہنشاہ قاف جو تم سبکا پیر و مرشد اور استاد ہے تو نہین جانتی کہ یہہ شہزادہ اوسکا داماد ہے بس خیر اسیمن ہے کہ وہ انگشتری لا ورنہ اپنی جان سے ہاتہہ اوٹہا ساحرہ نے کہا اچہا تو قسم کہا کہ انگشتری لیکے مینا کو چہوڑ دونگا دیو نے کہا مجہے خاک پاے سلیمان کی قسم اگر تو انگشتری دیگی تو مین بہی تیری مینا چہوڑ دونگا ورنہ پہر وہی قسم کہاتا ہون کہ مینا کو مار ڈالونگا اور اس شہر کو بیخ و بنیاد سے کہود کر ہوا پر اوڑا دونگا ساحرہ نے جب دیکہا کہ سوائے اطاعت کے اب کوئی چارہ نہین ناچار وہ انگشتری سفید دیو کے طرف پہینکی دیو نے جلدی سے شہزادی کی انگلی مین پہنا کر

یون عرض کی کہ خداوندا اب اس دنیا کو چہوڑ دیجئے اور مع الخیر بیابان کی تشریف لی چلیے آرام دل نے دنیا کو چہوڑ دیا
اور دروازہ کے باہر آکر شکر خدائے کریم بجا لایا پہر دیو کو رخصت کرکے کمر ہمت چست باندہی ملک جانان کی راہ لی
اور یہہ فرمایا **ذوق** رخصت اے زندان جنون زنجیر در کہڑکاے ہے ٭ مژدہ خار دشت پہر تلوا مرا
کہجلائے ہے ٭ مرے عشق سے جہو ملتا تہا خار بیابان ہر ہر گام پر قدم چومتا تہا جب کوئی کانٹا آبلہ پا مین چبہہ جاتا
تو ہنسکر فرماتا **خواجہ حیدر علی آتش** آبلے پاؤن کے کیا تو نے ہمارے توڑے ٭ خار صحرائے جنون عرش تیار
تو مرے ٭ دہوپ کی حدت تپ خرقت کی شدت اپنے حال زار پر رقت صدمہ دوری سے مرنیکی نوبت اسحال
مین جو مہر آرام جان کا خیال آتا تو جنون اور زیادہ ہوتا یہہ کہتا اور روتا **حضرت غالب** دیوانگی سے دوش پ
زنار بہی نہین ٭ یعنے ہماری جیب مین اک تار بہی نہین ٭ شوریدگی کے ہاتہہ سے ہے سر وبال دوش ٭ صحرا مین اے خدا
کوئی دیوار بہی نہین ٭ ملنا نہین اگر ترا آسان تو سہل ہے ٭ دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بہی نہین ٭ بے عشق عمر
کٹ نہین سکتی ہے اور یہان ٭ طاقت بقدر لذت آزار بہی نہین ٭ دل مین ہے یار کے صف مژگان سے روکشی
٭ حال آنکہ طاقت خلش خار بہی نہین ٭ اسی طرح ہزارون آفتین اور مصیبتین جہیلتا ہوا اور جان پر کہیلتا ہوا
چلا جاتا تہا فلک کے جور و ستم سے جب گہبراتا تہا تو یہہ اشعار زبان پر لاتا تہا **شیخ محمد ابراہیم ذوق** رکہہ
گلہ زبس اب اے چرخ نہ اتنا ہمکو ٭ ہم نے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو ٭ اور ہمدرد کہان ہو نہو اے حضرت دل ٭
درد اب تمکو ہمارا ہو تمہارا ہمکو ٭ ہر قدم پاؤن پہ ہر رکہتے ہین خار سر دشت ٭ اے جنون تو نے ہی کانٹون
مین گہسیٹا ہمکو ٭ دل مین تہے قطرۂ خون چند سو مانند حباب ٭ نہ رہے وہ بہی جب الفت نے نچوڑا ہمکو ٭ ہم
تبرک ہین بس اب کرلے زیارت مجنون ٭ مر پہ پہرتا ہے لئے آبلہ پا ہمکو ٭ ایکدن چلتے چلتے راہ کی ماندگی سے
عاجز آیا تاب و طاقت نے جواب دیا بہت گہبرایا ایک درخت سایہ دار نظر آیا شہزادے نے افتان و خیزان
بہر کیف اپنے تئین وہان تک پہونچایا بیتاب تو ہو ہی رہا تہا آتے ہی یہہ شعر پڑہا اور لب چشمہ گر پڑا **جرات** نزع
مین بہی تری صورت کو نہ دیکہا افسوس ٭ مرتے مرتے بہی نہ ارمان نظر کا نکلا ٭ محمود کہ انکی تلاش مین دیوانہ وار
دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ملک تبریز کی طرف چلا جاتا تہا حسن اتفاق سے اوس روز صحرائے پر فضا مین اوسکا بہی
گذر ہوا ملکہ **حسن افروز** کے جذب دل کا اثر ہوا محمود نے دور سے دیکہا کہ ایک شخص جور فلک ستم دیدہ سے
پائمال سرگردان پریشان خراب حال کسی کے فراق مین حالت تباہ کوئی سنگت ساتہہ نہ مگر بیکسی ہمراہ ٹہنڈی سی چہاؤن
پڑا سوتا ہے اوسکی بیکسی پر ہر برگ درخت کف افسوس مل مل روتا ہے قریب جو آیا شہزادۂ آرام دل کو پایا
مارے خوشی کے جامہ سے باہر نکل گیا قریب تہا کہ شادی مرگ ہو جائے مگر شہزادۂ آرام دل پروردۂ ناز
ونعم کی مصیبت اور بیکسی کا خیال کرکے غمگین ہوا اور سنبہل گیا پہر جلدی سے پانی کا چہینٹا دے کر ہوش مین
لایا شہزادے نے محمود کو جو اپنے بالین پر بیٹہے دیکہا سمجہا کہ شاید مین خواب دیکہتا ہون محمود کے گلے لگ کر
خوب رویا اور کہا کہ اے محمود حسن دل سے تو مر گیا مجہے زندہ در گور کیا محمود نے کہا جناب عالی

مین زندہ ہون اور ویساہی بندہ ہون آپ مجہے مردہ بناتی ہین حالم خواب نہین یہہ بیداری ہی یہہ کیا کلمہ زبان مبارک
سے فرماتے ہین آرام دل یہہ سنتے ہی گبہراکر اوٹہہ بیہا اور ہاے محمود کہکر لپٹ گیا دیر تک روتا رہا اشکون سے
منہ دہوتا رہا آخر محمود نے کہا حضور بہر خدا آپ چپ رہئے میری سنئے اور اپنی کہئے آرام دل نے کہا تسکین
جسکا رفیق جس سے جدا ہو گیا ہو یار ؛ وہ اپنی بیکسی پر گر روے تو کیا کرے ؛ محمود نے کہا خدا حضور کو تا قیامت سلامت
رکہے یہہ بجا ہے مگر خدا کے فضل سے خاکسار اب تو زندہ ملا پہر اب کس بات کا گلا شہزادے نے فرمایا حضرت غالب نے گو کوئی
تا قیامت سلامت ؛ پہر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت ؛ جگر کو مرے عشق خونابہ مشرب ؛ لکہے ہے خداوند نعمت
سلامت ؛ غرض آرام دل نے محمود سے اپنا حال پر رنج و ملال بیان کیا پہر محمود نے اپنا قصہ پر غصہ عیان کیا
اور کہا کہ جس کے واسطے آپ ایسے بیقرار ہین جس بیوفا کے آپ عاشق زار ہین شوق جس کا رہ رہ کے دہیان آتا ہی ؛
جس پہ دم دشمنون کا جاتا ہے ؛ کہاتے ہین پیتے ہین نہ سوتے ہین ؛ واسطے جس کے روز روتے ہین ؛ اوسے
حضور کے احوال سے آگاہ کیا اوسنے تو سن کے کچہہ التفات نہ کیا اور اپنے ادنے غلامون کے برابر ہی سمجہا
آرام دل یہہ سنکر خاموش رہا پہر کچہہ سوچ کر کہنے لگا جرائت اس دل سے جو ملا نہ دل اوس رشک ماہ کا ؛
ہے یہہ قصور اپنے ہی بخت سیاہ کا ؛ یہہ کہتے ہی آنسو نکل پڑے رونے لگا رستہ تصور یار مین گوہر شک
پرونے لگا محمود نے کہا حضور سمجہنا تو درکنار آپ کی شان مین بڑی بڑی گستاخیان لین ہین بلکہ چند سطرین بہی
مجہے لکہکر دی ہین اور کہا ہے کہ جہان کہین اوس اجل گرفتہ کو پانا تو یہہ پرچہ دکہانا یہہ کہکر نامہ شہزادے کے
ہاتہہ مین دیا آرام دل نے کہا ع ہرچہ از دوست میرسد نیکو است ؛ پہر پوچہا یہہ خود اوس کافر ادا نے
لکہا ہے یا دوسرے سے لکہوایا محمود نے کہا حضور اپنے ہاتہہ سے تحریر فرمایا ہے دیکہئے تو کیسا کیسا رنگ کہلایا ہے
آرام دل نے کہا خیر جو کچہہ ہو سو ہو شفیق اسکو ہی ہم ہزار سمجہتے ہین مغتنم ؛ آتے ہین اوسکے خط جو شکایت
بہرے ہوے ؛ اور اے محمود لا ادری ہاتہہ کا اوسکے خط لکہا لایا ؛ تیرے قاصد مین ہاتہہ کے صدقے ؛
یہہ کہکر نامہ لیا پہلے سات بار تصدق ہوا پہر بوسہ لیکر بصد ذوق و شوق کہولا نسیم گو سرمہ خموشی نے کہلایا
تحریر کو آنکہون سے لگایا ؛ قاصد سے کلام لطف بولا ؛ خط صورت چشم شوق کہولا ؛ وہ نامہ کہ عنبرین
رقم تہا ؛ قسمت کا نوشتہ یک قلم تہا ؛ تحریر تہی سرگذشت ساری ؛ کچہہ یاس تہی کچہہ امیدواری ؛
نامۂ شوقیہ دیکہتے ہی ایسا ہنسا کہ رونا آگیا اتنی خوشی ہوئی کہ پیرہن مین نہ سمایا لفظ لفظ پڑہ کر اوسکی ہوائے
شوق مین اپنی ورق دل کو برباد کیا آنکہون سے خون رو رو کے اوسکے حرف حرف پر صاد کیا اس چہیڑ چہاڑ مین زخم ہجر
آل ہوا شراب محبت دو آتشہ ہوئی نشہ اور دوبالا ہوا پہلے ایک ہی جان سے چاہتا تہا اب ہزار جان سے نثار کرنے لگا
جان و دل دونون نثار کرنے لگا الفت مین وہ مزا پایا کہ یہہ شعر برجستہ زبان پر آیا صفیر عشق کے فعل میں جو ہمنے مزا
پایا ہے ؛ دل تو کیا جان ہی کرتا ہون فداے الفت ؛ خنجر عشق زخم دل پر کاری لگا زخم دامن دار ہو گیا مرغ بسمل کی
طرح بیقرار ہو گیا ؛ فیض سے نمک چہڑکا کیا اچہا ہوا ؛ فیض ؛ دہان زخم اب تک بے مزا تہا ؛ پہر تو محمود نے سبب

... بیان کی اور وہ پہر ملکہ کی تسلی دی اور کہا
کہ آج حضور اسی جا بسر کرین انشاءاللہ تعالی کل صبح کو پہر عزم سفر کرین آرام دل کو ہر چند سیماب وار قرار نہ تہا
مگر اپنی ضد سے کئی مرتبہ دہوکا کہا چکا تہا بڑی زک اوٹہا چکا تہا محمود کے کہنے کو عمل مین لایا اور اوس شب وہین بستر لگایا شب کو
یاد دلدار ستانے لگی چاندنی رات رولانے لگی بیقراری جو سوا ہوئی تو اس شعر سے زبان آشنا ہوئی **صفیر بلگرامی** شب فرقت

مین نہین مجہپہ ہے شبنم پڑتی ٭ روتے ہین حال دل زار پہ تاری وریا ٭

ملک فارس مین پہونچنا آرام دل کا اور باغ حیات بخش مین جانا ملکہ حسن افروز خوش شمائل کا

پہول سے لبریز بہر کر ساقیا ٭ بادہ گلرنگ کا ساغر پلا ٭ دیکہہ پہر باغ معانی کی بہار ٭ عاشق و معشوق مین بوس و کنار ٭ زبان راقم ان کیفیت گلزار اور خامہ منشیان جادو نگار سے زمین قرطاس پر یون پہول جہڑتے ہین کہ جب ابد شب زندہ دار ماہتاب تسبیح کہکشان ہاتہہ مین لیکر حجرۂ مغرب مین در آیا اور نگار آتشین رخ بمہر آفتاب نے پردۂ مشرق سے چہرۂ انور دکہایا شہزادے نے کمر ہمت چست باندہی اور محمود کے ہمراہ نکلا ہر روز منزلین طے کرتا بلبل وار اوس گل گلستان رعنائی کا دم بہرتا چلا جاتا تہا بارے چند روز مین ملک فارس مین داخل ہوا تمنائے خاطر بر آئی مقصد دل حاصل ہوا آرام دل نے پوچہا یہہ کون مقام ہے محمود نے کہا ملک دارام ہے شہزادے نے فرمایا **مصنف** بخت اسعد کو جو دلدار مین لایا مجہے ٭ بعد مدت یہان تلک گردون نے پہونچایا مجہے ٭ اور کہا اے محمود للہ اب دیر نہ لگا جلد مجہے آرام جان سے ملا محمود نے عرض کی کہ حضور اس قدر جلدی نہ فرمائیے ذرا دم لیجئے ٹہہر جائیے پہر محمود شہزادے کو اپنے مکان مین لیگیا سامان ضیافت کیا اور بہت سی قدر و منزلت کر کے مدارات مین مصروف ہوا اب یہان سے کچہہ حال ملکہ جگر افگار کا گوش کیجئے اور سب فراموش کیجئے کہ ایک روز ملکہ حسن افروز کو فراق دلدار مین غفلت جو آگئی عالم خواب مین دیکہا کہ آرام دل تنہا دشت خوفناک مین ایک درخت کے نیچے پڑا زار زار رو رہا ہے یہہ کہتا ہے اور درد دل سے بیقرار ہو رہا ہے **جرائت** نزع مین بہی تری صورت کو دیکہا افسوس ٭ مرتے مرتے بہی نہ ارمان نظر کا نکلا ٭ یہہ خواب پریشان اور احوال بیتابی جانان دیکہکر یکایک چونک پڑی گہبرا کر اوٹہہ بیٹہی دیر تک زاویہ نشین رنج و محن رہی بحر تفکر مین غوطہ زن رہی پہر بیقرار ہو کر اور رو کر مانی سے کہنے لگی کہ مانی وہ رشک مسیحا کب آئے گا ہم تمام ہو جائینگے جب آئیگا ع بس از ان کہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد ٭ وہ بولی بی بی صبر کر جندے اور دل پر جبر کرو ع صبر تلخ ست و لیکن بر شیرین دارد ٭ ملکہ نے کہا یہان تو ہر دم نفس واپسین ہے ہائے افسوس تسلی خاطر کی کوئی صورت نہین ہے **حضرت غالب** کوئی امید بر نہین آتی ٭ کوئی صورت نظر نہین آتی ٭ آگے آتی تہی حال دل پہ ہنسی ٭ اب کسی بات پر نہین آتی ٭ مرتے ہین آرزو مین مرنے کے ٭ موت آتی ہے پر نہین آتی ٭ غرض مدام اوس ناکام کو آہ و نالہ سے کام تہا سوائے مانی اور قمر النسا کے کسی سے گفتگو تہی نہ کلام **نظیر اکبر آبادی** کوئی کچہہ پوچہے تو منہ دیکہہ کے چپ رہ جانا

نہ تکلم نہ اشارت نہ حکایت نہ سخن ٭ اوس دن قریب شام قمر النسا نے آکر کہا کہ بیگم سوتی ہو یا حسب معمول روتی
ہو ملکہ نے کہا جرائت خیال خواب کہان سوز غم سے جلتے ہین ٭ تمام رات پڑے کروٹین بدلتے ہین ٭ قمر النسا
نے کہا حضور خدا آپکا غم والم دور کرے خاطر اندوہ ماثر مسرور کرے آج مین باغ حیات بخش مین گئی تھی سبحان اللہ
عجب تیاری ہے ہر روش پر گلگشت باد بہاری ہے حضور بہی آج اوس باغ کو اپنی قدوم میمنت لزوم سے
رشک گلستان ارم فرمائیے گل و بوٹہ کی سیر سے دو گہڑی جی بہلائیے ملکہ نے فرمایا مجہے معاف کرو ہمین پڑا رہنے دو
رنلد تکلیف سیر باغ نہ دو دل گرفتہ ہون ٭ طبع شگفتہ چاہیئے گلزار کے لئے ٭ قمر النسا نے کہا حضور خدا کی واسطے چلئے
اگر آپکا دل نہین چاہتا تو میری ہی خاطر کیجئے ملکہ حسن افروز کہ قمر النسا کو دل سے پیار کرتی تہی اوسکی خاطر
سے اوٹہی اور عجب ناز و انداز سے قمر النسا کے کاندہے پر ہاتہہ رکہکر حیات بخش کی سیر کے واسطے چلی دو چار قدم گئی
ہوگی کہ اتنی ہی حرکت سے رگ رگ سنسنا گئی ضعف کی سبب سر سے پاؤن تک پسینے مین نہا گئی یہہ حال جو دیکہا
ہنسکر فرمایا میر گرہی ضعف ہے تو حضرت دل ٭ ہو گئے آخر بس ایک آہ مین تم ٭ غرض وہ باغ متصل خاص
محل تہا وہانتک جانا بہت سہل تہا بہزار خرابی و دشواری باغ مین داخل ہوئی قمر النسا کو مسرت حاصل ہوئی
لا اعلم صحن گلشن مین جب خرام کیا ٭ سرو آزاد کو غلام کیا ٭ ملکہ نے باغ حیات بخش کی طیاری دیکہی فراق یار
مین روح تن سی جدا ہونے لگی گل و بلبل کے وصل سے مہاجرت دلدار مین شبنم وار زار زار رونے لگی سرو دلجو کو دیکہا
قد جاناکی یاد مین بار غم سے پشت دوتا ہو گئی سنبل زار کو پریشان دیکہکر یاد کاکل یار جان بلا ہو گئی نظارہ نرگس شہلا سے
چشم جانان کے تصور مین آنکہون مین آنسو بہر لائی سمن سیمتین بدل کو دیکہا اپنی سیمتن کے جسم صفائی یاد آئی لالہ کی دیکہے
ولولہ عشق اور بڑہا داغ جنون چمکا ایک آسینہ سوزان سے بہری اور یہہ مطلع پڑہا سودا اے لالہ گو فلک نے دئے تجکو
چار داغ ٭ سینہ مرا سراہ کہ اک دل ہزار داغ ٭ قدم اوٹہاتی تہی زمین پاؤن پکڑتی تہی سنبل زار کی شوخی پر زلف مسلسل
پریشان تہی بگڑتی تہی سوسن صد زبان کی غمازی اور بدزبانی سے کچہہ زبان پر نہ لا سکتی تہی صورت تصویر خاموش
ایک ایک منہ تکتی تہی تاک انگور کو دیکہتے ہی یاد چشم میگون جانان مین آنکہین چڑہ گئین نشۂ عیش پرن ہو جو سخن
ہوتا ہہکا ہوا سخن ہوتا القصہ اسی حال سے خواصون اور سہیلیون کے بیچ مین ہر سو وحشیون کی طرح نظر کرتی ٹہنڈے
ٹہنڈے سانس بہرتی تخت الماس پر جو بر لب نہر موتی محل کے سامنے بچہا ہوا تہا شامیانہ سرخ اطلس کا اوسپر کہچا
ہوا تہا آکر جلوس فرمایا سامنے مینا بازار نظر آیا کہ نہر کے کنارے صد ہا عورتین دکانین صرافی اور بزازی اور جواہر و میوہ فروشی
کی آراستہ کی ہین سودے والیان زر و جواہر اور پوشاک پر تکلف سے اپنے جسم کو پیراستہ کئے ہین جواہر فروش
پر عجب جوبن ہی کہ کان جواہر سارا بدن ہے بال بال مین موتی پروئے ہین ید قدرت کی دہوئے ہین دانت سلک مروارید
ہین چشم و گوش کہ ایسے کہ دید ہین نہ شنید ہین رنگ رخسار لعل بدخشان ہین لب یاقوت ہین ہاتہہ شاخ مرجان ہین حلقہ کف دست
بسان الماس صاف اور خوشنما ہی مینائے سنا کی ڈاک سے اور ہی لطف پیدا ہے کلائی صاف ہیرے کی پیڑی ہی چہرہ الوان
مین کندن کی ہے مسی مالیدہ لب نیلم ہین زمرد کے بندے اینٹون مین پڑے ہین آئینۂ رخسار مین سبزی کی دمک ہے

حقہ لعل رعنائی پستان ہین یا شمشاد قد مین دو انار صفہان ہین دہکدہکی عاشقون کی دلاویز ہی ناف شکم گرداب
بلا ہے کمر بحر حسن مین موج خیز ہے سونے کا پلنگ بچہا ہوا ہے مسند تکیہ لگائے جواہرات بیش بہا جن کی تلاش مین جوئندہ کا
دل بہا بہا پہرتا ہے کنتیونمین چنی ہوئے بیٹہی ہین خریدارون کو دیتی ہین بیچتی کیا ہین گویا دل عاشقون کا مول لیتی ہین بزاز
پیشہ والیان بصد تکلف فرش اطلس پہ انواع انواع طرح کے تہان جامدانی کامدانی حریر و کتان لیے ہوئی اپنا اپنا ناز کیے ہوے
بیٹہی ہین اونکا دیدار گویا نین سکہہ ہے آنکہین سکہہ پاتی ہین راحتین ہاتہہ آتی ہین کہین بنگ کہین ڈہوریا کہین بک ہی اون پہو لگی
رخسارون پر طبل چشم حیران ہے تافتہ حواس باختہ ہے دل ہوس پریشان ہی تیر مژگان جگر کے پار ہو لیے کو لیس ہین چہرہ پر
بکہرے ہوئے گیس ہین تیغ ابرو نگاہ جادو قتل عشاق کے سب سامان درپیش ہین آنکہین ایسی کہ جنکے تصور مین کمخواب کی
ہمہ تن زیب کیئے بیٹہی ہین جسم کی صفائی پر نظر کف افسوس ململ رہجائے دست رنگین اطلس سرخ کا ایک نمونہ ہی بازار
حسن کا ہر گہڑی حسن دونا ہے **میوہ فروش** اور مالنین وضیع و شریف اشیاے لطیف لطیف دکان لطافت
مین لیے بیٹہی ہین خریداری کا بازار گرم ہے کشمش کے خریدارون کی کثرت سی کشمکش ہے جلغوزون کا انبار کیئی بیٹہی ہین
حسن مین لاثانی ہین خریدار بر دانے ہین رنگ رخ گویا انار کے دانے ہین آپسمین بولتی ہین کہ نئی میوونکی کشتیان
ایکے خوب آئی ہین زلفین خریدارون کے دلون کے دام ہین آنکہین شہلا سیاہ دو بادام ہین نہال قد مین خار
گلزار حسن پیچ دو سیب ہین دور کنندہ آسیب ہین جنکی خواہش ہین دل ناشکیب ہین وہ سیب کیا ہین ملذذ سیب ذقن
ہے مسی کی اوداہٹ سی جامن شرمندہ ہے مولسری دہن ہے پستان سخت ولایتی انار ہین یا پیوندی آم کے درخت
مین خام دو کیریان ہین یا دو رنگترے مزیدار ہین ناف چرخ شکم پر قطب تارا ہے خریدار بہت ہین کیا کریکہ تحمل خرما
مین ایک ہی چہوارا ہے انگور کی قطیان سامنے رکہی ہین ہر ایک ناز و ادا مین بیباک ہی اکیلے دو کیلے کو بہاتی ہے
مدام کیلے کی تاک ہے وہ نہر کیا تہی گویا تختہ بلور تہی بلکہ سراسر نور تہی اندر سے باہر تک بالکل فرش سنگ مرمر کا تہا
کی تحریر اور گل بوٹے کی ساخت سی رشک گلزار جہان جا بجا نیلم پکہراج عقیق یمنی جڑا ہوا پانی اوس مین ایسا
روان جس طرح تختہ بلور پر فرش آب روان اوسی مین منقش کترا ہوا تمام جسطرح آب روان پر کامدانی کا کام ٹانی
اوسکا آبداری مین گوہر خوش آب بلکہ گوہر بہی بے آب خوشبو مین بہ از گلاب اوس مین مچہلیان سرخ و زرد نایاب جنکی
دیکہنے سے مرغ دل سیخ آہ پر کباب جانور آبی ہر ایک لاجواب کہین بط کہین مرغابی کہین سرخاب مثل پستان دوشیزہ
ہر ایک حباب بغیرت زلف خوبان جہان اوسکی امواج کا پیچ و تاب شہزادے کی آمد آمد کی خبر سنکر مالنون نے دستہ دستہ گلدستہ
لا کر لب نہر دونون طرف چن دیئے داروغۂ باغ نے صد ہا خوان میوجات بطور ڈالی کے لگا کر اور انواع انواع طرح کی گلدستی
گل زعفران اور کیتکی اور مدن بان سے بنا کر ملکہ **حسن افروز** کے نذر کئے اور مرغان خوش الحان شاما دہیڑ بیا
لال بلبل ہزار داستان طوطی شیرین مقام کو مہندی کے برجون پر بند ہی کہولے اونکی نواسنجی او خوش بیانی نے
ہر ایک کو بیچین کر دیا ایسی بولے کوے اوڑکر سرو پر جا بیٹہے کسیلے شمشاد گلی لگایا کوئی زعفران کے تختہ مین جا کر ہنسی کے
مارے پہڑکنے لگا کسی کا دل خوف باغبان او بیم صیاد سے دہڑکنے لگا کوئی نہر کے کنارے بال و پر کہول کر نہانے لگا کوئی مچہلی کے

صید کو نہر مین غوطہ لگانے لگا بلبل نے عجب عجب حرکتین کین کہ پہلے چند صدائین دین پہر ہائے گل کہکر شاخ گل پر
جا بیٹہا گلچین کو دیکہکر خار کہا بیٹہا آہ و فغان کرنے لگا اوسی کا دم بہرنے لگا کبہی باواز بلند یہہ مطلع شیخ ناسخ
بلبل ہون بوستان جناب امیر کا ٭ روح القدس ہے نام مرے ہمصفیر کا ٭ کبہی بادل دردمند یہہ مطلع رند کا پرہتا رند
منقار سے ہزار مشقت سے پر کہلے ٭ یارب نہ یہہ خبر مرے صیاد پر کہلے ٭ کبہی غنچہ کے تصدق ہوتا اور مست ہو کر زمین پر گر
پڑتا کبہی پہر اوڑکر ادہر جاتا نسیم کے جہوکون سے بار جو پتا تو صبا سے پر کہول کر دو دو چونچین لڑتا کبہی قابو پاکر گل کا بوسہ
لیتا خوش ہو کر دم بہرتا اور پکار پکار کے یہہ دعائین دیتا مصنف بہر گیا ہے گل امید سے دامن اپنا ٭ باغبان تجہکو
مبارک رہے گلشن اپنا ٭ ملکہ حسن افروز یہہ کیفیت ملاحظہ کر رہی تہی مگر کیا مقدور کہ چہرہ پر ذرا بشاشت کا نام ہو اور
دلسے دور رنج و الام ہو وہی ہر دم اشک جاری اور بیخودی کا عالم طاری کبہی کچہہ جی مین آیا تو اوسی بلبل سے مخاطب
ہو کر فرمایا رند آعندلیب مل کے کرین آہ و زاریان ٭ تو ہائے گل پکار مین چلاؤن ہائے دل ٭ ورنہ
کچہہ اسکی بہی پروا نہین لب سخن سے مطلق آشنا نہین ٭

داستان دعوت وصال طالب و مطلوب آرام دل کا موتی محل مین جانا اور ملاقات ملکہ خوش صفات پری لقا یعنے ملکہ حسن افروز حور شمائل سے لطف اوٹہانا ٭

لا بہر کے ساقیا کوئی پیالہ شراب کا ٭ روز وصال مین نہین موقع حجاب کا ٭ مین بادہ خوار تشنہ ہون ساقی شراب
دے ٭ زاہد تو ہی بلا کہ عمل ہے ثواب کا ٭ مضمون وصل اس مین رقم ہے تو چاہئے ٭ چہپان ہو اب ہر ایک ورق
اس کتاب کا ٭ محرران داستان مرغوب و راقمان حال وصال طالب و مطلوب کیفیت قران السعدین یون لکہتے ہین کہ جب
آفتاب سوختہ آتش با جگر کباب غمکدۂ مغرب مین گیا اور ماہتاب اپنی محبوبہ مشتری کو لیکر حجرۂ مشرق سے برآمد ہوا
ملکہ حسن افروز وہان سے اوٹہکر بادل داغدار زار زار روتی ہوئی موتی محل مین تشریف لائی اور آتے ہی غش کہا کر
چہپرکہٹ مین گر پڑی قمر النسا اور خواصون نے جلد جلد گلاب کیوڑہ چہڑک کر اوٹہایا جب کچہہ ہوش آیا تو فرمایا مصنف
عاشق کا دل زار ستانا نہین اچہا ٭ اے ہمنفسو مجہکو جگانا نہین اچہا ٭ قمر النسا نے عرض کی حضور گلزار کی بہار
اور روشنی کی کیفیت تو اب دیکہنے کے قابل ہے آپ دردلکو سنبہالئے اس رنج و الم سے کیا حاصل ہے غرض قمر النسا
نے شہزادی کا ہاتہہ پکڑ کے اوٹہایا اور برآمدے مین کرسی جواہر نگار پر لا بٹہایا موتی محل عجب تکلف کا مکان تیار کیا
تہا اوسمین بجائے سنگ لعل بدخشان یاقوت کی اینٹین لکڑی کی جگہہ شاخ مرجان بجائے آہن سیم اور سیم طلائی
ملمع تہا سارا مکان مرصع تہا جا بجا خوشہ ہائے دردانہ لٹکے تہے استرکاری زمین مین اوسی کے چونے کی تہی
در یکتا سفال کے بدلے ٹہوکرین کہایا کرتے تہے اسی واسطے موتی محل نام تہا واقعی اسم بامسمی تہا شام ہوتے ہی
روشنی کا ٹہاٹ ہوا دشمنون کا دل اوچاٹ ہوا ادہر ماہ تابان فلک پر نمایان ہوا ادہر لب نہر اور ہر روش پر
جہاڑ اور اینٹین قد آدم دو دو چار چار قدم پر نصب تہین روشن ہوئین ہر درخت فیضان روشنی سے سرو چراغان

ہوا ہر شجر ملکہ تمام باغ چراغ کی روشنی سے کرۂ نور ہو گیا شہزادی کا جمال جہان آرا ایک عالم کو تجلی طور ہو گیا روشنی
کی کیفیت دیکھکر غنچہ و گل فرط انبساط سے پھول گئے مرغان آبی تڑپ کر باہر نکل آئے پرند جانور درختون پر بسیرا لینا
بھول گئے قمر النسا نے محل مین سامان جشن کیا فراشون نے سقفی اور فرشی جھاڑون مین شمعہائے کافوری کو روشن کیا
رنگینی شیشہ آلات سے تمام انجمن کو گلشن کیا تمام جھاڑ کنول جہابی ہانڈیون اور مردنگیون مین خدا جھوٹ نہ بلائے تو پانچ لاکھہ
شمعین روشن ہوئین قد آدم آئینون مین تختہ لالہ پھولا مرغ نگاہ اوس محفل مین آکر پرواز بھولا اہل حرفہ سب کام
چھوڑ کر اوسی طرف دیکھنے لگے شہر والون کو دھوکا ہوا کہ موتی محل مین آگ لگی تماشائی متحیر ہوئے باشندگان دہلی کو پھول والون
کی سیر یاد آئی خوشی سے پھول گئے اہل لکھنؤ ایسے محو ہوئے کہ حسین آباد کی روشنی بھول گئے اوس روشنی کے آگے چاند
ماند ہوا کہ چمک دمک کی سب حقیقت گرد ہو گئی گرمی شعلہ کے حضور چاندنی پر اوس پڑی اوس پر چاندنی سرد
ہو گئی پروانون کے بجھے باہر ہی باہر پر جلے شمع تک نہ رسائی ہوئی سمندر گھبرا کر نہر مین ڈوب گیا کیا قدرت کبریائی ہوئی
اس عرصہ مین کسی نے خبر دی کہ محمود حاضر ہے یہہ سنتے ہی حسن افروز کا فرط سرور سے کلیجا پھٹنے لگا گھبراہٹ
سے دم اولٹنے لگا قمر النسا سے فرمایا بیساختہ زبان پر آیا کہ ارے خدا کے لئے لوگون نے غل کیون مچایا ہے
میرا مغز کہایا ہے خیر تم اس شر کو یہان سے رفع کرو مجھے خفقان ہوتا ہے للہ ان سب کو یہان سے دفع کرو
قمر النسا بس کہ ذی شعور تھی کنوارپنا تھی مگر بہت دور تھی ایمائے ملکہ سمجھہ گئی خواصون کو نکال دیا ہر ایک کو
ہر بہانے سے ٹال دیا جب قمر النسا اور فقط ایک خواص ملکہ کے پاس رہی اوس پر بھی ملکہ بے حواس رہی آتش
عشق سینہ مین بھڑک رہی تھی عندلیب روح قفس تن مین پھڑک رہی تھی زار زار آنکھون سے آنسو جاری تھے
سکتہ کا عالم ہجوم اندوہ و الم سے ساکت دم تھا کبھی امید وصال تھی کبھی یاس ہجر اوداس طبیعت پر ملال
حال پریشان تھا اور جوش جنون مین یہہ شعر ورد زبان تھا **حضرت غالب مدظلہ العالی** کہتے
تو ہو تم سب کہ بت غالیہ مو آئے ؛ یک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ وہ آئے پہلے تو بہت ضبط کیا مگر نہ سنبھلی
غش آگیا بیٹھے بیٹھے گر پڑی بدن سنسنا گیا اس عرصہ مین **آرام دل** محل مین تشریف لایا قمر النسا نے
صورت دیکھتے ہی درود پڑھا صل علے زبان پر آیا **آرام دل** اپنے آرام دل کا یہہ حال دیکھکر ہزار جان سے
نثار ہوا فرط محبت سے بیقرار ہوا اور دوڑ کر ملکہ کے قدمون پر گر پڑا تلوون سے آنکھین ملنے لگا روتے روتے
ہچکی بندھ گئی دم سا نکلنے لگا سبحان اللہ کیا محل اور کیا وقت ہے گل و بلبل کا وصال ہے نرگس چشم عاشق زار
پائے نازک دلدار سے پامال ہے مگر عاشق کی جان کو یہی سخت عذاب ہے کہ نہ ہجر مین چین نہ وصل مین آرام آغاز کا
تو یہہ انجام ہوا اب دیکھئے کیا ہو غرض عاشق کی مٹی خراب ہے سر معشوق پائے عاشق پر دیکھا عاشق نے ترک ادب جانا
شہزادی کے دل مین چٹکی لی چونکایا ملکہ **حسن افروز** کو ہوش آیا سر جو اوپر اوٹھایا سر دلدار اپنے پاؤن پر پایا
آہستہ سے بلائین لین اور اوٹھکر مسند پر ہو بیٹھی از سر نو دل جگر سے ہاتھہ دہو بیٹھی **شعر** عشق
[illegible]

قمر النسا نے آرام دل کو لخلخہ سنگہایا بارے ہوش مین آیا اوٹھ بیٹھا مگر اوس گل گلستان رعنائی غنچہ سربستہ
بوستان زیبائی کو دیکھکر مثل تصویر بحیس و حرکت ہو گیا شبنم زلف معنبر سے مست ہوا چشم میگون کی دید سی سرشار ہوا
خمار بادۂ جنون کا اوتار ہوا **مصنف** زہر حرتا صید بلا ہو گیا ❊ دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا ❊ ملکہ **حسن افروز**
نے کہا کیون صاحب آپ کون تہی جو پرائے مکان مین بے اجازت تشریف لائی ہمکو آپنے کیا سمجھا جو بے تکلف چلی آئے
آرام دل نے کہا کہ میری جان کس دل سے کہتی ہو کس سے کہتی ہو گیا اپنے آرام دل سے کہتی ہو اتنا کہکر ضبط نکر سکا
پہر قدم گر پڑا ملکہ **حسن افروز** بہی بیخود ہو گئی ہم آغوش ہو کر رونے لگی پیرہن یار آنسوؤن سی بہگونے لگی ایسی روئی
کہ ناتوانی سے غش آگیا **مصنف** واہ رے عشق خوب کام کیا ❊ دو ہی باتون مین بس تمام کیا ❊ قمر النسا حال
دونون عاشق بیقرار کا دیکہکر بیتاب ہو گئی دل بہر آیا زار زار رونے لگی دونون عاشقان صادق کے گرد پہر پہر کی نثار
ہونے لگی دیر تک یہی حالت طاری رہی سب کو بیقراری رہی آخر قمر النسا نے اپنی آنکھون سے آنسو پونچھکر دونو شیفتہ
بیکدگر عاشقان سوختہ جگر پر گلاب چہر کا کیوڑے کا چھینٹا دیا اوسکی زلف کی بو اوسے سنگہائی اوسکی کاکل اوسکے
رخ پر گرائی دونون نے لخلخون کا کام کیا آرام دل کو ہوش آیا یہہ شعر زبان پر لایا **لا اعلم فرد** للہ الحمد ہر آن چیز
کہ خاطر میخواست ❊ آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید ❊ ملکہ حسن افروز نے بہی آنکھہ کہولی اور بیقرار ہو کر بولی شعر مستانہ
مجھے دل کہول کر رو لینے دو ❊ ہے مسیحا تو یہان جی مجھی کہو لینے دو ❊ **قمر النسا** نے کہا بیگم خدا کے واسطے رونا
موقوف کرو بس خوشی کا رونا رو چکین اب زخم دل مرہم وصال سے بہرو آرام دل نے کہا اے صاحب جو رو دو تو
ہمارا ہی حلوا کہا تہا ہمارے لہو کی قسم ہمین کو بیٹو جواب کچھہ غم و الم خاطر مین لاؤ غرض بہزار دشواری **آرام دل**
اور **قمر النسا** نے ہاتھہ پکڑ کے اوٹھایا طاقت جسم مین کہان تہی گاؤ تکیہ سے لگا کر بٹھایا آرام دل نے ملکہ کے
دل بہلانے کے لئے اپنا قصہ آغاز کیا پہلے تذکرہ وفاداری محمود جانباز کیا پہر از تاریخ روانگی وطن تا روز ملاقات
تمام سرگذشت رنج و محن ملک اراب مین پریون کا لیجانا اور حال شادی کا صنوبر شہزادی کی پہر اوسی بیابان
مین آنا پہر ملکہ سیمتن پری کی ملاقات پہر اوس ساحرہ کے ساتھہ گذری ہوئی واردات سب بیان کی قمر النسا نے
کہا بس حضور اب ان باتون کا کیا مذکور ہے **مثل** بر گذشتہ صلوات یہہ کہئے کہ خدا نے بڑی مشکل آسان کی ملکہ
حسن افروز پہلے تو چپکی بیٹہی سنا کی پہر قمر النسا سے کہنے لگی کہ ابہی مشکل کہان آسان ہوئی ابہی تو دل کو بڑا قلق
ہے کہ وہان کا تعلق لاحق ہے دو دو سے دار و مدار مین باہم شادی کے اقرار مین واللہ ایسا ہی بیوقوف دنیا
مین کوئی نہو گا کہ والدین نے جو شادی نہ کی تو گہبرا کر اپنا ملک چہوڑا انہین ہی کا بیان ہے کہ کیسی کیسی ذلت اوٹہائی
صدمے کہینچے محنت اوٹہائی سلسلۂ الفت رشتۂ یگانگت سب سے توڑا خوبرویون سے اخلاص جوڑا پہر
جو خدا نے شادی کا سامان کیا تو صنوبر کے آشنائی کی خبر سنکر جل گئی جامہ سے باہر نکل گئی اوس بیچارے
کیسا کیسا گمان کیا وہان سے تو زرد رو آئے پری کو جو دیکہا سایہ ہو گیا دیوانی بن گئی اوس سے منہ کالا کیا جہان
کی خاک چہان کے اب یہان سرخ رو آئے بہلا پہر ایسون سے دل لگانا اپنا اچہا بہلا جی گنوانا گر بانا آپ کو

بیٹھے بٹھلائے جنجال مین پہنسانا کرہی اوٹھانا کیا ہی جب اوردن سی بیوفائی کی تو ہمین آپ سی کیا امید وفا ہے
بس صاحب میرا سلام ہے آپ کا تو یہی کلام ہے اب آپ ہماری صحبت کی لائق نہین معلوم ہوا اوٹھائی گیری مین
عاشق نہین اپنے مطلب کے آشنا ہین ناحق وفا کا نام بدنام کرتے پہرتے ہین حقیقتاً بیوفا ہین دغابازی آپکا کام
ہے عاشقی معشوقی کسکا نام ہے آپ کو صنوبر شہزادی مبارک ہو سیمتن پری کے شادی مبارک ہو مین بیچاری مصیبت
کی ماری بے بساط دور از نشاط و انبساط دل تنگ بدرنگ پہکتے پہنچے کیا جانون وہ جلک سلامت رہی اب تو
نو بارہ ہین دس نہین اٹھارہ ہین بہلا اب مین کس گنتی مین ہون یہہ چالین میری بلا جانی اوس سے کہو جو سچ مانے
مردون کے کلام بیڈھب ہین ؎ بیوفا او مفتری سب ہین ؎ **آرام دل** نے دیکہا کہ بڑا غضب ہوا یہہ قصہ
بیڈھب ہوا **رند** نظر آتا ہی وہ بیزار خدا خیر کرے ؎ پہر گئی پہر نظر یار خدا خیر کرے ؎ کہنے لگا صاحب **حضرت غالب** عشق مجھکو
نہین وحشت ہی سہی ؎ میری وحشت تری شہرت ہی سہی ؎ قطع کیجے نہ تعلق ہمسے ؎ کچھہ نہین ہے تو عداوت ہی سہی ؎ ہم
کوئی ترک وفا کرتے ہین ؎ نہ سہی عشق مصیبت ہی سہی ؎ ہم بہی تسلیم کی خو ڈالینگے ؎ بے نیازی تری عادت ہی سہی ؎
پہر عرض کی کہ صاحب بہلا دیکہو تو ہمنے تمہاری جستجو مین کو بکو خاک چہانی سب لوگ سمجہاتے رہی خاطر آشفتہ بہلاتے رہے
مگر ہمنے کسی کی نہ سنی ایک نہ مانی آپ کے طلب وصال مین اپنا برا حال کیا سلطنت اور حکومت کا کچھہ خیال کیا اگر ہمین
شادی سے فقط خانہ آبادی مدعا ہوتا اور آپسے دل نہ لگایا ہوتا تو صنوبر شہزادی کیا تہی اور سیمتن مالزادی کیا تہی
ہم اپنی شادی اور جگہہ کر لیتے لیکن بخدا تم بہی کیا بشر ہو دل مین کیا کیا بدگمانی ہے کہان کا قصہ کہان کی کہانی
ہے ہان صاحب پہر کیون نہو کہ شاہ چین کی بہو ہو لخت جگر ہو ملکہ **حسن افروز** نے کہا واہ کیا احسان جتاتی آئے
ہین ماشاء اللہ بگڑی بات کو بنانے آئے ہین صاحب کسنے کہا تہا کہ ملک فارس مین جاؤ کون ہاتہہ پاؤن پڑا تہا کہ خدا
کے لئے تم یہان آؤ قمر النسا نے کہا بیگم عجب سیر ہے ان باتون سے کیا حاصل کچھہ آپکو خیر ہے جانے دیجئے در گزر کیجیے
باہم صحبت عیش و نشاط گرم کرکے شہزادے کا دل شاد اپنا دل مسرور کیجئے یہہ کہکر صراحی آب آتشین کی اوٹھائی
اور اک جام لبریز کرکے **آرام دل** کے سامنے لائی شہزادے نے ساغر شہزادی کے منہ سے لگایا ملکہ **حسن افروز**
نے جہنجلا کر ایک ہاتہہ اس زور سے مارا کہ وہ جام **آرام دل** کے ہاتہہ سے گر پڑا اور بگڑ کر فرمایا کہ واللہ ہمسے بولو
ہمین ساغر نہ پلاؤ جن کے ساتہہ پہلے شراب پی چکے ہو اونہین کے ساتہہ پیو وہین جاؤ **سید محمد خان رند**
ہوا کیا جاہ سے حاصل نہ جاہ ہوگئے تو کیا ہوگا ؎ ملا یہہ کچھہ محبت مین خفا ہو گئے تو کیا ہوگا ؎ مجھے حاصل ہوا کیا
آپکے دلبر بنانے سے ؎ اگر اورون کے اب تم دلربا ہو گئے تو کیا ہوگا ؎ جلانا اور رلانا ہر گہڑی ہر بات پر لڑنا ؎ یہہ
باتین وصل مین لذت جدا ہو گئے تو کیا ہوگا ؎ **آرام دل** یہہ غضب بے محل تیوری پر بل پڑا دیکہکر اور کمان ابرو
چلہ غضب پر چڑہا دیکہکر سہم گیا اوس گوشہ نشین پردہ عفت کی ناخوشی کا حقیقتاً وہم گیا بیقرار ہو گیا تیر غم کلیجے پار
ہو گیا بسمل ہوکر قدمون پر گر پڑا العفو تقصیر چاہنی لگا درد دل سے کراہنے لگا جب بیقراری از حد طاری ہوئی تو ملکہ حسن افروز
نے اوس شوریدہ سر کا سر اوٹہایا اپنے گلے سے لگایا بیقرار ہوئی معشوق مست ناز اور عاشق جانباز پر جان و دل سے نثار ہوگئی

کدورت سے صاف کیا قمر النسا نے ایک اور جام دافع رنج و آلام آرام دل کو بہر کر دیا شہزادے نے ملکہ کو بلایا
اور اوسکے دست نگارین سے آپ پیا پہر تو ایسی صحبت یہہ کیفیت ہوئی کہ دور ساغر مثل گردش ایام جگر مین آیا کشتی مے کی
ہوا بندہی زاہد فلک بہی وجد مین آکر چلایا محمد ابراہیم ذوق محفل مین شور قلقل مینائے مل ہو ٭ لا ساقیا شراب کہ تو
کا قل ہوا ہو ٭ جب دونون بادۂ نشاط سے سرشار ہوئے مستیون کے آثار ہوئے آرام دل نے جہجک کر ایک بوسہ لیا قمر النسا نے شرما کے
سنہ پہیر لیا غرق بحر خجالت ہوئی شرم سے بُری حالت ہوئی ملکہ حسن افروز نے کہا کیا بیجا اور کتنے ندیدے ہو
قمر النسا کا بہی لحاظ نہ کیا ایسے گرے جیسے مکہی شہد پر گرتی ہے آرام دل نے کہا صاحب اتنی بگڑتی کیون ہو
تہوڑی سی بات پر لڑتی کیون ہو مصنف بوسہ لینے سے مرے تم جو خفا ہوتے ہو ٭ جو دیا بوسہ ہے مجہسے وہی
بوسہ لے لو ٭ پہر ہاتہا پائی کی ٹہہری دلون مین حرارت نے جوش کیا زور آزمائی کی ٹہہری مصنف وصل
کی شب ایک بوسہ پر لڑائی ہو گئی ٭ ہان نہین کرتے ہی کرتے ہاتہا پائی ہو گئی ٭ ملکہ نے کہا دیکہو تمہین میرے سر کی قسم
یہہ اچہی بات نہین ہے ذرا ہوس مین آؤ عقل کے ناخن لو کیا خوب میرا ملنا کسی کی ملاقات نہین ہے یہان تو خوف
سے دم نکلا جاتا ہے تمہین باتین بنانی آتی ہین ہائے اللہ چہوڑو میری چوڑیان ٹہنڈی ہوئی جاتی ہین مثنوی
بس ہٹو میری مت بلائین لو ٭ وہ نہین ہوگا لاکہہ ناک گہسو ٭ آرام دل اس کلام سے اور بہی بیتاب ہو گیا
آغوش مین لیکر کئی بوسے لئے ملکہ نے کہا پہر اس سے کیا ہوا حاصل کیا مزا ہوا پہر الگ ہو کہا دیکہو صاحب
مین تمہین کہے دیتی ہون کہ تمہین خدا کی قسم جب تک تمہاری نہو میرے گہر کی آبادی نہو جب تک مجہے بد نظری
ہاتہہ نہ لگانا خبردار دل مین کچہہ اور خیال نہ لانا نہین تو یاد رکہنا کہ بادا جان شادی ہرگز نہ کرین گے دامن تمنا
تمہارا گوہر مقصود سے نہ بہرین گے دل سے محبت چاہئے کچہہ خدا کی بہی دہشت چاہئے پاک الفت سے خدا بہی راضی
رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہی شاد ہر فرد بشر خوش والدین کا بہی ملک و مال فرحت و انبساط سے آباد پہر یہہ امر کیا ضرور
ہے اور راہ بہی خود التماس کیا آیندہ اختیار ہے آرام دل کو بہی یہہ بات پسند آئی اسی عہد پر راضی ہوا خوب
و خیال احوال ماضی ہوا پہر محمود کو طلب فرمایا وہ آیا دونون کے حضور مین آداب بجا لایا ملکہ حسن افروز نے
اشارہ کیا قمر النسا نے اپنے گلے کا نو لکہہ ہار اوتار کے محمود کو پہنایا آرام دل نے ایک جفت نورتن اور مالائی مروارید
اور ایک لاٹی خاص ہیئہ کمر کی محمود کو عنایت کی پہر آرام دل نے ملکہ حسن افروز سے کہا کہ اب مین تمہارے
والد کی ملاقات کو جاؤن یا نہ جاؤن اور اگر جاؤن تو حرف مطلب زبان پر لاؤن یا نہ لاؤن ملکہ نے کہا صاحب وہ تو تمہارا
حال معلوم ہو چکا ہی بہر حال جانا مناسب ہے مگر کسی امر کی درخواست میرے نزدیک نامناسب ہے بس سیدہی
سیدہی ملاقات کرنا اگر کچہہ پوچہین تو بات کرنا محمود نے کہا حضور جو کچہہ ارشاد ہوا بہت بجا ہے مگر میرے
نزدیک صلاح یہہ ہے کہ پہلے شہزادۂ عالم خاکسار کے غریب خانہ پر تشریف لے چلین اور وہان سے بخدم و حشم
اگر چاہین دربار مین حضور سے ملاقات کرین آرام دل اور ملکہ حسن افروز کو محمود کی

رائے بہت پسند آئی یہی صلاح قرار پائی فلک کجرفتار ہمیشہ درپے آزار ہے حضور رضا عاشق و معشوق کا دشمن
جانی ہے انکا ملنا باہم میٹھنا غنچۂ دل اہتزاز نسیم سے کہلنا اس چرخ کو بار ہے غرض انہیں باتوں میں تہی کہ موذن
کی اذان کان میں آئی صبح نے الفجر الفجر کی دہوم مچائی صبح کی وردی بجی خروس تا خروس بیدار باش پکارا توبہ
کی آواز نے دلوں کو ہلا مارا ملکہ **حسن افروز** کا رنگ فق ہوا مثل سحر سینہ شق ہوا گھبرا کر کہا **مصنف** کیا
جلد ہو گیا شب فرقت کا اختتام ہوا اے چرخ کینہ خو ترے احسان کے نثار غرض **آرام دل** اوٹھا محمود کی ساتھ
چور دروازے سے نکلکر اسکی مکان کی طرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر منتظر نمود سحر رہا

دربار سلطانی میں تشریف لیجانا آرام دل کا پھر موتی محل میں آنا اور جذبۂ دل صنوبر تسمیل سے بمدد سفید دیو شہزادہ کا ملک دلاراب میں جانا شہزادۂ سیاہ فام سے لڑنا

ساقیا اب ہے رزم کا ہنگام دے مجہے ساغر مئے گلفام ہے زبان میری تیغ جوہر دار خامہ میرا ہے رخش
تیز خرام لب ساغر ذرا اوٹھا اوسکو دیکھ پھر آبداری صمصام رکھ کے اوس پر تو دست می آلود دیکھ توسن کی
میرے تیزی گام راقمان کو الف جدال و محرران ماجرائے قتال سمند باد رفتار قلم کو عرصۂ کارزار بیان میں یوں
گرم عنان کرتے ہیں کہ جب نیر باز فلک یعنے آفتاب خطوط شعاعی کے نیزے لیکر نکلا اور شہنشاہ کج کلاہ ماہتاب تاب مقابل
کی نہ لا کر قلعۂ مغرب میں حصاری ہوا لال کرتی کا رسالہ بحکم ملکۂ مہر سیما محمود باوفا کے مکان پر حاضر ہوا **آرام دل** پوشاک
شاہانہ زیب بدن کر سمند تیز قدم پر سوار ہوا گرد و پیش یمین و یسار بارہ ہزار سوار کا حصار ہوا تمام شہر میں یہہ خبر مشہور
ہوئی بلکہ دور ہوئی کہ شہزادہ **آرام دل** جس سے شہزادی کی نسبت ٹھہری ہے آج تشریف لایا اب شادی ہوگی یہہ خوشخبری
ہر شخص پہولا نہ سمایا اثنائے راہ میں محمود نے ہزاروں اشرفیاں اوس شہنشاہ کشور خوبی پر نثار کیں دیوان خاص
تک پہونچتے پہونچتے کئی لاکہہ لٹا دیں طبیعت درپے اختصار ہے اس لئے ایک ہی فقرہ لکہا ہے زیادہ طول کرنا ناظرین
کو ملول کرنا ہے خلاصہ یہہ ہے کہ **آرام دل** بکر و فر بسیار داخل دربار شاہی ہوا غلغلہ حسن و جمال اوس نیر اوج اقبال
کا از ماہ تا ماہی ہوا لال پردے کے قریب پہونچتے ہی وہ سرخرو یعنے شہزادہ خوش خو گھوڑے پر سے اوترا خاص بردار
اور چوبدار آگے ہوئے نقیب باواز بلند پکارے کہ شہزادۂ عالم پناہ سلامت رسالے کے دستہ نے برابر
باندہ کر سلامی دی آفتاب نے فلک پر ماہی مراتب صدقے اوتارے آسمان نے سورج مکہی دکہائی خواصوں
نے مہتابی لگائی غرض امرا اور مصاحب شہزادے کو بیچ میں کئے ہوئے پیچھے پیچھے محمود وفادار عرق چین لئے
ہوئے دیوان خاص میں تخت شاہی کے قریب پہونچے بادشاہ نے وزیر اعظم کو استقبال کے
واسطے بہیجا وزیر حسب دستور کورنش بجا لایا اور شہزادے کا قدم بوس ہوا بادشاہ کہ پہلے
ہی شہزادے کے آنے سے آگاہ ہو چکا تہا جب **آرام دل** نزدیک پہونچا صورت دیکہتے ہی

محو دیدار ہوا ید قدرت کا نمونہ پایا وہ تصویر تو نقل تہی اصل کو جو دیکہا اصل تو یہہ ہی کہ اوس سی بہی دونا پایا اوا
فرخ نہاد کا عاشق زار ہوا بیقرار ہو کر گلے لگانی کو دونون ہاتہہ بڑہائی آرام دل دوڑکر قدمون پر گرا بادشاہ نی اوٹہا کر
کلیجے سی لگایا برابر بٹہایا آرام دل نے سلسلہ تقریر کو وا کیا تقریر مسلسل گفتار بے بدل لطیفہ ہائی ضرب المثل نکتہ ہائے
برمحل اشعار برجستہ اور مضمون ہائے نو بستہ سی ہر ایک کو شیدا کیا بادشاہ نے علم مین آزمایا کچہہ سوال و جواب درمیان آیا کسی
طرح اوس گہرے کو کہوٹا نہ پایا ہر طرح سی بادشاہ کو جواب شافی دیا اگر دوسرے نے پوچہا اوسی غور ابند کیا شاہ نی طرز گفتگو
اور طریقہ سخن نہایت پسند کیا دل شاد اور خرسند ہوا جذبہ محبت ایک سے دوچند ہوا لڑکی کی خوش نصیبی سے شکر خدا کیا
فرض سی ادا ہو دوگانہ شکر ادا کیا پہر دربار برخاست کیا اور شہزادی کو موتی محل مین رہنی کا اور دربار مین روز حاضر ہونیکا
حکم دیا آرام دل بادشاہ سی رخصت ہو کر موتی محل مین آیا سب حال ملکہ سے کہہ سنایا ملکہ کا دل مسرور ہوا دل کی مراد
ملی صدمہ فرقت کی خاطر خواہ داد ملی رنج والم دل سے دور ہوا پہر تو مدام یہہ دستور ہوا کہ ہر شام ملکہ گل اندام مانی اور
قمر النساء کے ساتہہ شہزادے کے پاس آتی شب بہر دل لگی او مذاق تفریح طبع کے حرف و حکایات سی دل بہلاتی بیٹہتے ہو
ہی وہ جگ اوٹہتا سرہنگ صبح دم سب سامان عیش لوٹتا سر شام پہر وہی گہڑی آتی عروس شب مجلس جماتی
شہزادہ بہی دم سحر دربار مین جاتا گہڑی دو گہڑی بیٹہہ کر پہر آتا غرض مدام عیش و نشاط مین مصروف ہوئے ہجر کے
جہگڑے قصے گلے شکوے موقوف ہوئے شب و روز عیش و عشرت کے جلسے ہونے لگی تخم محبت مزرع دل مین
بونے لگے اسی طرح ایک مدت گذر گئی معشوق جو گلعذار پایا خوشی سے پہولا نہ سمایا عاشقون کا کبہی خیال نہ آیا آخر
آہ عاشق کہان تک بیکار جائے کبہی نہ کبہی اثر اپنا ضرور دکہائے محبت کا دل پر اثر ہوا دلبر عیش و عشرت مین
رنج دل عاشق سے ضرور باخبر ہو غرض ایک دن آرام دل بالائے بام نہر کی سیر کر رہا تہا بیٹہے بیٹہے کچہہ اوس
نیم بسمل ہدف خدنگ محبت یعنے صنوبر سوختہ جگر خنجر عشق کے گہائل کا خیال آیا بیچین ہو گیا کمال غفلت پر زوال
آیا سچ ہے ع جسے کمال ہے اوسکو زوال ہے پیدا ہ عشق کی لذت سی تو خوب آگاہ تہا مجروح سنان آہ تہا
گہبرا کر اوسی عمل بے بدل سے سفید دیو کو بلایا وہ مع فوج اپنی حاضر ہوا شہزادی کا جاہ و جلال حشمت و اقبال
دیکہکر بہت خوش اور شگفتہ خاطر ہوا بصد تعظیم آداب بجا لایا آرام دل نے فرمایا کہ تو ابہی ملک داراب مین جا
اور تحقیق کر آ کہ صنوبر شہزادی پر اوس زنگی شہزادے کے سبب سے کیا گذری کیا واردات ہوئی رخصت کے
باب مین کیا بات ہوئی دیو بموجب ایمائے شہزادہ ملک داراب مین گیا اور سب حقیقت دیکہکر پہر آیا التماس کیا
کہ شاہ داراب اور اوس خانہ خراب یعنی بدر شہزادہ سیاہ فام مین جنگ عظیم درپیش ہے بادشاہ کو بڑا تفکر ہے
نہایت پس و پیش ہے یہہ سنتے ہی آرام دل بیقرار ہو گیا اوسیوقت چلنے کو طیار ہو گیا نشہ جوانمردی سے بیخود ہو کر
جہومنے لگا کبہی قبضہ شمشیر کبہی بازوے قلعہ گیر چومنے لگا ؎ تیغ ابرو نے سیکڑون بل کہائے ترک
چشمون نے بل کے نیزے اوٹہائے کف منہ سے جاری ہوا غضب کا عالم طاری ہوا آخر
اوسی حالت غیظ مین سفید دیو سے فرمایا کہ مجہے ملک داراب مین پہونچا دے دیو نے حسب الحکم

شہزادے کو اپنے کندھے پر بٹھایا **نسیم لکھنوی** موند آنکھہ کہا تو موند لی آنکھہ کھول آنکھہ کہا تو کھول دی
آنکھہ کی طرفۃ العین مین شہزادے نے آپکو اوسی رنگ محل مین پایا پہر سفید دیو سے فرمایا کہ جلد ایک
گھوڑا لادو گیا اور سمند اصطبل شاہی سے چنکر لایا آرام دل نے دیو کو رخصت کیا اور آپ پانچون ہتھیار
درست کر کمر ہمت چست کر گھوڑے پر سوار ہوا اور رزمگاہ کی طرف گھوڑا پہینکا اب سُننا چاہیے کہ جب مخالف نے زیر شہر پناہ
اپنی فوج کو حرب و ضرب سے آراستہ کیا تہا اور بادشاہ نے وزیر اعظم کو خلعت سپہ سالاری سے سرفراز فرماکر مقابلہ عدو کا حکم دیا تہا وزیر نے
اپنی تدبیر سے باہر شہر کے مورچہ لگایا تہا ہر ایک کی شمشیر کے جوہر دیکہتے تہے جوانان شیر افگن کو آزمایا تہا اسی طرح ہر روز لڑائی ہوتی تہی شام کو
دونون لشکر تہک کر دم لیتے تہے صبح کو پہر زور آزمائی ہوتی تہی ایک شب شاہ بدخو جنگجو نے موقع وقت اور ہنگام فرصت پاکر اپنی فوج
مین سے دس ہزار جوانون کو مستثنے کیا اور اوس گمراہ نے کمند کی راہ اونکو شہر مین اوتارا یعنے شبخون مارا شہر مین ہر طرف غوغا ہوا
کہ قیامت کا سامنا ہو حشر برپا ہوا لوہا برسنے لگا ایک عالم تہ تیغ خون آشام ہوا جس نے اوس ہنگام مین ذرا چون و چرا کیا
یا ہاتہہ پاؤن ہلا کر کچھہ جواب دیا اوسکا دم مین کام تمام ہوا کسی کو دم لینے کی فرصت نہ ملی ہوش و حواس جاتے رہے تلوار
اوٹہانے کی مہلت نہ ملی وزیر کو جو یہہ خبر معلوم ہوئی پانچ چار رسالے اور کئی ہزار پیادے لیکر جرہ دوڑا آتے ہی اونکا
محاصرہ کر لیا تلوارون کی باڑہ پر دہر لیا تیغ دودم لیکر غول مین کود پڑا خون کی ندی اور نالی بہائے خوب لڑا آخر کسی
ملعون کے ہاتہہ سے زخم کاری لگا غش آیا گر پڑا گرتے ہی لوگون نے اوٹہایا ہاتہون ہاتہہ محل پہونچایا سردار جو گرا تمام فوج
دانت کہٹے ہوئے منہ پہر مگر سوارون نے کام کیا بہادرون مین اپنا نام کیا گھوڑے ڈپٹا ڈپٹا کے اون موذیون کو
غازیون کے ٹاپون مین روند ڈالا خوب دل کا بخار نکالا جو بچکر بہاگے اونپر نیزے لگائے پستول تول تول کے مارے
نشانہ لگانے کے فن دکہائے غرض خوب دل کیا ایک ایک کو جہنم واصل کیا بادشاہ وزیر کے زخمی ہونے سے غم
والم کا گائل ہوا نہایت شکستہ دل ہو طبیعت کو پریشانی ہوئی عقل کو سرگردانی ہوئی حریف کے مکر و دغا پر کمال
غصہ آیا غضب سے تمام جسم تہرّایا صبح بہی نہ ہونے دی کچھہ رات باقی تہی کہ اوسی دم زرہ بکتر خود چار آئینہ سے
آراستہ ہو کر فیل مست پر سوار ہوا رزمگاہ مین آتے ہی طبل جنگ بجوایا سوتون کو جگایا لڑائی ہونے لگی رزمندون
مین طاقت آزمائی ہونے لگی بیدارون سے مقابلہ ہوا جن پر نیند غالب تہی اونہین خواب مرگ مین سولایا فوج
نے بڑا دل کیا کہ ہزارون کو جان سے مارا صدہا کو گہائل کیا **مصنف** خونگاریان تیغون سے اوڑائین تڑ
کیفیتین جنگ کی دکہائین تو جہک جہک گئی گاؤ کی کمر بہی تڑ تڑک کیا چرخ کینہ ور بہی تو مرتے مرتے مخالف کی فوج
پراگندہ ہوئی دونون طرف قیامت کا شور ہوا وہ روز گویا روز رستخیز تہا ادہر کی تلوارین کرگئین ہاتہون سے
گرگئین ادہر کا لوہا تیز تہا آخر ایک نہنگی نہایت زبردست قد و قامت مین مثل فیل مست بدشکل دیو بچا شاہ بدنہاد کا
بہائی صورتین قصائی شہزادہ سیہ فام کا چچا گرز گرانبار ہاتہہ مین لئے کودتا اوچہلتا میدان مین نمودار ہوا اوس کی دہشت سے
اونکی فوج کے چہکے چہوٹ گئے خائف اور ترسان ہر پیادہ و سوار ہوا وہ مردود آتے ہی پکارا بڑی آواز سے گرجا للکارا
کہ ہے کوئی ایسا جو میرا مقابلہ کرے آئے جسے اپنی جان عزیز نہو وہ مجہسے مجادلہ کرے ادہر تو اوسکے خوف سے لوگون کا پہلے ہی

دم نکل رہا تہا منہ پر مردنی چھائی ہی چہرے کا رنگ بدل رہا تہا مگر بحکم بادشاہ شاہ افسران سپاہ اور بہت سی خان بہادر جان نثار بڑے بڑے طاقت دار خونناپچ منانال اوٹہانے والے مردون کی ہڈیون پر جو رنگ لگانی والے میدان مین جاتے ذرا گہوڑے کو ایڑ لگا کے جہکا کے دو دو بلہ کڈا کے بجاتے تلوار بہاگ آنی کی گہات لگاتے مگر وہ کب چہوڑتا تہا ایک ایک کو چنگر مار لیتا پلاؤ قورمہ کا مزا چکہا دیتا غرض جو اوسکی سامنے جاتا جیتا پہر کے نہ آتا اسی طرح دو پہر ہو گئی ہزارون نعشین اوس بدمعاش کے ہاتہ سے خاک و خون مین غلطان ہوئین رسالون مین ہلچل پڑی پلٹنین ہراسان ہوئین بادشاہ یہہ کیفیت دیکہکر گہبرایا اپنی فوج کے سردارون سے فرمایا کہ طرفہ ماجرا ہی کچہہ عجب مزا ہی جسکو دیکہتا ہون ڈرا جاتا ہی ڈر مارے مرا جاتا ہی یہہ کس کی فوج کے اور ہی پانون اوکہڑے میدان مین جانے کے واسطے آپس مین تکرار ہوئی بحث کی گفتار ہوئی آستین چڑہا چڑہا کے لڑنے لگے ایک نے کہا جائیے بہت شیخی مارتے تہے ذرا بڑہ کے تلوار لگاؤ اوسنے کہا مین تو بہت لڑا اب آپکی باری ہے جانا ہو تو جائیے نہین جگہہ خالی کیجئے ہتہیار کہول دیجئے کس کام کی یہہ چہری اور کٹاری ہے غرض آپسمین خانہ جنگی اور رد و بدل ہونے لگی سوارون کی عجیب شکل ہوئی طرق کے طرق رسالے کے رسالے بہاگنے لگے پیدلون مین کہلبلی ہوئی کوئی درد کا بہانہ کر کے کہڑے پیٹ پکڑ کے بیٹہہ گیا کسی کو مارے خوف کے دست آنے لگے بڑے بڑے تیرانداز اور پٹے باز لڑے نہ بہڑے مگر زخمیون کی ڈولیون مین سوار ہو ہو کر جانی لگے جوانمردون کو تیور پر تیور آنے لگے مجروحان خنجر بیم سے دارالشفاء شاہی بہر گیا لڑائی کے نام سے لرزہ آیا خوف و ہراس سب کے دلون مین اثر کر گیا غرض ہر شخص نے ہر بہانہ سے مکتب فرار مین اوستاد خوف سے سہرک نامہ کا سبق پڑہا بادشاہ تنہا ہاتہی پر سوار رہ گئے جو دس پانچ سوار نمکخوار رہ گئے وہ ایک ایک کا منہ تکتے رہے کوئی آگے نہ بڑہا بادشاہ حیران تہا تفکر سے سر در گریبان تہا بڑے تردد مین تہا راہ مشکل درپیش تہی رہائی کے داشد مین تہا کہ **آرام دل** گہوڑا پہینکتا ہوا شہر کے دروازے سے نکلا بادشاہ ایک سوار کو یکہ و تنہا اوچپی بنا ہوا اور میدان مین بیخوف و بیم آتا ہوا دیکہکر حیران ہوا سوچا کہ شاید مخالف نے دہوکا دیکر شہر کے اندر کچہہ فتور اوٹہایا ہے جو یہہ سوار خبر دینے آیا ہے دل مین نہایت خوف سمایا زانو پر ہاتہہ مار کر نرکی تمام شد زبان پر لایا فیلبان کو ہول کر چلنے کا اشارہ کیا کچہہ تدبیر نہ بن آئی بہاگنے کا ارادہ کیا **آرام دل** کسی طرف نہ متوجہ ہوا سیدہا تیر سا میدان مین جا پڑا او مقابل ہوتے ہی اوس دیو بچے سے مبارز طلب ہوا بادشاہ یہہ کیفیت دیکہکر ٹہر گیا اور اوس جوان رشک غلمان کی جوانی پر افسوس کرتا رہا وہ ملعون تو چاٹ پر لگا ہوا تہا کسی ہارتے خان سے کہان مقابلہ ہوا تہا مرد بے ریشہ جو دیکہا لقمۂ [illegible] تصور کر جیبتا پڑا **نسیم لکہنوی** بے ریشہ یہہ طفل نوجوان تہا چلوے بے دود بیگمان تہا پہر بڑہ کر للکارا اور وہی گرز گاؤدم سر **آرام دل** پر اس زور سے پہینک کر مارا کہ اگر وہ اپنی اوستادی سے خالی ندیتا تو ہڈیان پسلیان پیس کر سرمہ ہو جاتین نیست و نابود ہوتا نشان زندگی مفقود ہوتا مگر شہزادے نے گرز کی زد بچا کر اپنی گہات لگا کر گہوڑے کو اوسی میدان مین گرد اوسی شامت زدہ کے کاوا پہیرا نقطۂ پرکار کی طرح اوس دیو نشین دائرہ اجل کو بیچ مین گہیرا ایسا گہوڑا پہیرا وہ چکر کہا گیا غور کر کے جو دیکہا تو ایک شے مدور موہوم سی معلوم ہوتی تہی خیال اور تصور سے بہی نہ مفہوم

ہوتی تہی وہ ملعون جو محصور رہا حیران ہو کر مینار کیطرح کہڑا رہ گیا مجبور ہوا آرام دل نے کاوا دیتی گہوڑے کو
دبایا گہوڑا ابہرا یا وہ ملعون تہرایا پہر شہزادے نے گہوڑا جہپٹا کے اوس مردود کی پشت پر برچہا مارا اور ڈہوکا دیکر سیخ
کیطرح زمین سے اوٹہا لیا ایسا برچہا مارا کہ سینہ کے پار ہو گیا وہ دوزخی فی النار ہو گیا ع بود اَسْفَلُ السَّافِلِیْنَ منزلش ٭ شاہ داراب
ہاتہی پر سوار اوس رشک رستم اور غیرت سہراب کی جوانمردی پر متحیر اور حیران کہڑا تہا دیکہنے والون کے ہوش پران تہی فی الحقیقت
شہزادہ ایسا ہی لڑتا تہا پہر آرام دل نے اوسکی لاش پہینک کر گہوڑا اوٹہایا اور لاتی کمر سے کہینچ کر صاعقہ کی طرح خرمن
زندگانی عدو پر جا پڑا گہوڑا اڑکا کے شمشیر برق دم تڑپا کے جس سوار پر ہاتہہ لگایا خود سر سے سینہ تک اوڑا توڑ کر استخوان کے
زین سے پشت زمین پر اوترا آیا جس بیدل بیدل کے برابر آکر سر پر خنجر مارا اوس نے سپر پر روکا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوا
ہر صغیر و کبیر برباد ہیر الامان پکارا مارتے مارتے خون کا دریا بہا دیا ہر ناپاک لڑائی کے بکہیڑے سے پاک ہوا دریائے
خون مین نہا لیا پہر تو اوسکی تلوار کی آبداری کے سامنے کائی سی پہٹ گئی شاہ روسیاہ کی قسمت اولٹ گئی سب
ادنے اور اعلی سوار اور پیادہ پیچہے پیچہے آگے سرون پر پاؤن رکہکر بہاگے جو بہاگے وہ تیر دو پیکر کے ہدف ہوئے
نشانہ ہوئے جو مقابل آئے شمشیر دو دم سے ملک عدم کو روانہ ہوئے وزیر مارا گیا بیدل کام آئے شاہ کو عراب
دینے کا بہی سہارا گیا آرام دل اڑہائی ہاتہہ گہوڑا اوڑا کے شاہ کے روبرو لایا بادشاہ نے بہاگنے کا رخ کیا مگر
بیدلون کی ہلچل سے خانہ فرار بند پایا ذرا جو توقف کیا شہزادے نے گہوڑے سے کود کر شاہ کا ہاتہہ پکڑ لیا سبحان اللہ
عجیب واردات ہوئی کہ شاہ کو بہری بازی مین بیدل کی کشت مات ہوئی شاہ داراب اوسکی جوانمردی اور چالاکی
سے متحیر ہوا حیرت سے ششدر رہا شہزادے کے قریب آیا ہاتہی سے اوتر کر گلے لگایا دست و بازو چومی پیشانی پر بوسہ
دیا شہزادۂ سیاہ خام اپنی شکست اور اپنے باپ کو مقید دیکہکر مع فوج باقی ماندہ وہزیمت خوردہ اپنی ملک کیطرف
بہاگا شاہ روسیاہ اوسکا باپ آرام دل کے ہاتہہ سے مارا گیا سر اوس خودسر کا تیغ دو پیکر سے اوتارا گیا جب
مقصد دل حاصل ہوا بادشاہ مع شہزادہ مظفر اور منصور قلعہ مین داخل ہوا دلربا نے جو شہزادے کو مضطر دیکہا
صنوبر سوختہ جگر جذبۂ دل کا اثر دیکہا بہت آداب سے سلام کیا اور یہہ کلام کیا کہ کیون حضور کچہہ دل جلون کی بہی خبر ہے
وعدہ وفا کیجئے گا یا یوہنین دم دیجئے گا فرمائے کیا منظور ہے آرام دل مسکرایا بیگم صاحبہ نے گلے لگایا کئی مرتبہ خوان
زر و جواہر کے نثار کئے پہر بادشاہ باہر تشریف لائے دفتر خانہ مین جاکر بخشی سے اہل سیف کی فہرست طلب فرما کر یکقلم
سب کے نام پر قلم کہینچ دیا اور افسرون کے لئے قتل کا حکم سنایا آرام دل نے عرض کی کہ حضور غضب کرتے ہین
بادشاہ بے لشکر گنبد بے در ہے اور ابہی تو صبح ظفر کی شام بہی نہین ہوئی چرخ در پے کین ہے عدو در کمین ہے ع
دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ابہی بڑا خطر ہے فوج کو موقوف نہ کیجئے بلکہ سردارون کی تعریف کرکے اونکو انعام اور
خلعت دیجئے بادشاہ نے شہزادے کی دانشمندی پر تحسین کی یہہ رائے بہت پسند آئی اوسکی تدبیر پر آفرین کی
پہر دربار عام کیا افسرون کی قدر و منزلت کی اس فتح مین انہین کا نام کیا ہر ایک کو علے قدر مراتب خلعت گران بہا سے
سرفراز فرمایا اور سپاہیون کو بہت انعام دیا پہر نجومیون کو طلب فرمایا شادی کے واسطے اچہی ساعت دیکہنی کو

ارشاد کیا اونہون نے پوتہی کو کہولا جنس وصال کو میزان قیاس مین تولا بعضون نے قرعہ پہینکا ہندسون اور شکلون کو ملایا پہر یک زبان عرض کیا کہ ایک برس شہزادے کا ستارہ اور گردش مین ہے ابہی وصلت نہ چاہئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہزادہ بلند اقبال پہر غائب ہو جائینگے انکو مردم اپنی نظر کے سامنے رکہئے ان سے ایک لحظہ غفلت نچاہئے بادشاہ نے اونکو رخصت کیا اور فرمایا کہ صدق اللہ وکذب النجوم ؃ مگر شہزادے کو ہردم پیش نظر رکہنے لگا اوسکی دیدار سے خرسند ہوا ایکدم علیحدہ ہونے نہ دیتا نجومیون کے کہنے کے مطابق کاربند ہوا

داستان ملکہ حسن افروز کا موتی محل مین آنا اور آرام دل کی جدائی سے بیقرار ہونا پہر آرام دل کا آنا اور ملاقات سے ملکہ کی خجل اور شرمندہ ہونا

پلا ساقیا بادۂ ارغوان ؃ کہ پہر بزم کی اک لکہون داستان ؃ مرا یار از بس ہے نازک دماغ ؃ وہی ہے مرے دل کا چشم و چراغ ؃ جو ارشاد ہو وہ بجا لایئو ؃ جہان تک وہ مانگے دیئے جایئو ؃ راقمان احوال درماندگان و محرمان کیفیت مہجوری دور افتادگان حال فراق اور وصال یون رقم کرتے ہین کہ جس روز آرام دل ملک داراب کی طرف روانہ ہوا اوس رات کو حسب دستور وہ رشک حور مانی اور قمر النسا کے ساتہہ موتی محل مین تشریف لائی آرام دل کو جو نہ دیکہا گہبرائی مانی کہنے لگی مانی خلاف معمول شہزادۂ عالم کہان گئے ہین مانی نے کہا کیا خوب اب تمہارے واسطے وہ اپنی پاؤن مین بیڑیان ڈالین عورتون کی طرح گہر مین بیٹہے ہین دروازے کے باہر قدم نہ نکالین لڑکی اتنی قید بندہی مجہی پسند نہین آتی ایسی محبت ہی میری جڑ ہے مجہے نہین بہاتی یہہ سن کے ملکہ خاموش ہو رہی اور شہزادے کا انتظار کرنے لگی کبہی دل مین یہہ خیال آیا کہ سیمتن پری نہ اوڑا لیگئی ہو کبہی یہہ وسواس جی مین سمایا کہ ماشاء اللہ چشم بددور رشک حور ہے کوئی اور پری نہ اوٹہا لیگئی ہو کبہی انہین باتون کا خیال کرکے چپکے چپکے رونے لگی کبہی فرط انتظار سے بیقرار ہونے لگی آنسو جو گرے مانی نے کہا شہزادہ جو ابتک نہین آیا تو اس لئے روتی ہو ملکہ نے جواب دیا کہ مانی اب ہی مین تمہارا کچہہ لیتی ہون کچہہ کلام کرنے کی تکلیف دیتی ہون جو مجہے سناتی ہو ناحق میرا جی جلاتی ہو حضرت اسد اللہ خان غالب دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بہر نہ آئے کیون ؃ روئین گے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون ؃ جب وہ جمال دل فروز صورت مہر نیمروز ؃ آپ ہی ہو نظارہ سوز پردہ مین منہ چہپائے کیون ؃ آخر اسی انتظار اور اضطرار مین تمام رات گذر گئی بیتابی شب ہجر عاشق کی خبر اوس آرام دل تک بوسیلہ نسیم سحر گئی ملکہ گل اندام ناکام بصد درد و آلام خاص محل مین آئی دیر تک متحیر رہی پہر قمر النسا سے کہنے لگی کہ دیکہو کیا طوطہ چشم اتے کیا جلد آنکہین بدل گئی باوجود اس قید وبند کے پہر ہی نہ رکے فرصت جو پائی خدا جانے کہان نکل گئے بہلا غور تو کرو کسی سے کیا دل لگائین کون کون سے دکہہ سہین کس کس بات کو کہین آخر ہم ہی تو آدمی ہین کہان تک بار غم اوٹہائین میر تقی اس عہد مین الہی محبت کو کیا ہوا ؃ چہوڑا وفا کو اونے مروت کو کیا ہوا

میر صاحب موصوف فلک نے عشق کی ابارہ مین ہمکو پیدا کر دیا سبزہ نورستہ پائمال کیا ؤ یہہ
باتین کرکے ٹھنڈے ٹھنڈے سانس بھر کے رونے لگی شبنم کا عرق جبین آنسو دامن سے بھگونے لگی قمر النسا نے کہا حضور قصور معاف
اونکو تو نہ کچھہ شعور ہے نہ فہم ہے یونہین ناحق بدگمانی ہے وہم ہے بھلا یہہ تو سمجھئے کہ اگر اونکو جانا ہوتا تو پھر کیون اپنی سلطنت اور
حکومت چھوڑکر یہان آتے اگر آپکے عاشق نہوتے تو کیون آپکی طلب وصال مین ہزارون مشقتین اور لاکھون صدمے اوٹھاتے
سیمتن پری اور صنوبر شہزادی مل گئین تھین دو دو کے مانگ بھرتی دھین نہ رہ جاتے یہہ کہکر کچھہ سوچی اور جو ادر دارام
سے موتی محل مین گئی دیر تک شہزادی کے آنے کی منتظر رہی آخر جب بہت عرصہ ہوا اور نہ خبر معلوم ہوئی
نہ شہزادہ اوسوقت تک آیا تو قمر النسا کو دل مین شک ہوا غمگین پھر آئی ملکہ **حسن افروز** نے فرمایا **جرأت** غضب
ہے یہہ کہ جسکی عاشقی مین جی سی جاتے ہین ؤ تو وہ کہتا ہے ابتک ہم محبت آزماتی ہین ؤ ہائے اللہ کسنے یہہ تفرقہ ڈالا مینے تو
ابھی پھر نظر دیکھا بھی نہین تھا کیون رے فلک کینہ در تو نے یہہ کب کا بخار نکالا **جرأت** بہ تنگ آئی ہین اس دل کے پیچ و تاب سے
ہم ؤ جو مرتے ہین تو چھٹتے ہین آہ اس عذاب سے ہم ؤ پھر قمر النسا سے کہنے لگی کیون ہمین وہم تھا تمھارے نزدیک بیوقوف
تھی کچھہ فہم نہ تھا اب بتاؤ یہہ کیا ہوا بیٹھے بٹھائے مجھہ پر آسمان ٹوٹ پڑا ہائے یہہ کیسا حشر برپا ہوا **جرأت** دکھہ جدائی کے
ہمین تو نے دکھائے اے زیست ؤ کاشکے وصل ہی مین جیسی گذر جاتی ہم ؤ قمر النسا نے کہا بیگم خدا کے واسطے اتنی گبھرا
نہین شہزادۂ عالم انشاء اللہ تعالی جلد تشریف لاتے ہین یہہ سب غم و الم خدا کے فضل سے دور ہوے جاتے ہین ملکہ
نے کہا **ذوق** موت ہی سے کچھہ علاج درد فرقت ہو تو ہو ؤ غسل میت ہے ہمارا غسل صحت ہو تو ہو ؤ القصہ ملکہ
حسن افروز پہر از سرنو آتش فراق مین جلنے لگی شعلہ عشق سے گہل گہل کے شمع پگھلنے لگی مانی اور قمر النسا ہر چند
تسکین دیتین دلداری کرتین اوس سرگشتہ بادیہ حزن و ملال کی غمخواری کرتین مگر وہان آہ و فغان سے کب
فرصت تھی رات کو شور مچانا سوتون کو جگانا دن کو چپکے چپکے رقت تھی قمر النسا ہر روز موتی محل مین جاتی
باغ حیات بخش مین پریشان پھرتی اور مغموم پھر کر چلی آتی بادشاہ نے جو شہزادے کے چلے جانے کا حال سنا بہت تردد
ہوا اوسیوقت جابجا ملک ملک ہر اقلیم مین اس مضمون کے شقے جاری کئے کہ جہان شہزادہ **آرام دل** ہو حاکم
وہان کا بمجرد دریافت حال بکمال عز و جلال اپنے ہمراہ لیکر آئے اور حکم دیا کہ وزیر ہر طرف سوار روانہ کرے اور آپ
بھی جائے وزیر حسب الحکم عمل مین لایا ادہر **آرام دل** شاہ داراب کے پاس رہتا فراق یار کے رنج سہتا تھا
ایکدم جدا ہونے پاتا تھا نہایت بیچین ہوتا سخت گھبراتا تھا ایک شب شہزادہ شاہ داراب کے پلنگ کے برابر سوتا تھا سو
گیا تھا منہہ لپیٹے ہوئے پڑا تھا یہہ کہتا تھا اور روتا تھا **نسیم دہلوی** بیتابیون نے دل کے ڈالا ہے کس غضب مین ؤ
پہلو بدل رہے ہین نالے کنار شب مین ؤ بادشاہ غافل سوتے تھے یہہ تو منتظر وقت اور مترصد فرصت تھا موقع
پاکر اوٹھا اور بارہ دری کی ایک صحنچی مین جاکر اوسی عمل سے سفید دیو کو بلایا دیو آیا **آرام دل** نے کہا مجھے جہان سے
لایا ہے وہین پہونچا دے بیقرار ہون جلد ملک جان دکھا دے دیو نے حسب الحکم **نسیم لکھنوی** کندہے پر چڑہا کے مثل گیسو
اوس گل کو اوڑایا صورت بو ؤ شہزادے نے آنکھہ بند کرکے پھر جو کھولی اپکو باغ حیات بخش مین موتی محل کے دروازے پر

پا یا دیو کو وہین سے رخصت کیا اور آپ اندر محل مین تشریف لایا حسن اتفاق سے اوسوقت قمر النسا بہی موتی محل مین آئی تہی شبیہ آرام دل کی جو طاق پر گلدستون کے بیچ مین رکہی ہوئی تہی دیکہکر رو رہی تہی ملکہ کے حال کو خیال کرکے بیقرار ہو رہی تہی کہ دفعتاً آرام دل سامنے سے نظر آیا قمر النسا کو دیکہتے ہی آنکہین نیچی کرلین قمر النسا نے کہا حضور تسلیم جو صبح کا بہولا شام کو گہر آئے تو اوسے بہولا نہین کہتے ہین بقول حضرت غالب اوسکو بہولا نجانیے کہنا ؎ صبح جو جائے اور آئے شام ؎ فرمائے ایک ہفتہ تک کہان رہے آپ تو ماہ دو ہفتہ ہین ایک دو دن کا مضائقہ نہین اتنے دن جو نظر نہین آئے تو کہیئے کس برج مین نہان رہے واللہ آپ کو بہی باتین سننے کا مزا ہے بے سنے نہین رہتے کچہہ عجب لپکا ہے یہہ سنکر آرام دل مسکرایا اور خاموش دالان مین چلا آیا قمر النسا وہان سے باغ باغ ملکہ حسن افروز کے پاس آئی اور کہنے لگی حضور مبارک شہزادہ عالم تشریف لائے جن کے واسطے آپ بیقرار تہین وہ آرام دل آئے ملکہ نے کہا ہان وہ تو روز آتے ہین سب ہر روز ایسی ہی خبرین سناتی ہین قمر النسا نے کہا بیگم مجہے اپنی جان کی قسم شہزادہ عالم آئے جب قمر النسا نے قسم کہائی تو ملکہ کو آرام دل کے آنے پر یقین ہوا دل کو ذرا توانائی آئی شام ہوتے قمر النسا کے ہمراہ موتی محل مین تشریف لائی وہ شب کہ شب ماہ تہی آرام دل موتی محل مین بالائے بام سفید بادلے شامیانے کے نیچے سفید ابر کے ٹکڑے مین مانند ماہ دو ہفتہ کے رونق افروز تہا سب سامان جشن موجود تہا مگر بے یار چین دل سے مفقود تہا منتظر ملکہ حسن افروز ملکہ کی پازیب کی آواز سنتے ہی بیتاب ہو کر استقبال کے واسطے دروازے تک آیا ملکہ کو دیکہتے ہی پہلے سات بار تصدق ہوا سر سے پاؤن تک بلائین لین پہر ہاتہہ پکڑ کے مسند پر بٹہایا آپ جو برابر بیٹہنے لگا ملکہ نے کہا صاحب میرا آپ سے ایک سوال ہے طبیعت کو سخت ملال ہے پہلے اوس سوال کا جواب دیجئے تو پہر میری برابری اور ہمسری کا دعوے کیجئے یہہ سنتے ہی آرام دل وہان سے اوٹہہ کر مقابل آبیٹہا یار ستمگار کو پر غضب دیکہکر جینی سر دست ہاتہہ اوٹہا بیٹہا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ جو ارشاد ہو غلام اوسکا جواب دے خاکسار ایک ہفتہ غیر حاضر رہا ہے فرماہے تو ایک ایک روز بلکہ ایک ایک ساعت کا حساب دے ملکہ نے کہا دیکہا چور کی داڑہی مین تنکا صاحب مجہے تمام عمر کے حساب و کتاب سے کیا مطلب خفا کیون ہوتے ہو اسکا کیا سبب مین تو ایک بات پوچہتی ہون کہ آپ اتنے دنون کہان غائب رہے آپ تو حاضر جواب ہین کچہہ گفتگو کیجئے اوسکا جواب دیجئے آرام دل نے کہا مین شکار کو گیا تہا صید گاہ مین جو پہونچا ایک ہرن کے پیچہے گہوڑا ڈالا وہ بہت دور نکل گیا ہاتہہ نہ آیا مین ایک دلدل مین پہنس گیا تہا گہوڑا میرا سینہ تک زمین مین دہس گیا تہا خدا نے مجہے وہان سے نکالا ملکہ نے شہزادے کی یہہ گفتگو سنکے قمر النسا سے کہا بہن جلد انکی خبر لو دیکہو انکے دشمن بہکتے کیون ہین یہہ کیا خبط ہے کہتے کچہہ ہین منہ سے نکلتا کچہہ ہے بہلا غور تو کرو انکے کلام مین کہین بہی ربط ہے پہر شہزادے سے فرمایا کیون جی آج کیا شراب پی ہے جو ایسی بہکی بہکی باتین کرتے ہو کیون کہو تو کیسا جی ہے شہزادے نے کہا مینے تو نہین پی مگر معلوم ہوتا ہے کہ تمہین آج کچہہ نشہ چڑہا ہے جو ہر بات مین اولجہتی ہو مینے جو بات عرض کی اوسکو تم نے کسقدر طول دیا ہے کچہہ نہین سمجہتی ہو مین تو عرض کرتا ہون

شکار کہیلنے گیا تہا قسمت مین مصیبت لکہی تہی اوسی جیلنے گیا تہا ملکہ نے کہا اچہا جو اپنے عرض کیا ہم نے اوسے فرض کیا
اب تم سچی ہو تو حلف اوٹہاؤ ہمارے سر کی قسم کہاؤ جب ہمین یقین آئے دل کا شک رفع ہو خاطر جمع ہو شبہہ جائے جب
ملکہ نے قسم کے واسطے فرمایا تو آرام دل بہت گہبرایا چور کے پاؤن کہان کہسیانی ہنسی ہنسنے لگا خجل ہوا خنجر ناز و ادا
کا گہایل ہوا یہہ حال دیکہکر قمر النسا تو کہوئی گئی مدعا کی طرف نہ اصلا آئی ملکہ حسن افروز فورا آ گئی ہاتہہ پکڑکے کہنے لگی نہین میری
جان کی قسم سچ بتاؤ کہان گئی تہے تم خاطر جمع رکہو ہم کچہہ نہ کہین گے سچ سچ کہدو جہان گئے تہے جب ملکہ نے ایسی شدید قسم دی
تو شہزادے کو بجز راستی کچہہ بن آئی ناچار تمام احوال اپنا ملک داراب مین جانا شہزادہ سیہ فام سے لڑنا اوسکے باپ کا
بہت بڑنا اوسے شکست فاش دیکر بہگانا سب بیان کیا اور کہا کہ ہم تو بہت جلد آئے اب آپکا دل کیون رنجور ہوا یہہ جو
کہئے کہے اجازت ہمارے کیون گئے تو ہان البتہ یہہ قصور ہوا ملکہ حسن افروز یہہ سنکر بڑے غضب مین آئی بید کی
طرح کانپنے تہرائی مگر غصہ کو ضبط کرکے کہنے لگی کہ صاحب خوب کیا بہت اچہا کیا تم اوسکے داماد تہے تم سمجہاتے تو کون جاتا
اس وقت مین جانا عین مناسب تہا اور رنج والم کو جو کہو تو اس مین رنج کیا ہے یہہ تمہاری غلط فہمی ہے ہمارا
بہی الم کرنا عبث ہے کیونکہ کسی پر کسی کا زور چل سکتا ہے ہمارا تو پہلے ہی سے یہہ ارادہ ہے کہ آپ سے ترک ملاقات
کرین گے ہزار منتین کیجیئے گا مگر ہرگز نہ بات کرین گے اور یہہ جو کوئی کہے کہ دل کیونکر مانے گا اوسے کیا کہو گی
ہجر کے صدمے کیونکر سہو گی تو ہم اوسے بہلا لین گے اوس سے سمجہہ لین گے اوسے سمجہا لین گے رند
پہینک دین گے اوسے ہم جبر کے پہلو اپنا ٭ تم پہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا ٭ آرام دل نے
کہا دیکہو ذرا زبان سنبہالو بیہودہ کلمہ زبان سے نہ نکالو اوس بیچارے شاہ داراب نے تمہارا کیا کیا
جو اوسکو گالیان دیتی ہو اوسکے فرشتے کیا کہتے ہون گے ناحق گناہ اپنے ذمہ لیتی ہو اور ملاقات کا کیا جواب ہین
کیا کہا ذرا پہر کہنا تمہین میری جان کی قسم خاموش نہ رہنا ملکہ نے کہا ہان ہان مین سچ کہتی ہون آپ ہمارا
کیا کیجیئے گا مین کیا بغیر کہے رہتی ہون اور مین تو حیران ہون کہ آپ ع اس قدر کیون خوشی سے پہولے ہین ٭
ہر دفعہ دباتے ہین کمزور سمجہہ کر دہمکاتے ہین تو کس گہمنڈ پر پہولے ہین مثنوی یون جو کرتے ہو بڑا دعویٰ (۲) ہوا بکا
کہئے مجہہ پہ کیا دعوی ٭ اور کیون جی ہمنے کس کو گالی دی جو تم اتنا بگڑتے ہو صنوبر کا کچہہ برا چیتا جو شیر کیطرح غراتے ہو
ہو خدا کے لئے قمر النسا چلو مین یہان ہرگز نہ ٹہیرون گی انکے تو سر پر آج جن سوار ہے ہوا سے لڑتے ہین بات بات
مین بگڑتے ہین خدا جانے کیا اسرار ہے یہہ کہکر اوٹہی اور شہزادے کو دو چار سخت و سست سنا کر بگڑ کر منہ بنا کر چلی آرام دل
ہاتہہ جوڑ کر قدمون پر گر پڑا رونے لگا ملکہ نے کہا سبحان اللہ رو رو کے ڈراتے ہو ماشاء اللہ بگڑی کو بنالیا
ہو بس بس ہٹو صاحب اب دل کی صفائی بخیر ہے ایک مدت گلستان وصال مین شادان رہے اب
دیکہئے بوستان فراق مین عجب سیر ہے غرض دیر تک یہی کیفیت رہی یہہ روٹہی رہین ادہر غشی کی حالت
رہی آخر عاشق کو کہان تک صبر ہو پاس سخن ہے دل پر جبر ہو ملکہ نے پاس آکر عاشق
جان باز کا سر اوٹہا کر اپنے زانو پر رکہا ماتہے پر ہاتہہ رکہکر کاکل رخ پر سے کہلانے لگی زلف معنبر

سنگہانے لگی کف دست صندلی جو پیشانی مریض عشق پر گئی صندل کا کام کر گئی ہاتہہ لگاتے ہی درد سر دور ہوا دل
بادۂ انبساط سے مسرور ہوا شہزادے کو ہوش آیا گہبرا کر اوٹہہ بیٹہا مگر خجالت سے سر جہکا لیا ملکہ نے فرمایا **نسیم لکہنوی**
کیا کہتی ہون مین ادہر تو دیکہو ٭ میری طرف اک نظر تو دیکہو ٭ ہے یا یہہ نہین خطا تمہاری ٭ فرمانے کیا سزا تمہاری
آرام دل نے کی عرض رضا ہے جو خوشی ہو ٭ عاشق کی سزا جو یو ہی بہتی ہو ٭ مشکین زلفون سے مشکین کسواؤ ٭ کالے
ناگون سے مجہکو ڈسواؤ ٭ تلوار سے قتل ہو جو منظور ٭ ابرو کے اشارہ سے کرو چور ٭ زندان مین جو زندہ
بہیجنا ہو ٭ اپنے دل تنگ مین جگہہ دو ٭ الغرض پہر باہم دور ساغر چلنے لگا وصال طالب و مطلوب سے ظلک
سفلی جلنے لگا رات بہر جشن رہا صبح ہوتے ہی ملکہ روانہ ہوئی رات کی کیفیت سب قصہ ہوئی فسانہ ہوئی شہزادہ
شاہ کی ملازمت کے واسطے گیا بادشاہ نے **آرام دل** کو دیکہا کمال مسرور کیا شہزادہ قدم بوس ہوا بادشاہ نے سینہ سے
لگایا اور فرمایا کہان گئی تہے **آرام دل** نے عرض کیا کہ فدوی بعد عرصہ کے شکار کہیلنے گیا تہا صید گاہ مین جو طبیعت
لگ گئی چند روز تک شکار کہیلتا رہا آخر مفارقت قدوم میمنت لزوم سے جی بیچین ہوا گہبرایا اوسی دم کوچ کیا کل
اس شہر مین داخل ہوا آج حضور مین حاضر آیا غرض **آرام دل** نے اپنی چرب زبانی سے کچہہ جہوٹ کچہہ سچ ملا کر شاہ
کی تسکین کر دی پہر دیر تک باب گفتگو وا رہا در تقریر کہلا رہا جب دربار برخاست ہو شہزادہ موتی محل مین تشریف
لایا مدام بادۂ انبساط سے مخمور رہا بامید شادی اور وصال شہزادی کے مسرور رہنے لگا ٭

غائب ہو جانا ملکہ حسن افروز کا اور گرفتار ہونا دام کرناس دیو ستمکار مین اور روانہ ہونا آرام دل کا تلاش جانان مین اوسی حالت اضطرار مین

نہ دے ساقیا مجہکو جام شراب ٭ بس اب پہینکدے یہہ گزک اور کباب ٭ تمنائے مے اب تو بالکل نہین ٭ ذرا
بہی مجہے خواہش بل نہین ٭ فلک سفلہ پرور ستانے لگا ٭ مرا یار مجہہ سے چہوڑانے لگا ٭ عجب طرح کا ماجرا
ہے **سخن** ٭ کیا عاجز اس نے بقول **حسن** ٭ یہہ دو دل کو ایک جا بٹہاتا نہین ٭ کسیکا اسے وصل بہاتا نہین ٭
مصائب نگاران جگر افگار و جگر فگاران مصائب نگار لکہتے ہین کہ ایک شب وہ غیرت ماہ یعنی ملکہ **حسن افروز** دیجا
اپنی محرم راز قمر النسا کے ہمراہ شہزادہ **آرام دل** بدر کامل کے پاس تشریف لائی چاندنی رات کی کیفیت تہی
دو تین روز کے بعد ملاقات ہوئی تہی وہ صحبت غنیمت تہی کچہہ جی مین جو آیا ملکہ نے شہزادے سے فرمایا **رند**
آج کی رات جو تو مہ سے مقابل ہو جائے ٭ چاندنی میلی ہو ڈہلوانے کے قابل ہو جائے ٭ ناگہان سنبل الطیب
کے تختہ سے جو خوشبو آئی شہزادے کے مشام کو معطر کیا **آرام دل** نے کیا خوب جواب دیا **خیر مرحوم** بو تیرے
زلف کی گر اوس سے مقابل ہو جاے ٭ مشک تا ر در خطا کہنے کے قابل ہو جائے ٭ پہر ملکہ نے کہا جی
چاہتا ہے اسوقت کوٹہی پر سے نظارہ شہر کریں اور سیر نہر لطافت بحر کریں شہزادے نے کہا بسم اللہ
ع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست ٭ الغرض ملکہ مع شہزادہ و قمر النسا اور چند خواصون کو ہمراہ لیکر

بالائے بام آئی چاندنی کی کیفیت دیکھکر کمال مسرور ہوئی اور فرط سرور شہزادہ کی طرف مخاطب ہوکر یہہ اشعار زبان
پر لائی **لادری** دیکھنے نکلا جو تو خورشید منظر چاندنی ٭ دہوپ سی ہی ہے چمک مین آج بہتر چاندنی ٭ کیمیا گر ہے
فروغ آفتاب حسن یار ٭ دہوپ سونے کا ورق چاندنی کا پتر چاندنی ٭ پہر ملکہ شہزادے کا ہاتھہ پکڑ کے زیر شامیانہ زرتار
مسند زرین پر جا بیٹھی باغ حیات بخش اور نہر کی سیر کرکے دلشاد ہوئی ذہن جو لڑا تو یہہ غزل برمحل طبعزاد ہوئی **مصنف**
جبنے ای جان تجہی گلشن مین ٹہلتے دیکھا ٭ اوسکو پریون نے جہرمٹ مین ٹہلتے دیکھا ٭ نالہاے سحری دہوم تو کرتی ہو دی ٭ اپنا
مطلب کبھی تمسی نکلتے دیکھا ٭ کب پامال خرام بت طناز ہوا ٭ ناز و انداز سے شاید اوسے چلتے دیکھا ٭ دل کا احوال کہو
کیا تب فرقت سی ٭ کبھی پانی اسے دیکھا کبھی جلتے دیکھا ٭ یہی کہتا ہی نچوڑون گا مین ہرگز دامن ٭ طفل اشک
آج اسی ضد پہ مچلتے دیکھا ٭ پیش شمع رخ جانان دل پر غم اپنا ٭ کبھی گلتے کبھی جلتے کبھی ڈہلتے دیکھا ٭ شہزادی نے
بھی ایک غزل بے بدل برجستہ کہی اور ملکہ سے مخاطب ہوکر پڑہی **مصنف** آگیا جو ترے کوچہ مین نہ ملتے دیکھا ٭ دم
مسیحا کا ترے در پہ نکلتے دیکھا ٭ مطلب عاشق صادق یہ تجھی اے شہ حسن ٭ مکر سے سیکڑون انداز بدلتے دیکھا ٭ میرے
قابو مین کسی روز نہ آیا تو یار ٭ اپنا بس تجھہ کسی آن نہ چلتے دیکھا ٭ تو نے پہیری نظر اپنی تو پہرا اوس سے جہان ٭ جو
گرا آنکھون سے ترے نہ سنبھلتے دیکھا ٭ اب تو عشاق کی جانبازی کا لا دل مین یقین ٭ تو نے پروانہ کو بہی آنکھون سے
جلتے دیکھا ٭ آج برائی تمنائے **سخن** مدت مین ٭ تمکو اے جان جو کوٹھے پہ ٹہلتے دیکھا ٭ غرض اسی طرح با عیش و طرب بذلہ
لیلائے شب تا کمر گئی یعنی نصف شب گذر گئی خمار بادۂ نشاط کا اوتار ہوا افلاک ستمگار در پے آزار ہوا اتفاقاً اوس وقت
ایک طرف سے بالا بالا کسی دیو کا گذر ہوا ظہور شعبدہ فلک کینہ ور ہوا اوسنے ایک پری نازنین قمر طلعت زہرہ جبین
دیکھی قدرت خدائے رب العالمین دیکھی دیکھتے ہی خنجر عشق کا گہایل ہوا عاشق ہوگیا بسمل ہوا شہزادی کو پہلو مین
بیٹھا دیکھکر جل گیا بیخود ہوا اپنے جامہ سے باہر نکل گیا غصہ سے شہزادے پر جہپٹا اور خنجر آبدار کمر سے کہینچکر مارا مگر برکت
انگشتری سلیمانی **آرام دل** محفوظ رہا خنجر جو کارگر نہوا تو وہ ملعون بڑی زور سے للکارا ملکہ وہ آواز ہولناک سنکر لرز گئی
خوف سے شہزادے کے پیچھی ہو بیٹھی ہوش و حواس کہو بیٹھی **آرام دل** آرام دل بہی ایک آواز ہولناک سنکر اور نظاہر کسیکو
نہ دیکھکر پریشان ہوا بہت ہراسان ہوا جب اوس مردود کا شہزادی پر بس نچلا تو غصہ سی لال ہوگیا بہت جلا
جہلا کر ملکہ کو معلق اوٹھا لیا اور کندہے پر بٹھا شور و غل کرتا ہوا ہوگیا **آرام دل** ملکہ **حسن افروز** کو دفعۃً غائب دیکھکر
گھبرایا بیحواس ہوگیا قمر النساء ہائے بیگم کہکر چپ ہوگئی اوس سے تو سکتا ہوا خواصین پیٹنے لگین محل مین کہرام ہوا غرق
دریائے الم عالم تمام ہوا امان یہہ حال سنکر غش ہوئی ہوش و حواس بجا نہ رہے **میر حسن** کلیجہ پکڑ وہ تو بس رہ گئی نہ
کلی کی طرح سی بیکس رہ گئی ٭ بادشاہ کو جو یہہ خبر وحشت اثر پہونچی ہجوم غم سے بیتاب ہوگئے کلیجے پر صدمہ ہو نچا غش
آگیا زمین پر گر پڑے **آرام دل** کہ روتے روتے بیہوش ہوگیا تہا ہوش مین جو آیا تو بصد حسرت و یاس یہہ اشعار
زبان پر لایا **جرأت** کچھہ ایسا اگر گیا بیہوش جانا ہمکو جانان کا ٭ نہ جی کو ہوش ہے دل کا نہ دل کو ہوش ہے جانان کا
والہ جی کو دل کی خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر ٭ ترے بغیر کسی کو نہین کسی کی خبر ٭ یہہ کہہ کر گریبان چاک کیا رعنائی

اور زیبائی کا بھیڑا اک قبا سے تنگ ہوا بے یار زیبائش کے نام سے ننگ ہوا میر ہاتھ جانے لگا گریبان تک پہنچا چاک
کے پھیلے پاؤن دامان تک **نسیم لکھنوی** یکچند جو گذرے بیخور و خواب ہوا زائل ہوئی اوسکی طاقت و تاب ہو
صورت مین خیال رہ گیا وہ ہو ہیئت مین مثال رہ گیا وہ ہو آنے لگے بیٹھے بیٹھے چکر ہو فانوس خیال بن گیا گہر ہو
جامے سے وہ زندگی کے تہا تنگ ہو کپڑون کے عوض بدلتا تہا رنگ ہو خاک بجر فتار کی ستمگاری دیس بدیس پہر کے
فقیرانہ بہیس کیا کہیس کا تہ بند باندہا اوسپر لنگوٹ کسا سر فروشی کی گدڑی کندہے پر درست کی طلب دلدار مین کمر ہمت
چست کی کاسہ سر ہاتھہ مین لیا ضعف و ناتوانی کو عصائے پیری سمجہا حضرت عشق کو ہادی اور رہنما کیا محبوب سے
لو لگائی مجذوب ہوکر دلشاد ہوا راہ عشق مین سالک ہوا غم دنیا سے آزاد ہوا در دلدار کی خاک بدن پر ملی آتش عشق
کی جلی ہوئی ہڈیون کو ہاتھہ مین بیکر چہرہ انور پر بہبوت رمائی عشق صنم مین جوگی ہوئی کسی جوگے نہ رہی اشکون کی
سیلی گلے مین ڈالی اپنے غزال رعنا کی یاد مین مرگ چہالے کا بستارا باندہا زلف رسا کی جٹا کمر تک لٹکائی سوزش درونی کی
دہونی رمائی اور رنار کے وقت جنگل کی راہ لی **فقرات چند در صنعت عاطلہ** حاصل کار **آرام دل** سوگوار
گرم رو راہ الم اور ہر وار آوارہ عالم ہوا **اسد اللہ** ہوس طرۂ طرار اور اوہر حرص وصل سرو دلدار اور اوہر دل کا
طالع کم رسا سحر دم رہا مدعا وصال سعد و مر رہا گو کہ اوسدم **آرام دل** کا سہو محو کا عالم اور دگر حال ہوا گر سہل ہوا
اوسکو وہ کہ ہر کسی محال ہوا دل والہ اوس والا گہر کا گل کہا کر دم طاؤس ہوا اوس آہو رم کا اوس کو سر گم کردہ
جو اس کو صحرا کہ وہ اور کوہ صحرا محو س ہوا اسیر وصال دلدار مرہم درد دل رہا دل وداد محمل کو اوس مل کا سرو حاصل ہا
آرام دل مرحلہ گرد مسلک الم رہا رہ عدم کو ہمطرح رمح ہمدم گل کا سرو کار ہوا کہ روح کو صدمہ ہوا دل درد آلود
گرا ہا مگر سلسلہ امل کو محکم کیا اور رو کر کہا **کلام** لو عصا آہ کا دل اور سہارا کر لو ہو صدمہ درد و الم کو ہوگوارا کر لو ہو
ہر کا ملک ملک گردوار کو احوال **آرام دل** صحرا گرد کا معلوم ہوا روح کو صدمہ کمال ہوا دل کو دوسرا ملال ہوا حاسد کا
مدعا حاصل ہوا سرو رصد ہا کوس دور ملول ہر دل ہوا مہر و ماہ گم ہو کر عالم سواد آمود ہوا در ہر گہر کا مسدود ہوا ہر اک
گم ہم ہر دم ملول اور اوداس رہا دل کو سو سو طرح کا وسواس رہا کل مردم کو اکل ماکول حرام ہوا وہ الم ہوا کہ وہ ماہ
محرم الحرام ہوا گلکدۂ سرور کا الم گل کہلا اس ووصار م کو الم کا گل ملا ہر اک کا دو طور کا احوال ہوا کمال صدمہ ہوا
ملال ہوا کہ اوہر سر ملا ہلا ہو در ہا دوسرا اوہر آہ کر کر دم کہو رہا محل آرام آلام گاہ ہوا ملک ملک کا حال معلوم
ہوا ہر اک آگاہ ہوا کلک عطارد کردار اس وس سطر کو لکہکر سر گہس گہس کر ہلاک ہوا اداسر اسر سواد کو مسک ہوا
سردار کو سرکار والا کو حکم ہوا ملکہ اور **آرام دل** کو ہر طرح لاد والادم صمصام کا سہم کہاؤ وہ آگاہ ہو کر آمادہ ہوا سوار
ہوا اور اک سورہ رودہ ملک کا دل دادہ ہوا

پہر دیو کو اوس نجور دور از سرور یعنی ملکہ حسن افروز سراپا گداز ہمہ تن سوز رشک حور کا

دیو کر ناس کا لیجانا کوہ البرز پر پہونچانا اور اوس گرفتار رنجہ الم کا بیقرار ہونا اور تلملانا

پلا ساقیا جام مینائے زرد ٭ پلادے وہ مے جس مین ہو درد ٭ درد کو پلادے اگر ایسی مے ہو کہین ٭ دگرنہ کچھ اسکی
بہی خواہش نہین ٭ محبت مین خون جگر پیتے ہین ٭ گزک لخت دل کہاکے ہم جیتے ہین ٭ قلم بریدہ سر و کلک جاک جگر
احوال ملکہ حسن افروز سراپا گداز یہہ تن سوز کا یون تحریر کرتا ہے کہ جب ملکہ جگر افگار اور وہ دیو ستمگار شہزادے
پہلو سے جدا کرا اوس گلبدن کو پہول کیطرح اوٹہا کر لیچلا ملکہ نے ایسی صورت منحوس تو کبہی دیکہی تہی یہ یک نگاہ بیہوش
ہو گئی سر و پا کی مطلق خبر نہ رہی شراب غفلت سے مدہوش ہو گئی **نسیم لکہنوی** حیرت چہائی تو کہو گئی وہ ٭ غفلت آئی تو سو گئی وہ
ہو کر ناس نشناس نے ملکہ بے آس سراپا یاس بیچین او راوداس کو کوہ البرز پر لیجا کر دالان مین لٹا دیا اور آپ پاس بیٹہا کر ملکہ سے باتین
کرنے لگا وہ گدا بیہوشی اور ہوشیاری کیا جانے بقول شخصے ع جہ داند بوزنہ لذات ادرک ٭ ملکہ نے جب کچہہ جواب ندیا تو نا امید
ہوکر کے اوٹہا بیٹہا یا جب آنکہہ کہولی تو پہر لٹا دیا اور یہہ سوچا کہ یہہ تازہ گرفتار ہے اپنے مان باپ کی مفارقت سے بیقرار ہی ابہی
نہ ستانا چاہئے پہر ملکہ کو تنہا چہوڑا آپ حسب معمول سیر و شکار کو روانہ ہوا یہان بلبل زار کا گل سے چہوٹ کر گلستان سے
خار صد آزار مین شجر الم پر آشیانہ ہو ملکہ کو جو ہوش آیا آپکو کنج مزار مین پایا سوزش دردنی سے کلیجہ جلنے لگا گہبراہٹ سے
دم نکلنے لگا ابر غم کشت زار عیش و نشاط پر گہر آیا دل نے برق کی تڑپ دکہائی رعد کی طرح شور مچایا خوف کے مارے
دل کہول کے رو نسکی نالہائے دل نالان گلے مین پہنس گئے گرفتار پنجۂ دیو کر ناس ہوئی دلبر یکے وصال سے یاس ہو گئی
دیوارون سے سر ٹکرایا ماہی بے آب کیطرح تڑپی بیقرار ہوئی عندلیب روح قفس تن مین پہڑکنے لگی خوف سے چہاتی
دہڑکنے لگی اپنے گلبدن رشک مسیحا سے جدا ہو کر بیمار ہوئی وقف صد آزار ہوئی اپنی بیکسی اور بربادی پر زار زار
رونے لگی زندگی سے ہاتہہ اوٹہایا تڑپ تڑپ کر جان کہونے لگی کبہی گہبرا کر اوٹہی ٹہوکر کہا کر گر پڑی لگی منہ کی کہائی کبہی کلیجے پر
ہاتہہ رکہکر بیقراری سے یہہ اشعار زبان پر لائی **حضرت اسد اللہ خان غالب** یہہ نہ تہی ہماری قسمت
کہ وصال یار ہوتا ٭ اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا ٭ کوئی میرے دل سے پوچہے ترے تیر نیمکش کو ٭ یہہ خلش کہان سے
ہوتی جو جگر کے پار ہوتا ٭ رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پہر نہ تہمتا ٭ جسے غم سمجہہ رہے ہین یہہ اگر شرار ہوتا ٭ کہون
کس سے مین کہ کیا ہے شب غم بری بلا ہے ٭ مجہے کیا برا تہا مرنا اگر ایک بار ہوتا ٭ ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے
کیون نہ غرق دریا ٭ نہ کبہی جنازہ اوٹہتا نہ کہین وہ بار ہوتا ٭ کبہی اپنے **آرام دل** راحت جان کو یاد
کیا اوسکی وادی اور سرگردانی کا تصور کرکے سر پر خاک ڈالی آپکو برباد کیا کبہی اپنی تنہائی اور بیکسی سے پریشان
ہوئی گہبرائی کبہی اشکبار ہو کر فراق یار مین بیقرار ہو کر یہہ غزل ارشاد فرمائی **نواب سید محمد خان رند** یہان نالہ
سرد و آہ مین اپنے اثر نہین ٭ او بیخبر تجہے بہی ہماری خبر نہین ٭ حیرت کا ہے مقام تعجب کی جا ہے
اس دہر مین کسی کو کسی کی خبر نہین ٭ ایام القیام پذیری کے جا چکے ٭ ناسور اب تو ہو گیا داغ جگر نہین ٭ ہو
اسکو کون خبر میرے حال کی ٭ ہمدم نہین شفیق نہین نامہ بر نہین ٭ دانستہ عارفانہ تجاہل ہے یار کو ٭ کیونکر کہون
کہ جان کی میرے خبر نہین ٭ کبہی درد جدائی سے بیقرار ہوتی یہہ کہتی اور زار زار روتی **رند** کہان ہے لائین ہم اوسکو
جو ہمکنار کرین ٭ تسلی کیا تری اے جان بیقرار کرین ٭ الہی کیا کرون کہان آن پڑی اس موذی کے ہاتہہ

سے کیونکر نجات پاؤنگی خدایا کس مصیبت مین جان پڑی ملک چھوٹا مان باپ سی جدائی ہوئی فراق محبوب وصال
نامرغوب ہے دم نکلا جاتا ہے دیو کی صورت دیکھہ کے خوف آتا ہے ملعون کے پہندی مین گرفتار ہین موت بہی نہین آتی ہزار
ہین افسوس کیا تہا اور کیا ہو گیا کیون پروردگار یہہ کیا شان کبریائی ہوئی **میر حسن** فلک نے تو اتنا ہنسایا تہا
؎ کہ جسکے عوض یون رولانے لگا ؎ آہ مجہسا ہی بدنصیب کوئی بشر ہوگا اور جیسا میرا دل ہے ویسا ہی کسیکا
جگر ہوگا **حضرت غالب** میری قسمت مین غم گر اتنا تہا ؎ دل بہی یارب کئی دئے ہوتے ؎ غرض اسی طرح
روتے روتے جان سے بیزار ہوئی تب غم نے آدبایا رشک مسیحا کے الم مین بیمار ہوئی اس عرصہ مین وہ سفاک ناپاک
آیا ملکہ نے بغور جو دیکہا پہر غش آیا وہ بدذات ابلیس صفات ملکہ کے قریب آیا اور زبردستی ہوش مین لایا ملکہ جو ہوشیار
ہوئی حضرت عزرائیل کو بالین پر موجود پایا راضی برضائے پروردگار ہوئی دل مین سوچی کہ ہماری تقدیر مین یہی
لکہا تہا یہی ہونا تہا مدام رنج و آلام مین رہنا تہا تمام عمر رونا تہا خیر ہزار شکر ہے لیکن اب وہ تدبیر کرو کہ اس موذی
کے ہاتہہ سے جان بہی بچے اور آبرو بہی رہے یہہ سوچ سمجہکر دیو سے کہنے لگی کہ تم ہمین تنہا چہوڑ صبح سی کہان گئے تہے اور
جو ہمین کوئی اور لیجاتا تو تم کیا کرتے آخر یہی ہوتا کہ میرے فراق مین اور اوس کے آتش رشک مین جل مرتے دیو
مرغی کا یہہ میٹھی میٹھی باتین سنکر شہد کی چہری سے مذبوح ہوا بسمل ہوا خنجر عشق کا گھائل ہوا بولا کسیکا کیا
مقدور جو تمکو پہر نظر دیکھے اگر دیکھے تو اوسی دم قلم اپنا سر دیکھے اس بات سی تم اطمینان رکہو طبیعت اپنی ذرا بحال
رکہو مگر بغیر وصال اب حال غیر ہے شراب عشق سے مخمور ہین شیشۂ دل چور تمہارے بغیر ہے ؎ ملکہ **حسن افروز**
نے کہا پانچ چار روز سے ہم بیمار ہین اس سبب سے لاچار ہین ایک مہینہ توقف کرو ایسے کیون گہبراتے ہو
تمہین کیا خیال ہے ہم تو تمہارے پاس موجود ہین پہر وصال کیا امر محال ہے اور ہم تو مدت سی تمہارے
عاشق زار ہے جدائی سے بیقرار تہے دیو عشق کا نام سنکر اور بہی شاد ہوا کہنے لگا کہ اچہا ہم تا صحت
آپ سے نہ بولینگے یہہ سنا اور الگ ایک مکان مین جا در گور ہوا یہان پہر وہی گریہ و زاری تڑپ
اور بیقراری پہر وہی نالون کا شور رہا تمام رات اسی طرح بسر ہوئی خدا خدا کرکے سحر ہوئی دیو تو صبح
اوٹہتے ہی روانہ ہوا غم و الم نے ملکہ کو پہر آڑے ہاتہون لیا مرغ سحر نے اذان دی صور کی طرح آواز لگائی صبح
کیا ہوئی گویا قیامت آئی داغ جنون کا حساب ہونے لگا دفتر حدیث کہلنے لگے نامۂ اعمال دل بیقرار اور چشم اشکبار
میزان امتحان مین تلنے لگے عشق کی گنہگار بندہ دن پر عذاب ہونے لگا القصہ کبہی کبہی دیو نابکار آتا دو ایک
ساعت ملکہ کے پاس ٹہیر کر پہر چلا جاتا ملکہ **حسن افروز** رو رو کے دن بسر کرتی رات کو تارے گن گن کر سحر کرتی
آرام دل کے آنے کی مدام منتظر رہتی فراق کے صدمے سہتی اوسکے انتظار مین ہمہ وقت دروازے کو تکتی جب راہ
دیکھتے دیکھتے دم گہبرا جاتا جوش جنون سے کلیجہ منہ کو آتا دیوانون کی طرح بکتی اسی طرح چند روز گذر گئے مہینہ
قریب الاختتام ہوا اس عرصہ مین کسی مرتی جیتے نے خبر نہ لی ملکہ کو بڑا صدمہ ہوا آلام ہوا شب و روز بدرگاہ مجیب الدعوات
اپنی حفظ آبرو کی التجا کرتی اپنی بیکسی اور بے نصیبی پر زار زار روتی لیل و نہار آہ و بکا کرتی

ذوق گر شرح جنون کیجے رقم اور زیادہ ٭ ہو جا لکہی جیب قلم اور زیادہ

معلوم ہونا احوال دست بردی کرناس دیو بد نظر کا اور فوج کشی کرنا پدر ملکہ حسن افروز حور منظر کا پہر آرام دل مصیبت زدۂ روزگار ملاقات مرد خجستہ خصائل پہر بعنایات جامع المتفرقین اور توجہ باطنی درویش کامل ملاقات ملکہ حسن افروز حور شمائل پہر دیو کی لڑائی اسکو جہنم مین پہونچانا و ملکہ حسن افروز کو فارس مین لانا

بلا ساقیا ساغر غم زدا ٭ کہ فرقت سی ہے حال ابتر مرا ٭ پہنسا پنجۂ درد و غم مین ہے دل ٭ شب روز رہتا ہون مین مضمحل ٭ مدد کر مری ساغر عیش سے ٭ رہائی ہو تا دام سے مجہے ٭ نہ کیونکر ہو دل شاد اور با ہنر ٭ کہ ہے بعد محنت کی راحت ضرور ٭ سیاحان ملک معانی درہ نوردان صحرای خوش بیانی احوال آوارہ گان دشت ادبار روئے نادیدہ شاہد مدعا اور ستم رسیدگان روزگار کا یون لکہتے ہین کہ جب ملکہ حسن افروز حور شمائل اور شہزادہ آرام دل دونون غائب ہوئے شاہ فارس کو رنج ہوئے تعب ہوئے انکے غائب ہونے مین عقلا ذہن لڑاتے تہی مگر اصل مدعا کی طرف اصلا نہین جاتی تہے کہ صورت خوب جہان کو مرغوب ہے حسین عالم کا محبوب ہے دیو تو کیا پری بہی دیوانی ہے اگر حسن مین لاثانی ہے طلسم جہان مین یہی کارخانہ ہے جن و بشر پر موقوف نہین یہہ طبیعت کا آجانا ہے غرض بادشاہ اپنے فکر مین حیران تہی عقلا و زرا پریشان تہی کہ ایک خواص نے شاہ کی حضور مین عرض کی کہ غلام علم رمل اور نجوم مین خوب ماہر ہے حال ماضی اور استقبال اور اب جو مرشد زادی پر گذر رہا ہے وہ سب تابعدار پر ظاہر ہے ایک دیو کرناس نام کوہ البرز پر کہ وہ پہاڑ یہان سے دس منزل جانب مشرق ہی شہزادی کو لی گیا ہے ہم سب کو رنج و الم دے گیا ہے اوس پہاڑ پر اوسکا ایک مکان عیش و نشاط کا سامان ہی یہہ سنتے ہی شاہ نے اوسیدم وزیر اعظم کو با فوج جرار کوہ البرز کی طرف روانہ کیا اور آپ بیقرار ہو کر بار بار درگاہ قاضی الحاجات دعا کرتا فقرا اہل اللہ صاحب دل لوگون سے اپنی التجا کرتا سطرے چند در صنعت منقطع الحروف آرام دل دل دادہ وارث داد رس رہ رو راہِ ذوق دور رو زدہ و آرام رم از دم آزردہ دل رخ زرد راز دار درد دل آزردہ ادا زاغ زاری دل ارہ آرزو دی دل ذرہ ذرہ دوری دل آرام دل آزار دل آرام دل داغدار وزن راہ رو در وادی ذوق و داد داد داد از درد دوری داد داد در اے دل روح در آزار آوارہ وادی در در دن دو دردان دارہ دل دو زآب زرد روری روزہ روز فقیرانہ بہیس کیئے تن تنہا آہ و بکا کرتا چلا جاتا تہا ایک روز علی الصباح ایک صحرائے وسیع مین گذر ہوا شہزادہ سخت متحیر ہوا دیکہا کہ بیابان فراخ چون صفحہ آسمان ہے مگر کہین کسی نشان یا درخت کا پتا نہین صاف میدان ہے جاڑے کی یہہ شدت ہے کہ کہیت کے کہیت اور جہنڈے بڑے

میں کہیں لب جو جو دو چار جانور آبی ہیں مارے سردی کے اینٹھہ رہے ہیں اکڑے پڑے ہیں جو ایک ذرہ ارنڈ کا درخت ہے اوسے جاڑے سے جو پالا پڑا ہے اوپر سے نیچے تک گلا ہے اندر سے باہر تک سڑا ہے رات کو آسمان سے برف گری ہے زمین پر طبقۂ زمہریر ہے اوس جنگل میں لطف صحرائے کشمیر ہے کھیت کی جو کیاری دیکھی کھیتے کی کیاری پانی ہے کوئیں کو جو بغور دیکھا تو ثابت ہوا کہ کسی دہقانی برف والے نے اتنی بڑی قلفی میں پانی کی برف جمائی ہے صبح کا وقت سرد سرد ہوا جاڑے کی یہہ شدت اوسپر طرہ یہہ کہ شاہ صاحب کے تن پر کپڑا نہ پاؤن میں جوتا فقط ایک لنگی اوسپر لنگوٹی ایام سردی میں خصوصاً صحرا نوردی میں پہلا اوسکی کیا اوٹ شہزادہ مارے سردی کے بیچین ہوا قدم بڑہایا سر سے کانپنے لگا آگے بڑہتے ہی قدم لڑکہڑایا سناٹے کی ہوا تیر سی لگ نے لگی آتش غم دونی سلگنے لگی شکم میں فار التنور کا عالم ہوا دل کباب ہر استخوان ہیزم کیطرح جلنی لگا آہ کے ہمراہ بیتاب کبابکے دہوان نکلنے لگا دانت کٹکٹ بجنے لگے لب یاقوت سے نیلم ہوئے عارض انور کہ ہمرنگ برگ گل تر تہے سردی کی گزند سے برگ سوسن ہوئے ہاتہہ پاؤن ٹہنڈے تہے انگلیان ٹہٹہری جاتی تہین جو خانہ بغل سے باہر نکلتی تہین اس کڑ کڑاتے جاڑے مین تڑکے کی گرمی کا مزا تہا لطف تو تہا وے جان گزا تہا کہ جو قدم آگے پڑتا تہا آبلہ پا کی صراحیان ریگ بیابان کے شورے میں جہلتی تہین جب مجمر فلک میں آفتاب کا انگارہ روشن ہوا **آرام دل** کے جسم کو گرمی پہونچی سردی کی گزند سے امن ہوا قدم تو بڑی گرما گرمی سے اوٹہایا مگر ناتوانی سے بڑہا نہ گیا جگر اکڑا بیقرار ہو کر یہہ شعر زبان لایا **ناسخ** ضعف ہے راہ طلب مین جیسے دامنگیر پا ۔۔ آتے ہین رکہا ہے پا مجہکو نظر زنجیر پا ۔۔ لے چلے ہین کوئی جانان سے یہہ وحشت میں مجہے ۔۔ وادئے پر خار پر موقوف ہے تعزیر پا ۔۔ گرتے ہی ناتوانی سے غش آنے لگے نالہ ہائے دل زار ستانے لگے بیچین ہوا گہبرایا پانو جستجوے دلدار میں تہک گئے وصال یار کی طرف سے یاس ہوئی رو رو کر یہہ ارشاد فرمایا **میر تقی** آہ سحر نے سوزش دل کو مٹا دیا ۔۔ اس باد نے ہمین تو دیا سا بجہا دیا ۔۔ اس موج خیز دہر میں ہمکو قضا نے آہ ۔۔ پانی کے بلبلے کی طرح سے بہا دیا ۔۔ بوئے کباب سوختہ آئی دماغ مین ۔۔ شاید جگر کو آتش غم نے جلا دیا ۔۔ اسی طرح تین شبانہ روز گذر گئے حضرت عشق اپنا کام کر گئے دن کی دہوپ رات کی اوس اسیر بیکسی و ناتوانی پر صد ہزار افسوس ایسے ناتوان ہوئے کہ ہل نہ سکے **میر** سر اٹہاتے ہی ہوگئے پامال ۔۔ سبزۂ نو دمیدہ کے مانند ۔۔ **آرام دل** اپنی جان سے بیزار ہوا بے یار اس ذلت او خواری کی زیست سے شرمسار ہوا ارادہ کیا کہ اب کسی کوئیں میں آپ کو گرائیے دیدار یار حشر تک نصیب ہوگا فلک ستم شعار دے کیونکر جفا ہے موت بہی خفا ہے پہر اوس جینے کو کیا کہتے ہیں پس آپ اپنے تئین ہلاک کیجیے مرجائے **محمد ابراہیم ذوق** کیون جی کے ہجر میں ہوئے شرمندہ یار سے ۔۔ اب مر رہے ہین اوسکی پشیمانیوں مین ہم ۔۔ یہہ سوچ کر جرا ٹہرا اوٹہا سامنے ایک چہپر اور کنوئین نظر پڑا دیکہا اوس جہوپڑی کے آگے آگ روشن ہے خیال کیا کہ شاید کسی زمیندار کا مسکن ہے غرض وہ یوسف عہد چاہ سے گہبرا کر گرنے کی چاہ میں چاہ کی طرف چلا لب چاہ آتے ہی جو نہین چاہا مین گرنے کو چاہا ایکہ آواز سنی کہ دیکہہ کیا ستم کرتا ہے خدا کو بہول گیا کیون بے موت مرتا ہے

آرام دل نے یہہ سنکر جان دینے سے ہاتہہ اوٹہایا اور اوس جہوڑے کیطرف آباد دیکہا کہ ایک عبارت منقوط شیخ جی
ب تخت نشین تخت جی جق نے بق بق جنت بن بچین چین غضب نقش چین فیض بخش غیب بین شب خیز ذی فن جشتی
نت جنی بخشش بخشن **بیت** زیب بنیش جشنیش بے بخش تو نہ بینی تیزی جن پش جذبش ڈسو سوا سو برس کا سن
وسال ہو دن اور پلکو ابہی سب سفید بال تلاوت قرآن مجید مین مصروف ہین ضیای انور جیسے وہ حجرہ تنگ و تار روشن ہے
صندلی رنگ ہی گیرو پیرہن ہے چہرہ مبارک سے آثار بدمزاجی نمایان ہین کسی طرف سے رنجیدہ خاطر ہین ملول ہین **آرام دل**
نے بکمال ادب سلام کیا اوس ولی اللہ نے منہ پہیر لیا پہر شہزادی نے السلام علیکم کہا جب بہی جواب نہ دیا شہزادہ فقیر کے
غضب سے ڈرا اور قدمون پر گر پڑا اوس رہبر کامل نے شہزادے کا سر پانون پر سے اوٹہایا گلے لگایا پاس بٹہایا اور
فرمایا کہ اے فرزند بس اتنی ہی تکلیف مین تمنے کریم کارساز کو بہلا دیا مرنے پر مستعد ہوئے ذرا صبر و تحمل نکیا ان اللہ
مع الصابرین کا اعتقاد دل سے اوٹہا یا خیر آج توقف کر انشاء اللہ تعالی علی الصباح رخصت کرونگا یہہ سنکے شہزادے
کو گونہ تقویت ہوئی رنگ زعفرانی ارغوانی ہوگیا بشاش طبیعت ہوئی پیر روشن ضمیر پایا اظہار مطلب سے پچہہ
مطلب رہا سر نیاز جہکا کر دوبارہ قدم چومے نعلینون کو آنکہون سے لگایا دن تو یاد الہی اور تلاوت کلام اللہ
مین بسر ہوا شام ہوتے ہی شاہ صاحب نے آپکے کہانے کے بدلے ایک چیز ایسی **آرام دل** کو کہلائی کہ کہاتے ہی
شہزادے کے جسم مین فوراً اصلی تاب و توانائی آئی صبح کو شہزادے نے اوس درویش کامل سے رخصت چاہی
فقیر نے ایک قیچی ہرے بانس کی دیکر کہا کہ بابا یہہ چہڑی لو اور اسکے خواص سن رکہو جس دشمن پر وار کروگے تیغ
دو پیکر کا کام کرے گی رزمگاہ مین عدو کو مارے گی تمہارا نام کرے گی مقید کی زنجیر مین چہوا دوگے زنجیر موم کی
رہا وہ گرفتار ہوجائیگا جس جانور کی تسخیر کا ارادہ کروگے جب اس قیچی کا اشارہ کروگے وہ جانور مطیع اور فرمانبردار
ہوجائیگا کمر سے لپیٹ لوگے طاقت پرواز ہوگی جہان چاہو جاؤ اختیار رہے ٹوٹنا جانتی نہین ہے تمہاری کسی سے
ہل نسکے گی اگرچہ سبک بار ہے دشمن کی گرفتار کو حلقہ کمند ہے مریض کے بدن مین بنظر شفا چہوا دوگے اکسیر کا
کام کرے گی دوائے دل دردمند ہے جس شخص کیطرف تبدیل شکل کا قصد کرکے اس چہڑی سے اشارہ کروگے
اوسکی صورت فی الفور بدلجائیگی جس آسیب زدہ کو دکہاؤ گے آسیب دفع ہوگا بلا آئی ہوئی ٹل جائیگی مگر خبردار اسکو
اپنے پاس سے جدا نکرنا نہین تو بہت پچتاؤ گے پہر ایسی چیز کہین نپاؤ گے اب بسم اللہ کرکے اسے کمر مین باندہو اور ملکہ
کے پاس جانیکا ارادہ کرو انشاء اللہ تعالی کرناس دیو پر مظفر اور منصور ہوگے ملکہ کے وصال سے کامیاب اور مسرور
ہوگے شہزادہ یہہ سب باتین اپنے ذہن نشین کرکے درویش طریقت کیش کا قدمبوس ہوا اور بہت سا شکر ادا کیا
پہر شاہ صاحب نے اپنے دست مبارک سے وہ قیچی شہزادے کے کمر مین باندہی شہزادے نے ملکہ کے پاس جانے
کا ارادہ کیا دل تو ادہر ہی رجوع تہا مگر اودہر ہی آمادہ کیا بمجرد عزم کوہ البرز جس مکان مین وہ دلدار دراز یار
بے یار و مددگار محبوس تہی جا پہونچا دیو کو پیغام اجل آپہونچا **آرام دل** نے جو آنکہہ اوٹہائی **نسیم لکہنوی** دیکہا
تو در قبول وا تہا بے تکلف دروازہ مین قدم رکہا ناگاہ ایک صدائے دردناک با نالہ و آہ جانکاہ مکان مین آئی

کر ارے ظالم شبہائے فراق تو رو رو کے بسر ہوئین اب صبح قیامت آئی مگر افسوس تو نے خبر نہ لی ہماری جان پر کیا کیا آفت
نہ آئی زندہ صدمۂ ہجر سے چہوٹون مجہے راحت ہو جائے ٭ دم نکلجائے کہین جلد فراغت ہو جائے ٭ جو میسر رہ
الفت مین شہادت ہو جائے ٭ فخر کونین ہو عاشق کی سعادت ہو جائے ٭ آرام دل نے آواز انیس جانی کی
پہچانی گوش دل سے سُنا دلبر کی بیکسی اور بے بسی پر رویا پہر یہہ شعر پڑہتا ہوا شوق دیدار مین چلا ناسخ مردے
کو جلاتی ہے تیرے ناز کی آواز ٭ اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز ٭ اندر جاکر دیکہا کہ ملکہ دالان مین بیٹہی رو رہی
گلستان حسن مین خزان ہے سنبل سے زلف پریشان ہے عارض گلگون مرجہایا ہے داغ سے رشک سوسن ہے تار تار پیرہن ہے
نہال قد بار غم سے سرنگون ہے ضعف ہے درد ہے جنون ہے نرگس چشم شبنم وار گریان ہے کسی کے انتظار مین وا ہے
کسی کو نگران ہے نسیم لکہنوی بال اوسکے وبال سے بڑہے ہین ٭ ناخن بہی ہلال سے بڑہے ہین ٭ آرام دل
دوڑکر ہم آغوش ہوا خوب چلا چلا کر رویا ایسا رویا کہ بیہوش ہوا ملکہ حسن افروز پہلے تو ایک فقیر برہنہ
کو بے تکلف اپنے پاس آتے دیکہکر ڈری مگر پہر بغور جو ملاحظہ فرمایا اپنا آرام دل اپنا محبوب و مائل پایا دیکہتے ہی
کلیجہ پہڑکا دل نے شہادت دی وہین دہڑکا تو دونون عاشق و معشوق ہم آغوش ہوکر خوب روئے دفتر غم و الم مدتہائے
مدید کے دہوے روتے روتے ہچکی بندہ گئی غش آنے لگے پہر دامنون سے آنسو پونچہکر باہم سمجہانے لگے مصنف عشق نے
دونون کو جدا کر کے ٭ پہر ملایا خدا خدا کر کے ٭ جب بیقراری سے تسکین ہوئی طمانیت اضطرار کی جگہہ جانشین ہوئی
ملکہ نے اپنی بیکسی اور بیقراری دیو لعین کی زبردستی اور ستمکاری پہر اپنا حفظ جان کرنا اور اپنی آبرو اوس ظالم سے
بچانا پہر اوسکا گاہ گاہ آنا جانا سب حقیقت کہہ سنائی اور آنسو پونچہکر کہنے لگی کہ دیکہئے خداوند کریم مجہ گنہگار کی
کب خبر لیتا ہے کس دن اس موذی بدذات کے ہاتہہ سے جان اور آبرو کے ساتہہ نجات دیتا ہے یہہ گفتگو ہو رہی
تہی کہ ایک پہاڑ کالا سامنے نظر آیا اور مانند باد تند کے دہوان دہار فلک پر چہا گیا پہر رفتہ رفتہ زمین پر اوتر آیا
دیکہا تو وہی عفریت پلید تہا ملکہ خوف کے مارے کوٹہری مین چلی گئی آرام دل باستقلال تمام وہی بانس کی
چہڑی لیکر ہوشیار ہوا دیو کرناس نے آتے ہی جہنجہلا کر شہزادے پر خنجر مارا انگشتری سلیمانی سپر ہو گئی ذرا نہ کارگر
ہوا پہر اوس موذی نے منتر پڑہ کر پہونکے اونکا بہی کچہہ نہ اثر ہو جب دیو اپنا وار کر چکا شہزادے نے پیترا بدل کر اوسکی
ہاتہہ زمین سے اوچہل کر دیو کی گردن مین قمچی ماری نسیم لکہنوی غش کہا کے زمین پر گرا دیو ٭ موجود ہوئی ہزار دیو
بدلی کی طرح جو امڈے دشمن ٭ لاٹہی سے ہوا یہہ برق خرمن ٭ موسیٰ کا عصا تہا لٹہہ جوان کا ٭ ایک ہی لاٹہی
سے سب کو ہانکا ٭ سرمہ کیا کوہ پیکرون کا ٭ جی چہوٹ گیا دلاورون کا ٭ غرض شہزادے نے سبکو بہگا یا مار
خوب بہگا جب سب بہاگ گئے تو دیو کرناس کی لاش پر آیا سر اور جسم اوسکا ایک جا کیا پہر خدا کا شکر ادا کیا مدعائے دل
بر آیا ملکہ کے پاس آیا اور کہا ذرا باہر نکلکر دیکہو وہ دیو لعین اور مکار تمہارا محرم اسرار پڑا ہے ملکہ نے کہا کیا خوب میرے
دشمنون کا محرم اسرار ہوتا تمہین کچہہ سودا تو نہین ہوا ہے جو بر رو گالیان دیتے ہو خدا جانے کب بلا لیتے ہو واہ واہ
تم تو خوب اپنے دل کے پہپہولے پہوڑتے ہو نئے نئے رشتے جوڑتے ہو شہزادے نے کہا صاحب خفا کیون ہوتی ہو دل تو

دو سرا ہنسی ہنسی مین کیون رنجور ہوا ہمسے تو تفریح کی ایک بات تہی اور اگر سچ پوچھو تو راست ہی ہی اچہا
معاف کیجیے قصور ہوا ملکہ نے کہا دیکہو پہر تم وہی کہے جاتے ہو اپنی حرکتون سے باز نہین آتے جو خدا کی قسم مین اپنا
منہ پیٹ لونگی مجہے نہ ستاؤ یہین ہزارون گالیان دونگی شہزادے نے وہی قیچی اپنی کمر سے لپیٹ کر ملکہ آغوش مین
دبا لیا اور دل مین ملک فارس جانیکا ارادہ کیا ملکہ نے گود مین مچلکر کہا کہ واللہ ہم سے نہ بولو ہمین نہ ستاؤ ہم کچہ
کہہ بیٹہین گے زیادہ منہ نہ کہلواؤ یہہ فقرا تمام بہی نہ ہونے پایا تہا کہ دونون موتی محل مین داخل ہوئے آرام دل نے
کہا صاحب بیوجہہ طبع نازک پر ملال ہے بہلا یہہ کیا موقع ہے کیا محل ہے ذرا تمہین میرے سر کی قسم آنکہہ کہولکر دیکہو تو یہہ کس کا
باغ ہے کونسا محل ہے ملکہ حسن افروز غصہ مین بہری بیٹہی تہی کچہہ بولی مگر موتی محل اور باغ حیات بخش کو دیکہکر
حیران ہوئی دل مین کہنے لگی کیا مین خواب دیکہہ رہی ہون جو اپنا باغ اور محل مین اور وہی نہر وہی تالاب دیکہہ رہی ہون یہہ تو
اسی فکر مین غلطان پیچان رہی وہان کسی خواجہ سرا نے یہہ خبر مسرت اثر بادشاہ کے حضور مین پہونچائی بادشاہ یہہ خبر سنتے
ہی گہبرائے ہوئے موتی محل مین آئے شہزادہ قدمبوس ہوا بادشاہ نے سر اوٹہایا دست و بازو چومے پیشانی پر بوسہ دیا پہر ملکہ کو
گلے لگایا خوب روئے شہزادہ یہہ کیفیت دیکہکر دیوان عام مین تشریف لایا خاص محل مین جو یہہ خبر معلوم ہوئی مبارک
سلامت کی ہر طرف دہوم ہوئی بیگم صاحبہ نے ماتمی لباس اوتارا خواصون مین غوغا ہوا موتی محل مین جانے کے لیے
شور و غل سے عجب ہنگامہ ہوا کوئی گہبرا کر پائنچے اوٹہا چلنے کو طیار ہوئی کوئی سوتے سوتے چونک پڑی شور و غل
سنکر بیدار ہوئی کوئی ننگے سر دوپٹے کا آنچل الگنی مین کہونسکر چڑیا کی طرح اوڑی ہوئی آئی کوئی یار کی بغل سے
اوٹہی بیقرار ہوکر دوڑی اچہی طرح ازاربند بہی نہ باندہنے پائی کوئی انگنائی مین ننگے سر ہوکر سجدے کرنے لگی کوئی
کوٹہے پر سے اوترنے لگی کسی دلسوز نے گہی کے چراغ جلائے کسی نے اللہ پیر منائے کسی نے پکارا ارے چنبیا اوس
جو کہا جی آئی تو برہم ہوکر للکارا کہ او قطاما ادہر آ کسی نے بلک کر کہا کہ الٰہی تیرا شکر کہ تو نے چہوٹی بیگم کو ہمسے ملایا
کوئی بولی ارے چلو بیگم صاحبہ کہتی ہون گی کہ اللہ ہم اتنے دنون کے بعد آئی گویا ہماری دوبارہ زندگی
ہوئی مگر کوئی ابتک ہمارے دیکہنے کو بہی نہ آیا کوئی جہٹ پٹ پاندان کہولنے لگی اور کہنے لگی کہ میری بیگم نے
مدت سے گلوری نہ کہائی ہوگی ہے جے کس نے کہلائی ہوگی مین تو ایک گلوری بنا کر لیے چلتی ہون غرض بیگم صاحبہ
موتی محل مین تشریف لائین قمر النسا اور ملکہ کی مانی اور خواصین سہیلیا سب آئین مان اپنے نور بصر لخت جگر
کے گلے لگ کر خوب روئی ملکہ ایسی بیقرار ہوئی وہ اشکبار ہوئی کہ روتے روتے غش آیا یہہ حال دیکہکر سبکو ایک سکتا
ہو گیا عجب ماجرائے حیرت افزا ہو گیا جب رونے دہونے سے افاقہ ہوا سب ملکہ کو خاص محل مین لائین جلدی جلدی
صدقے اوترنے لگے شہزادے کے زندہ اور سلامت آنے کی تمام شہر مین خبر مشہور ہوئی بلکہ تمام قلمرو مین دور
دور ہوئی جب سے یہہ حادثہ ہوا تہا بادشاہ نے دربار نہین کیا تہا تمام شہر مین ماتم تہا ہر ایک کا عجب عالم تہا اور
صبح ہوتے ہی بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا شہزادے کو برابر بٹہایا سب امرا و زرا چہوٹے بڑے شاد ہوئے
توپخانون مین خوشی کی ہزار ہا شلکین ہوئین محبسون کی دروازے کہل گئے ہزارون قیدی دائم الحبس رہا ہوئے

لاکھون بردے آزاد ہوئے خزانہ مین توڑون کے منہ کھول دئے جنھونے پیسا کبھی نہ دیکھا تھا کہ کیسا ہوتا ہے
اونھین روپے گنتی دئے شہر مین ہر فرد بشر نے اپنے گھر مین جشن کیا ساری دولت باپ دادا کی جمع کی ہوئی ذرا سی خوشی
مین لٹا دی خزانچی نے شاہ کے حکم سے پچاس لاکھ اشرفیان بات کی بات مین لٹا دین دوپہر تک عام دربار رہا ہر
شخص آرام دل کو دیکھکر اوسکے حسن خداداد اور جوہر شجاعت پر جان و جان و دل سے نثار رہا شاہ نے دوپہر جشن
کرکے دربار برخاست کیا اور وزیر اعظم کو انتظام شادی کا حکم دیا اب سنئے کہ وزیر حسب الحکم شاہ کوہ البرز کے تئین برائے تلاش
ملکہ حسن افروز روانہ ہوا تھا دس روز کی راہ چار روز مین طے کرکے اوس پہاڑ کے نیچے پہونچا ہر روز اوس مکان کے
گرد پہرتا اندر جانے کی گھات لگاتا مگر کہین دروازہ کا نشان نہ پاتا نسیم لکھنوی اوس برج مین تھا طلسم کا در تو
ششدر رہا چار سمت پھر کر ۔ آخر دیوار توڑ کر اندر گیا دیکھا کہ دیو کا تن سر سے جدا ہے شہزادی کا پتا نہین رومال پڑا ہے وزیر نے اپنی ملکہ
کا غرقچین پہچانا اور سمجھا کہ شہزادۂ آرام دل آیا اس ملعون کو جہنم مین پہونچایا ملکہ کو لیگیا اس نابکار کو قرار واقعی سزا دیکر
پہر نعش کو ہاتھیون پر بار کرکے بادشاہ کو دکھانے کے لئے آیا یہان پہونچکر ملازمت شاہ اور شہزادۂ جہان پناہ سے مشرف ہوا دیو کی
لاش جو آئی عام شہر امڈا چھوٹا بڑا دیکھنے چلا ہر خورد و کلان پیر و جوان نے دیو پر نفرین کی شہزادے کی شجاعت اور
دلیری پر تحسین کی غرض شہزادے کی قوت کا غلغلہ از ماہی تا بماہ ہوا شور تھا کہ کیسا جوانمرد داماد شاہ ہوا

ترانہ سنجی عندلیب خامہ در بیان شادی و کیفیت عروسی و دامادی

پلا ساقیا ساغر پر سرور ۔ کہ لکھنا ہے سامان شادی ضرور ۔ پلا دے مے شادمانی کا جام ۔ اوٹھا لے ذرا ساغر
لالہ فام ۔ بہت مدتون مین رہا خستہ حال ۔ بس اب دختر رز سے کردے وصال ۔ صنم ماہ رو پاکے مسرور ہون
۔ تری مین عنایت کا مشکور ہون ۔ کوئی بوتل اچھی سی لا دے مجھے ۔ اگر ہو برانڈی پلا دے مجھے ۔ ۔
شب وصل برتر ہے از روز عید ۔ پلا دے پھر اب کیا ہے گفت و شنید ۔ مشاطہ کلک جواہر سلک عروس
مدعا کو حجلۂ بیان مین یون آرائش دیتی ہین کہ وزیر حسب الحکم شاہ ثریا جاہ کار و بار شادی کا منتظم ہوا شہزادی کی
طرف مہتمم ہوا باغ حیات بخش مین آیا داروغہ باغ کو طیاری کا حکم سنایا باغ حیات بخش مین آرائش ہوئی شاہد
گلعذار نے اپنا اپنا سنگار کیا اور ہی زیبائش ہوئی در باغ پر نقار خانہ رکھا گیا شادی کی نوبت آئی نوبت بجنے لگی محل آراستہ
ہوا کوٹھی سجنے لگی باغ مین از سر نو چمن بندی ہوئی روش بٹری درست ہوئی باغبانون نے اپنی اپنی کاریگری دکھائی شادی دن
بھادون مین جھرنا جاری ہوا فصل بہار آئی زعفران کی کیاریون پر نئی نئی بیگلے نئی شاہدان بوستان بے خزان
بن ٹھن کر تیار ہوئی سوسن نے مستی کی دھڑی جمائی طوطی کے درخت نے ہاتھون مین مہندی لگائی گل صد برگ نے
چنپئی چیرا باندھا چنبیلی نے سفید پوشاک پہنی اس سادگی سے معشوق طرحدار ہوئے معشوقون کی کم بولی کی
ادا اختیار کی یہہ بھی اپنی دانست مین وضعدار ہوئی سنبل نے پیچان بنا کر بڑے ناز و ادا سے کمر تک لٹکائی
نرگس نے دنبالہ دار سرمہ لگا کر بلبل سے آنکھ ملائی شاہد گل نے گلابی جوڑا پہنا کیوڑے کا عطر لگایا بجے

داودی نے زعفرانی جوڑا زیب بدن کیا سہاگ کے عطر مین اپنا بدن بسایا انگور خوشی کی سرور مین مست ہوا لالہ
مے انبساط کا متوالا شراب ارغوانی کا پیالہ بدست ہونا فرمان کی اودی پوشاک دل مین کھبنے لگی سبزہ نودمیدہ کی
دہانی رنگت آنکھون مین چھبنے لگی سرو دلجو معشوقون کیطرح اکڑنے لگا شاد ہوا قد دلدار سے مشابہ ہوا اسلئے شمشاد
کا نام باغ حیات بخش مین گلشن آباد ہوا نہر لطافت بحر مین حوض کوثر کی لہر آئی باغ نمونہ فردوس برین ہوا ایکدم
دلہا خزانسن گل بوٹہ برگ و بار کی نشو نما مین قدرت حق جل و علا نظر آئی اوس باغ جنت دباغ مین کچھہ عجب کار خانجات
شاہ بلند مکان تہی کہ مالنین پریزاد حورین تہین باغبان حسین غلمان تہے غرض گلہاے ناشگفتہ خوشی سے ہوے ممنون
بادبہاری ہوئے طاؤس باغ کا جوبن دیکھکر رقصان ہوئی نہر مین قطار قطار فوارے کہ دو دو گز کے فاصلے پر نصب
تہے جاری ہوئے صدہا من بادلہ کترا گیا نہر مین چھڑکا گیا زمین پر ستارے نظر آنے لگی **مصحف** فوارے سے جو
ستارے چھوٹتے تہے ٭ گردون سے ستارے ٹوٹتے تہے ٭ عجب کیفیت نمایان ہوئی باغ رشک آسمان ہوا
نہر غیرت کہکشان ہوئی روشون پر مینا بازار لگا دشمنون کے دلون مین خار لگا حلوائیون نے طرح طرح کی مٹھائی
دوکانون مین لگائی خوانچہ والے پکار پکار کر سودا بیچنے لگے ایک روش پر کبابیون نے اپنی اپنی دوکان جمائی
القصہ یہان **آرام دل** نے زعفرانی جوڑا پہنا وہان بیگم صاحب نے اچھی ساعت سبہ گھڑی **ملکہ حسن افروز** کو
مانجہے بٹھایا دالان کے پردے چھوڑ دیئے آفتاب کو ابر مین چھپایا بادشاہ نے شہر مین کیسر اور شہاب کی نہرین
جاری کردین اور جلاد فلک کو حکم دیا کہ جسے رنگین دیکھے اوسکے چمکا دے جو سفید پوش نظر آئے اوسے دریائے خون
مین نہلا دے نیرنگ ساز چرخ کجباز نے تمام شہر چھان ڈالا مگر کوئی بشر سفید پوش نظر نہ آیا گلابی بازرد جسے دیکھا
انہین دو رنگ مین ڈوبا پایا جن بادشاہون راجہ بابوؤن کو فرمان شاہی اور شقے ہو پہنچے وہ سب آئے شہر کے باہر
پانچ کوس تک ہزار ہا خیمہ استادہ ہو گیا جو جس کام پر معین ہوا وہ اوسکی بجا آوری مین آمادہ ہو گیا پانچ روز کی
راہ تک مینا بازار اور خاص بازار جوہری بازار اور نخاس بازار نہایت کیفیت اور عمدگی کے ساتھہ آراستہ ہوا جس نے
دیکھا اوسی سکتا ہو گیا راہ چلنے والا کھڑا ہو گیا در شہر پناہ سے انتہاے بازار تک دو رستہ تنور گڑے ہوئے دوکانون کی کثرت
اور خلقت کے اژدحام سے وہ کشمکش کہ کسی کو بیٹھنے کی مہلت اور جگہہ نہ تہی سب حلوائی اپنی اپنی دوکانون کے
آگے کہڑے ہوئے گھنٹے والے کا قلاقند شاہدرے کی برفی اور بالوشاہی برفی جیسے برف کی ڈلی میٹھے کی مٹھائی
قلمن اور پچھی متہرا کے پیڑے دلی کی جلیبی دہی اور بالائی کے پیالے گرما گرم تازہ تازہ دودہ سبحان اللہ کیا قدرت
رب ودود کہ پانچ منزل تک چلی جاے آدہی خرچ نہو اور کہانے ہمہ نعمت موجود شہر مین بادشاہ نے سوا دعوتے
کے توڑے بندی کی فی کس دو خوان پلاؤ زردہ قورمہ متنجن کباب بریانی کلیجہ پسندہ فرنی مربا اچار باقرخانی اور دو
خوان میوہ جات انار بہی ناشپاتی پستہ بادام اخروٹ انگور ولایتی مع ایک ایک ہزار روپیہ نقد اوسنے
اعلے سب کو عنایت کئے جو دو چار شہر مین باخدا اور ولی تہے اونہون نے نعمت دنیا سمجھکر انکار
کیا نہین نہین کہکر بہت اصرار کیا جو بادشاہ کا حکم بجا لائے اور وہ خوان اونکے دروازہ پر رکھکر

چلے آئے جب تحریر بندی ہو چکی منادی نے ندا دی کہ خبردار کوئی کسی کو تکلیف نہ پہونچائے زبردستی نکرے سب لوگ بنے اپنے گہر مین جشن کرین کوئی کسی کو کسی طرح کا رنج ندے یہہ سنکے عزرائیل نے بہی قبض روح سی ہاتہہ کہینچا جامع مسجد کے شہدون کو کوتوال کا خوف بالکل جاتا رہا پہر تو بے غم تکی اوڑانے لگے ہزار ہزار روپیہ نقد جو سرکار سے ملے تہے ادنکی ایک ہی ایک جوٹہ آنے لگے اگر گشت مین کہین کوتوال صاحب سی ملاقات ہوگئی تو وہین جہک کر سلام کیا اور موچہون پر تاو دیکر یہہ کلام کیا کہون پیر و مرشد ایک ہفتہ تک کیا کیجئے گا اب تو ہمارے پو بارہ ہین اب اسی شہر مین ایک دو نہین اٹہارہ ہین اب کسکا جو اکبرطے کے سزا دیجئے گا الغرض جو تہا مئی نشاط سے مسرور تہا مخمور تہا رنج و محن جسکو کہتے ہین وہ ایک ادنے ادنے مزدور سے منزلون دور تہا چار سو طائفے عمدہ عمدہ رنڈیون کے موجود تہی مگر وہ بہی کافی نہوے اور ملکون سے رنڈیان آئین لکہنو مین ڈہونڈہو تو رنڈی کہین گہس لگانی کو نہین ملتی تماشن مین کوٹہون پر جاتے محجوب ہو ہو کر چلے آتے محل سے باہر دیوان خاص تک اور وہان سی تمام شہر مین اور در شہر پناہ سی پانچ کوس نخاس تک دو راستہ ٹہاٹہر بند سے جا بجا نقار خانے بنے روشنی کے ٹہاٹہہ ہوے صندلی لکڑی کی ٹہاٹہر بجائے بند ہین طلائی گل میخین اون پر نقرئی چراغ رکہی ہوئے ٹہاٹہر کے قریب برابر برابر بلوری لالٹینین شام ہوتے ہی ادنمین شمع مومی اور کافوری روشن ہوئین سب کا گل بندہ گیا گلگیر کا تو غم نہ تہا غیرت گلشن ہوتین بادشاہ نے چراغون مین بجائے روغن سہاگ کا عطر جلوایا قصے کہانیون مین سنا کرتے تہی مگر اس شاہ گردون بارگاہ نے نقل کو اصل کر دکہایا آتش اللہ رے ہمارے تکلف شب وصال ہو روغن کے بدلے عطر جلا یا گلاب کا جا بجا خوض بنی ہوئے چہ بچے کہدے اوسمین صد ہا من عطر بہرا ہوا جیسے اچہے سفید پوشون نے ٹہاٹہر دن پر روشنی کی خوشبو کے لالچ سے یہہ جبر اختیار کیا ذرا نہ انکار کیا روشنی کرتے وقت دو ایک چراغ اپنے اوپر گرا لئے کسی نے جو کہا کہ یہہ کیا کیا تو وہین پہر گئے ہنس کر کہنے لگی بہائی واللہ بہولے سے گر گئے نقار خانون مین جب شام کی نوبت بجی ہر دکان والے اپنی اپنی دکان سجائی نیچے سے اوپر اور اندر سے باہر تک قد آدم آئینے لگا دیے جہاڑ کنول جلا دئیے آئینے بندی سے روشنی اور دوچند ہوئی عالم پسند ہوئی اس روشنی کی کیفیت مین دکانون کا سجنا اور غضب تہا غور کر کے جو دیکہا تو عطر کی مہک سی شہر رشک ختن تہا آئینہ بندی سے غیرت حلب تہا ہر دکان کے آگے ایک ایک رنڈی کا طائفہ نقار خانون کے چار چار دروازے ہر دروازے پر ایک ایک کتہک کا لونڈا آدمیون کی تو یہہ کثرت کہ تمام شہر امڈا ہوا اسار لکہنؤ بہرا ہوا مگر عجب طرح کا اہتمام اور کچہہ طرفہ انتظام تہا کہ نہ کہین شور تہا نہ غل تہا یہی اہتمام بالکل تہا یہان تو یہہ کیفیت تہی وہان موتی محل مین کئی جہاڑ کنول روشن ہوئے مکان جنت نشان پر عجب جوبن ہوا آرام دل کے آئینے روز پانچ لاکہہ تیجا چڑہی تہی او سر زر پچاس لاکہ گلاس عطر اور گلاب کا چڑہایا گیا شہر مین سہاگ کا عطر بہتے ہاتہا یہان عنبر کا عطر جلایا گیا ادہر سی ساچق کا اہتمام ہوا ادہر سے اوسی تاریخ مہندی کا سرانجام ہوا اگر ساچق کی آرائش مین سی ایک تختہ کی آرائش لکہون باغ حیات بخش کو رشک گلزار ارم کے حسرت سے خار کہائے اگر مہندی کی زیبائش اور شوخی تحریر کرون لکہنا کیسا اگر اسکا تصور بہی آئے قلم شاخ مرجان

اور بجہ خیال رنگین ہو جائے اور یہی خیال کیا کہ طوالت کے سبب ناظرین کے دل اوچٹ جاتے ہین ایسی مقامون
پر ورق کے ورق اولٹ جاتے ہین ہجر اور وصال کا مزا جانتے ہین تمام دفتر اسی کے لئے چہانتے ہین ہزار کہو
کب مانتے ہین قصہ مختصر جب برات کا روز آیا چہوٹا بڑا پہولون نہ سمایا شام کو شہزادہ آرام دل حمام مین داخل
ہوا جلوہ افروز برج آتشین وہ ماہ کامل ہوا مہر حسن ہوا جب کہ داخل وہ حمام مین ٭ عرق آگیا اوسکے اندام مین
پڑا تن نازنین نم ہوا اوسکا گل ٭ کہ جس طرح شبنم مین ڈوبے ہی گل ٭ خواصین وہ باندہی ہوے لنگیان ٭ منہ مہر سے
طاس لیکر وہان ٭ لگین ملنے اوس گلبدن کا بدن ٭ ہوا آب سی ڈبڈبا وہ چمن ٭ نہانے مین یون تہی بدن کی دمک
برسنے مین بجلی کی جیسے چمک ٭ ہوا قطرہ آب یون چشم بوس ٭ کہیے تو پڑے جیسے نرگس پہ اوس ٭ لگے ہونے ظاہر
ہوا اعجاز حسن ٭ ٹپکنے لگا اوس سے انداز حسن ٭ وہ گورا بدن اور وہ بال اوسکے تر ٭ کہیے تو کہ ساونون کی
شام وسحر ٭ زمین پر تہا اک موجہ نور خیز ٭ ہوا جبکہ فوارہ سان آبریز ٭ نہا دہو کے نکلا وہ گل اسطرح ٭ کہ
بدلی سے نکلے ہے مہ جسطرح ٭ غرض شاہزادے کو نہلا دہلا ٭ دیا خلعت خسروانہ پہنا ٭ جواہر سراسر پہنایا او
٭ جواہر کا دریا بنایا اوسے ٭ جب اس سج دہج کا بنا بنا فلک نے ستارون کو نثار کیا ادہر ملکہ حسن افروز
کو بہی دولہن بنایا دلون کا ارمان نکالا ادہر دولہن کی آرایش تہی ادہر دولہا کی زیبایش تہی نسیم لکھنوی
یان مہندی نے چومے پاے خورشید ٭ وان سبزہ ہو نہال امید ٭ وان جم گیا منہ پہ رنگ امید ٭ یان غازہ
سے رخ شفق مین خورشید ٭ یان جو گلاب سے نہائی ٭ وان تازگی آبرو نے پائی ٭ افشان ہوئی یان ستارہ افشان
٭ وان جبہہ سے روشنی دوچندان ٭ یان مانگ سے رنگ کہکشان ماند ٭ وہان شملہ سر سے ہالہ مین چاند ٭ یان زلف
نے کہاے پیچ پر پیچ ٭ طرہ کلغی پہ وان تہا سرپیچ ٭ آنچل ہوئے یان نقاب عارض ٭ سہرا ہوا وان حجاب عارض
٭ زیبا ہوا یان بدن پہ گہنا ٭ وان جامہ وفا کا اوسنے پہنا ٭ محرم کے کسے گئے ادہر بند ٭ ہمت کا بند
ادہر کمر بند ٭ یان گل سے بہار بوستان ہے ٭ آرایش تخت گل وہان ہے ٭ مہتاب سے چاندنی
کا یان فرش ٭ وان چرخی سے چرخ مین ہے عرش ٭ یان جلوے حنائی انگلیون کے ٭ وان روشنی کے
تہے پنجانے ٭ بادل جو یہان گرج رہے تہے ٭ وان دہوم سے باجے بج رہے تہے ٭ پہر بجے برات تیار
ہوئی سواری کی خبر سنتے ہی نوبتخانہ دغا برابر کئی فیر ہوئے تمام فوج مین کمر بندی ہوئی + آتشبازی کی آتشبازی
سے زمین و آسمان کرہ نور ہوا رسالون کے طنبور بجنے سے شور نشور ہوا مہتابیان جو چہوٹین چاند کے منہ پر ہوائیان
اوڑنے لگین اناروں کے پہولون پر فلک نے ستارون کا گنج نثار کیا ہتہ پہول کا تماشا دیکہہ چرخ گردان چکر مین
آیا پلٹنون مین جابجا باجا بجا ہر ایک نے اپنے تئین سجا اتنے مین دولہا فیل خوشخرام پر سوار گرد وپیش شاہ و
شہریار نام خدا ظل ہما سر پر بخت یاور اقبال ایک ادنی فرمان بردار ہمراہ رکاب ظفر انتساب عالم کا ہجوم
خلقت کی دہوم ہزارون امرا ساتہ سب پیادہ کوئی ہاتہی کی جہول پکڑے رستہ تہامے ہوئے ار
وزیر اعظم مورچہل بردار اس سامان و شوکت کے ساتہ دیوان خاص سے دیوان عام مین

برآمد ہوا پہر ہزار ہا پنجشاخہ روشن ہو گیا افراط نور اور روشنی کے وفور سے جنگل وادی ایمن ہو گیا علم ظفر پیکر ہاتہون
پر بلند ہوئے نشانون کے پہر پہرے کہول دئیے آگے آگے ماہی مراتب اور شتر سوار زنبورون کے سر ہونے سے
آسمان و زمین دہوان دہار پیچہے پیچہے رسالون کے پرے کچہہ ہندوستانی کچہہ ترک سوار ڈنکی کی صدا وجد مین ہر شاہ
دگو اور آتش تخت رشک تختہ گلستان تخت روان کسبیون کے رقص سے اوتنا رستہ غیرت پرستان خاصہ گہوڑون
کی قطار پہر پلٹنین اونکے بعد ہزار ہا خاص بردار اور نیزہ بردار دو میر ترک عربی گہوڑون پر سوار اہتمام کرتے
چوبدار سونے کے عصا ہاتہون مین لئے برابر قدم بڑہاتا شانے سے شانہ رگڑتا جا بجا نشان کے جہنڈے گڑتے فیل
کے پیچہے دوڑے بڑہتے آگے آگے روشن چوکی بجتی اونکے سرون مین بہاگ اور سورٹہہ کی دہن وہ دہیمی سُر کہ تمام
عاشق اُسن پیچہے سب کے ہاتہی پر نقارہ گہٹا زر و جواہر لٹتا آہستہ آہستہ قدم بقدم چوک سے گشت کرتے
خاص بازار اور نخاس بازار کو طے کرکے پہر خاص محل مین پہونچی دولہا کو ہاتہی پر سے اوتارا گہوڑے پر سوار کیا
محل کی ڈیوڑہی پر لائے خواصون نے طشت پر از آب گہوڑے کے سمون پر ڈالا زر و جواہر نثار کیا دلون کا
ارمان نکلا جب دولہا محفل مین تشریف لایا دو ہزار رنڈیون نے برابر کہڑے ہو کر ایک سُر مین یہہ سہرا گایا
مصنف اے شہ حسن بند ہا جبکہ ترے سر سہرا ٭ پائے بوسی کو جہکا فخر سے بڑہکر سہرا ٭ باغ فردوس سے رضوان
نے جو گل بہیجی ہین ٭ جب بنا ہے کہین اے گل تر اگر بہر سہرا ٭ اسلئے بطن مین رکہی ہے صدف نے گوہر ٭ آبرو
پائین گے اگ دن ترا بنکر سہرا ٭ مارے شادی کے شگفتہ ہوئے جاتے ہین یہہ پہول ٭ کیسا نکہرا ہے
ترے چہرے پہ کہل کر سہرا ٭ صاف ہین اے فلک حسن شفق مین تارے ٭ رخ پہ مقنع ہے ترے مقنع کے اندر سہرا
٭ عکس رخسارہ روشن سے تہے رشک قمر ٭ چاندنی بن کے پڑا فرش کے اندر سہرا ٭ ای قمر مستحق گوہر تحسین ہوا ہے
تیرا لایا ہے سخن آج جو کہکر سہرا ٭ نمار کے وقت قاضی صاحب تشریف لائے ناچ رنگ گانا بجانا سب
موقوف ہوا ہنڈے بردارون نے پیچوان اور حقے جلدی جلدی محفل سے اوٹہا نکاح پڑہایا گیا ہفت اقلیم
کے خراج پر مہر بندہا جب عقد سے فراغت ہوئی قاضی صاحب تشریف لے گئے ناچ شروع ہوا پہر وہی
کیفیت ہوئی نامرادون کی مراد برائی رنڈیون نے بہار بہیروین مین یہہ مبارکباد گائی **مصنف** بلبلان
موسم گلزار مبارک باشد ٭ عاشقان جلوہ دلدار مبارک باشد ٭ ابر بر دور فلک جلوہ نما شد ساقی ٭ مجمع خانہ
خمار مبارک باشد ٭ تا ابد باد وصال گل و بلبل قائم ٭ دشمنان راہمہ تن خار مبارک باشد ٭ جلوہ عیش
بماند بہ طربخانہ دل ٭ حسن یوسف بخریدار مبارک باشد ٭ در جہان باد طرب باز قران السعدین ٭ بہ سخن
اینچنین اخبار مبارک باشد ٭ پہر دولہا کو محل مین بلایا قمر النسا نے آنچل ڈالا لوگون نے اور بہت سے ٹوٹکے
کئے مسند پر بٹہایا دولہن کو گود مین لائی دولہا کے برابر بٹہایا رسم ہونے لگی پرستش صنم ہونے لگی پہلے ایک خواص آئی دولہن کا
پاجامہ لائی اور کہنے لگی کہ میان اسمین ایک ہاتہ سے ازاربند ڈالو ادہر اودہر نہ دیکہو بہلا پہر ایک لڑکی بہت خوبصورت
آئی دولہا کا کان بہت زور سے مل گئی چٹکیون مین دل مسل گئی یہہ بے ادبی اور گستاخی آرام دل کو ناگوار خاطر ہوئی

رنجش باطنی چہرے سے ظاہر ہوئی قمر النسا نے کہا حضور دولہن لیجانا کیا آسان ہے خفا ہوجئے گھبرائیے نہین ابہی تو
دلون مین بہت سا ارمان ہے پہر دومنیون نے نبات چنوائی مصری ڈہکا ڈہکا کر کہلائی جب شتربان کا بیڑا کہلانا
وہ گلے مین پہنا یہہ کہیل کہلا کر ہنسا گہبرا کر تہوکنے لگا نہین ہان کہکر سبہون نے غل مچایا جب تو شہزادہ بد مزاج ہوا
بہت غصہ مین آیا لوگون نے قہقہہ مارا ٹہٹہون مین اڑایا سبحان اللہ یہہ وقت قابل دید ہوتا ہے عاشق کمبخت اسی
دن کے لئے روتا ہے ان باتون کے مشتاق عالم مین خاک چھانتے ہین جہان کی نعمت کو اس مزے کی آگے خاک جانتے
ہین قصہ مختصر دولہا دولہن کو دوشالہ اوڑہایا پردہ کیا آرسی مصحف روبرو آیا خدا نے یہہ دن دکہایا عنایت
جامع المتفرقین ہے ساعت قمر اور مشتری مین قران السعدین ہوا دل بیقرار کو چین ہوا آتو جی نے سورۂ اخلاص
پڑہ کے دم کی ڈومنیون نے اور ریت رسم کی چشم بد دور آئینہ روبرو ماشاء اللہ صورت خوب لخواہ محبوب و بدو کوکب بخت
پر سرشاری محویت کا عالم طاری شہزادے نے ملکہ کی پیشانی پر ہاتہہ رکہکر کہا کہ بی بی مین تمہارا غلام ہون بندہ بیدام
ہون ذرا آنکہین کہولو للہ کچہہ منہ سے بولو یہہ سنکر ہمجولیون نے قہقہہ لگایا یہہ کلام دولہا کے عجز و نیاز کا سب کے دلون
کو بہایا ملکہ بہی در پردہ مسکرائی تہی دل ہی دل مین کہلی جاتی تہی غرض جب یہہ رسمین ہوچکین دولہن وداع ہونے
لگی زار زار رونے لگی ہر چند دل شاد اور بشاش تہا مگر اوسوقت ڈومنیون کا پاؤ ہنی گانا لوگون کا رونا دہوم مچانا
دولہن سے ایک ایک کا ملنا اور رونا بیگم صاحب کا بلک بلک کر جان کہونا بڑے بوڑہون کا گلے لگا تسکین خاطر کرنا
فرمانا رو رو کے بلائین لینا ہاتہہ پہیلا پہیلا کے دعائین دینا بادشاہ کا محل مین آنا بیٹی کو گلے لگانا بار بار سورتین
اور دعائین پڑہ پڑہ کے دم کرنا یہہ باتین دیکہکر دولہن کیا سب کی چہاتی بہر آئی غم کی گہٹا گشت زار دلپر چہائی
سواری دروازے پر تیار تہی دولہا نے دولہن کو گود مین اٹہایا سب کے دل بہٹ گئے رو رو کے کہرام مچایا۔
پہر سب نے بسم اللہ بسم اللہ کہکر دولہن کو دروازے تک پہنچایا دولہا نے دولہن کو نالکی مین سوار کیا قمر النسا ہمراہ
بیٹہین ماں باپ کو چہوڑا مگر اپنی شہزادی کا ساتہہ اختیار کیا کہارون نے نالکی اوٹہائی باراتیون کا ہجوم ہوا بسم اللہ
الرحمن الرحیم کی آواز لگائی برات رخصت ہوئی سبکی بری حالت ہوئی اندر محل مین تو ہجوم غم و الم سے ماتم تہا باہر
کچہہ عجب عالم تہا آسمان و زمین در و دیوار مکان دیکہین جہاڑ کنول فرش و فروش طیور و وحوش سب پر عجب
طرح کی اوداسی تہی نوکر چاکر شاگرد پیشہ از رئیس تا سائیس ہزاری بازاری سبکو بیخودی تہی کسکا فرش کہان کا
اسباب اور سامان سب اوسی طرح جہان پڑا تہا وہ پڑا رہگیا یہہ کیفیت دیکہکر سب کو حیرت ہوئی جو جہان کہڑا تہا
کہڑا رہ گیا اس کارگاہ بے ثبات مین کچہہ عجب کارخانے ہین کوئی روتا ہے کوئی ہنستا ہے کوئی رہا ہوتا ہے کوئی دام
مین پہنستا ہے کوئی گہر اوجڑتا ہے کوئی بستا ہے اس سراے فانی مین کوئی رہرو کمر کہولتا ہے کوئی کستا ہے
یعنے ایک پیدا ہوتا ہے دوسرا مرتا ہے آدمی کبہی شاد ہوتا ہے کبہی نوحہ اور واویلا کرتا ہے مگر جب شادی و غم
دونون توام ہین تو لوگ ناحق مبتلاے اندوہ و غم ہین ع جیسا یہہ اوسکا ہے موجود وہ اسکا موجد ہے بشر
ہے غم کے لئے اور غم بشر کے لئے ۞ سامان برات اگر مکرر لکہون قند مکرر کا مزا آئے مگر اسمین کہانی

ناتمام رہجائے غرض اوسی تجمل اور شان و شوکت سے بارات دن کو موتی محل مین آئی نامرادون نے مراد پائی شہزادہ
نے یہہ کہکر نالکی کا پردہ اوٹھایا لاا علم لائے اوس بت کو التجا کر کے ؎ کفر توڑا خدا خدا کر کے ؎ جب دولہا نے
دولہن کو گود مین لیکر اوتارا شہزادے کو عید قربان تہی ہر ادا پر صدقے جان تہی بکرا ذبح کر کے دولہن کے
انگوٹھے مین لہو لگایا ملکہ جہان گرچہ ظالم تہین مگر وہ بہی اوسوقت آرام دل کی ایک ایک ادا پر بسمل ہو مین
عشق کا توڑا تہا مہاجرت کا نچوڑ تہا ذرا سا لہو لگا کے وہ بہی سہیدون مین داخل ہوئین غرض دولہن محل مین
آئی رسمین ملکے کہیر کہائی جب یہہ سب رسمین ہو چکین شہزادے نے بیقرار ہو کر دعا مانگی کہ الہی جلد اب شام ہو اور دور غم آلام ہو
اودہر ملکہ کا باین عشق و محبت تقاضای سن سے عجب حال تہا کہ دم بدم جی نڈہال تہا آنکھین نیچی کئے سر ملائے سر جہکائے
بیٹہی تہی اور دل مین کہتی تہی کہ او کمبخت خانہ خراب دل تو پہلے لگا بیٹہی جگر آتش عشق سے جلا بیٹہی مگر یہہ نہ سمجھی کہ
جب وصال ہو گا تو اوسوقت کیا حال ہو گا اوسدم تو جو کچہہ بنے گی اپنے ہی دم پر بنے گی کسی کا کیا جائیگا صدمی او
اذیت اپنا ہی دل اوٹہائے گا اوسوقت مصیبت مین کون اپنا ساتھ دیگا ہہتی کو کون ہاتہہ دیگا دیکہئے کیا ہوتا
ہے کیسا حشر برپا ہوتا ہے بخدا اگر زبردستی کرینگے تو ہم پہلے سمجہائینگے اگر اسپر بہی وہ نہ مانینگے تو کوئی اور تدبیر
نکالینگے باتون مین لگا کے وہ وقت ٹالینگے گالیان دینگے چٹکیان لینگے ہنسی ہنسی مین رولائینگے یہان
تو یہہ اودہیڑ بن تہی شہزادے کو وصل کی دہن تہی جب وقت شام ہوا وصل کا سرانجام ہوا دولہا دولہن چہپرکہٹ
مین ہم آغوش ہوئے مارے مستی کے بیہوش ہوئے نسیم لکہنوی پیارا تہا بنے بنی کا جوڑا ؎ خلوت مین دولہا
دولہن کو چہوڑا ؎ بے پردگی ہوتی تہی جو ادہمن ؎ دروازے نے بند کرلین آنکہین ؎ سہاگ کا عطر پہولون کی
مہک اوبٹنے اور حنا کے تیل کی لپک ریت کا جوڑا اسا لوکی خوشبو معطر کن مشام جان دافع خفقان مقوی روح
روان عالم شباب فرط شوق سے دل بیتاب نیند کا خمار رتیون کے اوتار ادہر گرم جوشی اودہر خوف سے
ٹہنڈے ٹہنڈے سانس کبہی حیا سے خاموشی ادہر سے چہیڑ چہاڑ اودہر بناوٹ سے بگاڑ دولہا کا موقع
ہاتہہ لگانا دولہن کا حیا سے بدن چرانا شرمانا شہزادے نے کہا رند وصل کی شب یونہین لے قاضی حاجات
رہے ؎ حشر کے روز تلک صبح نہو رات رہے ؎ یہہ باتین جن پر گذر گیئن ہین وہی لوگ خوب واقف ہین جو
عاشق مزاج ہین اونپر منکشف ہین پہر شہزادے نے ملکہ کا گہونگہٹ اوٹہا کر کہا سید محمد خان رند
گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین ؎ جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین ؎ ملکہ نی مطلب کی سمجھہ کر
حیا سے سر جہکا لیا زانو پر جو شہزادے کا ہاتہہ لگا تہا آہستہ سے زانو سرکا لیا آرام دل نے ہاتہہ جوڑے
بلائین لین پاؤن دبائے لاکہون منتین کین مگر وہان کب عا قبول ہوتی تہی تمنائے دل کب حصول ہوتی
تہی جب منت سماجت سے کام نہ نکلا تو شہزادے نے کہا صبا بندہ اب ناصبور ہوتا ہے ؎ عفو کیجے قصور
ہوتا ہے ؎ ملکہ نے آہستہ سے جواب دیا کہ معاف تو ایک کوڑی ہی نہین ہوتی قصور کروگے تو سزا پاؤگے
زیادہ بڑہ جاؤگے منہ کے بل گروگے زک اوٹہاؤگے شہزادے نے کہا رند ٹرانہ مانئے ہم عرض حال کرتے ہین

فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہیں ملکہ نے جواب دیا کہ صاحب اگر دشمن محتاج ہیں تو دروازے پر جا کر سوال
کرو یہاں کیا رکھا ہے اس سے کیا فائدہ ہے آرام دل نے کہا واہ سبحان اللہ صبا خوب عاشق کا
پاس کرتی ہیں پہر گھڑی دور دور ہوتا ہے یہہ کہکر گئی بوسے لئے سیب ذقن اور پستہ لب نے عجب مزے کی
دنے ملکہ بولی کہ بس جانے دو ع اب تو ٹھنڈک پڑی کلیجے میں آرام دل نے آغوش میں ہاتھ
ڈالکر گلے لگایا خوب پیار کیا صبا وصل ہوتا لئے نہ بوسوں پر اس سے کیا اے حضور ہوتا ہے
ملکہ نے کہا اچھے دیکھو تمہیں خدا کی قسم یہہ کیا کرتے ہو واہ کسی کی جان جائے یار ہے مگر تم انہیں باتوں پر
مرتے ہو صفیر آج شرم تمہیں زیادہ ہے دیکھو دیکھو یہہ کیا ارادہ ہے آخر کار بعد تکرار شہزادے
نے دست گستاخ بڑہایا بڑی کہا توں سے دم دلاسے کی باتوں سے اوس گل کو داؤں پر چڑہایا امانت
زانو پہ جو لیا ساق بلوریں کو دبا کسمسایا وہ بہت ناز سے بر ہل سکا مل گیا جا کے گلابی سے جو شیشہ کا
گلا ساغر وصل مے سرخ سے لبریز ہوا یہاں گرہ کھل گئی دل کی ادہر انگیا مسکی لب نازک سے صدا آنے
لگی بس بس کی جب سے دل ملا غنچہ یاسمیں کھلا دشمن کمبخت کا پردہ فاش ہوا آخر باغ باغ ہوا دامن
سرو گلعذار ہوا وہ خندان یہہ اشکبار ہوا ملکہ کو غش آگیا تہا جب ذرا ہوش آیا تو فرمایا **مثنوی** آپکا سہا
پیار دیکھہ لیا خوب مجھکو لہولہان کیا آبرو آپ کی مزید ہوئی خون بہا میرا آپکو عید ہوئی خوب کی
مجہسے واہ واہ صاحب واہ جی شاباش مرحبا صاحب غرض صبحدم **نسیم لکھنوی** جب اوڑہی عروس
مہ نے چادر نکلا پردہ سے شاہ خاور ثابت جو وہ شب کو تھے ستارے خورشید نکلتے ہی سدہارے
یعنے آرام گہ سے دلخواہ نکلے دولہا دولہن سحرگاہ ایک سرخ رو دوسرا دونوں آنکہیں ملتی اوٹھے
ایک دوسرے کو حیرت سے تکتا تہا او نہ حیا سے بری حالت تہی ادہر اوسی سکتا تہا جب شہزادہ حمام میں داخل ہوا
ہمنشینیں جو رات کو تاکتی پردوں کو پہاڑ پہاڑ کر جہانکتی تہیں ملکہ کے پاس آئیں رات کی باتیں ایما اور اشارہ میں زبان پر
لائیں قمر النساء نے کہا بیگم تمہیں میری جان کی قسم سچ کہنا رات شہزادی کو سکے جوتیاں لگائیں ملکہ نے کی ہنسکر شرم سی سہر ادہر
نہیں اوچ ہٹاتی تہی بحر خجالت میں ڈوبی جاتی تہی وہاں شہزادہ نہا دہو کے پاک صاف ہو کر دربار میں گیا یہاں دولہن کو
لوگوں نے نہلایا پوشاک عروسی اور زیور پر تکلف سے آراستہ کیا چوتہی کا جوڑا پہنایا دربار برخاست ہوا دولہا
محل میں تشریف لایا دولہن کے ساتہہ خاصہ نوش فرمایا جب شام ہوئی چوتہی کی تیاری ہوئی صدہا من ترکاری
ہر قسم کی اور منوں میوہ سب طرح کا طلائی خوان اور جڑاؤ کشتیوں میں بہرا ہوا خوانوں پر گنگا جمنی تیلیوں
کے کہانچے کشتیوں پر کاشانی مخمل کے کارچوبی خوان پوش بڑے بڑے تجمل اور دہوم سے چوتہی شہزادی کی
طرف سے محل میں آئی پہر دولہا طلب ہوا چہینٹے والیاں چہپ گئیں دولہا دولہن چوتہی کہیلنے لگے پہلے پہل
کہلائی پہر گلبازی ہوئی قدرت حق کی کارسازی ہوئی دولہا نے دولہن گلبدن کی طرف پہول
پہینکے لوگوں نے دولہن کے ہاتہ سے وہی پہول آہستگی دولہا کے گود میں رکھد ئے

قطعہ گلبن اوس طرف گل افشان ہوا اور اس طرف کو تو ؎ پہول چن چن کے مجہے روز سے مارے تک تک ؎ اور
کبہی مین ہی کوئی پہول تفنن کے لئے ؎ پہینکون دانستہ خود اتنا کہ نہ پہونچے تجہہ تک ؎ پہر آہستہ سے دولہا نے پہولون
کی چہڑی دولہن کو ماری قمر النسا نے دولہن کے ہاتہہ سے دولہا کو زور زور سے چہڑیان لگائین اب کہانتک شرح
کرون طول دون خلاصہ یہہ کہ سب رسمین عمل مین آئین جب دولہا دولہن چوتہی کہیل چکے دولہن کو لوگون نے
چہپر کہٹ مین بہو بجا بار نڈیون نے حشر مچایا دولہا پر چارون طرف سے چہڑیون کی مار اخروٹ اور بادامون کی
بوچہاڑ پڑنے لگی کسی کمبخت نے سیب اس زور سے کہینچ کر مارا کہ دولہا کے لگتے ہی پاش پاش ہوگیا کسی نے دردی بیگن
پہینکا کسی کہیلی کہالی نے نکی کیلی وہ بہی اکیلے نہین اونکے ساتہہ دو دو امرود دولہا پر لگائے جتنے کہائے گئے تہے وہ
بہی ہضم نکر سکے سب اوگل دئیے ایک ایک گنوائے کسی خام یار دانے چہوارا کہینچ مارا کسی نے پہٹتے وقت باجی کو
پکارا شہزادے نے بہی جس سجیلی نکیلی مست سرشار صورت دار رنڈی پر تاک کر انگور کا خوشہ مارا وہ آنکہہ کے گوشہ
مین لگا آہ کرکے بیٹہہ گئی سب نشا ہرن ہوا جسکو کچی شکر قند ہاتہہ مین لیکر دکہائی اوسنے فوراً اپنی صورت پردہ
مین چہپائی جب لگائی پردہ توڑ کر جسکے لگی اوہ کرکے اوچہل پڑی جلائی نارنگی جب پہینکی چہاتی کے سوائے اور کہین
نہ لگی کیلا جب مارا پیچہے ہی کا دہڑ تاک کے مارا انار جب پہینکا تب چہرہ پر جسکے لگا کہل گیا دانون کے ساتہہ دو ایک
دانت بہی چہڑ گئے پانچ چار اوکہڑ گئے ایسی چوتہی کہیلی وہ مار دہاڑ کی کہ تین پانچ بہول گئے سب ششدر رہ گئے
خوشی کی بات تہی اسلئے سب سہ گئے جب چوتہی کہیل چلے سب ہنگامہ موقوف ہوا شہزادہ خوابگاہ مین تشریف
لایا پہر وہی عیش کا سامان تمام ہوا وصل کا سرانجام ہوا اوس رات نے عجب لطف دکہائے دونون طرف
دل لپکے ہوئے حیا و شرم کا نام نہین کسی کو کسی طرح کا رنج و آلام نہین دلون کو سو سو طرح کے مزے آئے ہر روز یہ طرح
باعیش و نشاط ساغر تمنا مے وصل سے معمور ہوتا دل بادۂ سرور سے مسرور ہوتا شہزادے کو دن عید رات شب برات
تہی وصل جانان ایام گذشتہ کی مکافات تہی صبح و شام بادۂ نشاط سے سرشار عیش و نشاط مدام نہ ہجر سے
کچہہ مطلب نہ فراق سے کچہہ کام تہا نہ بیم فلک کینہ ور نہ خوف گردش ایام تہا

عزم آرام دل سوی وطن رخصت ہونا شاہ سے بیان جلوس سواری اور خدم و حشم روانہ ہونا

چل اے توسن خامہ فرخندہ گام ؎ کہ سامان شادی ہوا سب تمام ؎ بر آیا مرے دل کا سب مدعا ؎ جو کچہہ چاہتا تہا وہ حاصل ہوا
مگر اب ذرا حال رخصت لکہون ؎ بہار خزان سیر غربت لکہون ؎ سیاحان دشت سیاہ و رہ نوردان آبلہ پا احوال رخصت شہزادہ
آرام دل مہر سیما یون لکہتے ہین کہ ایک شب شہزادے نے چہپر کہٹ مین لیٹے لیٹے ملکہ سے کچہہ اشتیاق ملازمت والدین کا
اپنے ظاہر کیا اوس رضا جو کو تو خوشی خاطر اپنے محبوب کی بدل منظور تہی فی الفور جواب دیا کہ نسیم لکہنوی چلئے گا
تو ساتہہ مین بلا عذر ؎ رہے گا تو بندگی مین کیا عذر ؎ شہزادے کی تو یہی آرزو تہی صبحدم آتے ہی شاہ سے اپنا حال
عرض کیا اور کہا نسیم لکہنوی دو کچہہ نہین کچہہ دنی ہوئی پر ؎ قائم رہے کئے ہوئے پر ؎ لازم جو ہوا اوس کدہ نے کہے ؎ سائل کا

سوال رد نہ کیجیے۔ بادشاہ یہہ سنتے ہی گہبرائے فرمانے لگے کہ ملک حکومت فوج سلطنت خزانہ سب کچہہ موجود ہے پہر رخصت چہ معنی دارد بسم اللہ حکمرانی کرو مین ایک لولا دکے سوا دوسرا فرزند نہین رکہتا جو بعد میرے وارث تاج و تخت ہو پہر کیا سبب جو ایسا کلمہ زبان پر لاتے ہو ناحق بیٹہے بٹہائے مصائبات سفر اوٹہاتے ہو شہزادے نے دست بستہ عرض کی کہ قبلہ عالم منصفی شرط ہے حضور کی سلطنت سے کمترین کو کچہہ نہین مگر حضور اپنی اودہی قیاس فرمائین کہ آپکو جب مفارقت اپنے فرزند کی ایک لحظہ گوارا نہین تو واے برحال میرے والدین کے کہ ایک مدت سے مجہہ نالائق کی تمنائے دیدار مین مضطرب اور بیتاب ہونگے لوگ میری تلاش اور جستجو مین خراب ہونگے بادشاہ نے فرمایا اچہا ایک برس اور توقف کرو پہر رخصت کرونگا شہزادے نے عرض کی حضرت اب تو ایک ایک ساعت ایک سال کے برابر ہے میرے حال پر رحم فرمائیے رخصت کیجیے اگر میری خوشی مدنظر ہے غرض بادشاہ نے ہر چند سمجہایا بہلایا راہ ہونکا نشیب و فراز سنایا مگر وہ یہہ کب سنتا تہا نسیم لکہنوی کہتے ہین دو دل جو ہون چاہئے ۔ یہ راضی ۔ یہہ جان لے کیا کریگا قاضی ۔ ناچار بادشاہ کو سوائے رخصت اور کچہہ بن نہ آیا وزیر اعظم سے واسطے طیاری سامان سفر کے ارشاد فرمایا تاریخ ٹہیری دن مقرر ہوا جبرا قہرا مہینہ بہر اور رکہا جب مہینہ گذر گیا بموجب حکم بارک اللہ یوم السبت و الخمیس جمعرات کے دن آدہی رات رہے سے کوچ کی طیاری ہوئی اوس شب کو لوگون کو نیند نہ آئی پہر رات رہے سے زن و مرد لڑکے بوڑہے جوان کا ہجوم ہوا ہر شخص سواری کا جلوس دیکہنے چلا میر حسن یہہ خالق کی تہی قدرت کاملہ ۔ تماشے کو نکلی زن حاملہ ۔ پانچ کوس تک دو رستہ آدمیون کی بڑی کثرت تہی کوٹہون اور برآمدون پر یہی کیفیت تہی شہزادہ رخصت ہونے لگا بادشاہ نے رو کر آرام دل کو گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پہر بازو پکڑ کے سورہ فاتحہ پڑہی اور یہہ کہکر رخصت فرمایا مولانا نظامی سپردم بتو مایۂ خویش را ۔ تو دانی حساب کم و بیش را ۔ جب شہزادہ سوار ہوا تو بجانہ سپر ہوا شاہ ثریا جاہ اسد برج مین تشریف لے گئے اور وہان سے سواری کا جلوس دیکہنے لگے پہلے دو لاکہہ سوار زرق برق دریائے آہن مین غرق نوجوان گہوڑی وہ کہ جیسے ابلق لیل و نہار زشار یاد نمین ہوزے کتان کے پاجامے حریر کی قبا اوسپر زرہ سر پر خود ہاتہون مین دستانے پشت پر گینڈے کی ڈہال بے مثال کمر مین بوندی کی کٹاری آبدار ڈوب مین تلوار قربون مین طمنچے کی جوڑی بندوق چقماق کندہے پر برچہا ہاتہہ مین ہر جوان کے ایسے تیکہے جیسے نوک جہونک بات بات مین طرق کی طرح بڑہکے پری گہوڑے کڑکاتے لوگون کو ہٹاتے کنوتیان ملائے باگین اوٹہائے دریائے فوج مین سے موج کی طرح نکل گئے پہر آگے دو تیل ہاتہی پر علم ظفر پیکر پیچہے پیچہے ہر چہتر بعد اوسکے ماہی مراتب سورج مکہی شیر دہان اب سواری کا سامان شروع ہوا ہر شخص دیکہنے کو رجوع ہوا ہزار بارہ سو سانڈنی جن کی شان مین فرماتا ہے رب العزت اَفَلَا یَنظُرُونَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ بعد اوسکے دہنی مارواڑی دو دو سو کوس کے دہاوے کی مقیش کی باگین طلائی مہارین گلے مین سونے کے گہنگرو صندل کی کاٹہی کمخواب کی جہولین اونپر سولہ سترہ برس کے جوان سوار بانات کے پاجامے سرخ کرتی جنگلی مٹی پشت پر سپر ترکش مین تیر پرتلے مین تلوار دوش پر کمان کم سن خوبصورت نوجوان ہاتہہ مین کوڑا مہارین کہینچے پہرے کاٹہی سے ملائے طاوس کا جوبن دکہائی اور دو ہزار چہیرا ناکند نایاب کا پورا جن کی تعریف خالق کونین نے فرمائی ہے وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا کہکر قسم کہائی ہے اوس مین دو سو دریائی باقی سب عراقی ترکی عربی ایرانی

کابلی کچھی خراسانی قتالی دہنی کاٹھیاواڑ کا مدانی گردنیان گرد موتیون کی جہالر مقیش کی چوٹیان مخملی
کارچوبی گدے لیس کے فراخی قائزہ کہنچا کلیل کرتے باجے کی آواز سے ڈرتے اور ساتھہ سو خاصہ کوتل
باناتی چار جامے کارچوبی زین پوش او سیر کوتل کش سونے کی رکابین کمخواب کے تنگ پر زرد دوشالون کے
زیر بند طلائی کلغی جواہر نگار پوزی دمچی گردنون مین یاقوت کے اکٹے سونے کے توڑے گلے مین ہیکل
پاؤن مین جہانجہنین پٹہون پر موتیون کی پاکہر رنگین دُم دو دو انگل پر نلے پڑے ہوئے طیاری سی دم بدم
سائیسون کے ہاتہون پر اوڑ جانے کی گہاتون پر معشوقون کی طرح پہڑکتی توپ کی آواز سی پہڑکتے سائیسون
کے ہاتہون مین سونے کے موٹے موٹے کڑے کانون مین سونے کی مُرکیان سر پر گلنار پگڑی گلے مین اطلس کی مرزئی
پاؤن مین بنارسی دہوتی پگڑی پر ڈاڑہی باندہے کہ رومال کی گرہ لگی ہوئی انگرکھا ایک لپیٹ خورد نو کا جوتہ
پاؤن مین جیسے لکہنو کی جوہری یا متہرا کے سیٹھہ مقیش کی باگ ڈورین کندہون پر گنگا جمنی ڈنڈیون کی چوڑیان
ہاتہون مین پہر پلٹن اکبری حسینی اختری نادری اون کے پیچہے بچہیرہ پلٹن او سیر عجب جوبن بارہ بارہ برس کے
جوان رشک غلمان لکہنو کی بوٹ پاؤن مین چوڑی دار پائجامے سُرخ اطلس کے انگرکہے سبلی کمر سے بندہی
گلنار مندیل کی ٹیان کرن کے طرّے چہوٹے چہوٹے بیچے اور کتیان پیچک کی جوڑیان کمر مین ہلکے ہلکے
رفل کندہون پر ساز و سینگر طے سے درست انتہا کے چالاک و چست باجا بجاتے برابر قدم اوٹہاتے
زنبورک کی صدا قرنا کی ادا دف کی آواز گہنگہرو بانسلی کی دہن جہانجہہ کا شور خلقت یہی کیفیت
دیکہہ رہی تہی کہ نقیب اور چوبدارون کی آواز کانون مین آئی اونہون نے آواز لگائی کرو مجرا
شہزادۂ عالم پناہ سلامت پہر ایک غول نمودار ہوا سواری قریب پہونچی ہر شخص بیقرار ہوا دیکہا
دس بارہ ہزار خاص بردار خاصیان کندہون پر اون کے خلاف کاشانی مخمل کے گرد پوش
صاف صاف ململ کے پائجامے اطلس کی چپکنین زربفت کے شالی پٹکے سر پر باندہو کا چہرہ
بیش قیمت مندیل تلے پیچہے **آرام دل** عماری دار ہاتہی پر سوار خواصی مین محمود وفادار ہاتہی
فلک شکوہ پر تمکین با عظمت و شان سب ہاتہیون سے دونا لاکہہ دو لاکہہ مین زنگار رنگ باد صدار
خرطوم سے تا بہ مستک رشک گلزار دہنے بائین دو برچہے والے ہاتہون مین برچہے سنبہالے دانتون
پر سونے کی جڑاو چہالے مستک پر فولادی سپر او سیر کلغی گلے مین طلائی ہیکل کانون مین بالیان اون
مین موتیون کے مالے ناظرین کے جی بیچین کرنے والے سلطانی بانات کی جہول تخمینا دس گز کا عرض بندرہ
گز کا طول کارچوبی بہت سنگین کام سلمے ستارے سے مغرق تمام سرخ ریشم کا رستہ جواہر
نگار عماری جواہرات مین جڑی ہوئی سارے فوجدار خان خوشرو جوان بجائے فیلبان دہنے
ہاتہہ مین جواہر نگار رجباگ بائین ہاتہہ مین بچوان مستک بدکہے ہوئے آسن دبائے مہرہ
اوٹہائے ہاتہی کے خرطوم مین چنور دم بدم ناز و ادا سے شہزادہ پر ہلاتا معشوقانہ

جوبن دکھاتا آرام دل کے برابر ذرا ایک قدم پیچھے ہٹ کر ملکہ حسن افروز پردہ دار عماری مین فیل
خوشخرام پر سوار مصاحبت مین قمر النسا بڑی بیگم حور کردار اوسکے پیچھے بندرہ ہزار ہاتھی ہودج اور
عماری کا خاص شہزادی کی سواری کا اونکے بعد کئی سو رتھون مین ماماین اصیلین مغلانیان خواصین
پیش خدمتین سوار ملکہ کے ہاتھی پر خواجہ سرا فیلبان ہاتھی کی وہی شوکت وہی شان عماری طیاری مین
اوسی عماری کے برابر ملکہ اوس سے بہتر اندر گنگا جمنی جلمنون مین کا چوبی پردے مخملی فرش اوسپر مسند تکیہ
لگا دیوار گیریون پر چھوٹے چھوٹے دو الماسی کنول روشن عماری مین موتی محل کا جوبن ملکہ والدین کی مفارقت عزیز
اقربا کی مہاجرت مین فرط آلام سے خاموش سرنگون دل مین ہزارون وسواس مگر راضی برضائے ایزد بیچون قمر النسا دل
بہلانے کی باتون مین سیر تماشے کی حرف حکایتون مین مصروف اون دونون ہاتھیون کے گرد ہزارون غلام سیمبر
زرین کمر بے انتہا جواہر الماس فیروز بسنت پہنے اون کے افسرون کا تاج سر مٹ مارے ہوے لال سبز
توغین ہاتھون مین لئے ہوئے لالٹینین بلورین روشن کئے ہوے سواری جو اسد برج کے نیچے پہونچی شہزادے نے
جلدی سے پیچوان الگ کیا اور ہاتھی پر کہڑے ہو کر شاہ کو آخری مجرا کیا بادشاہ کی آنکہون سے آنسو گر پڑے
منہ پھیر لیا وزرا امرا زار زار رونے لگے رومال آنسوؤن سے بھگونے لگے اوس وقت سقون کی گلاب پاشی چھبا
کی جان خراشی خوشبو کا لہکنا دشت کا مہکنا صبح کا جھٹ پٹا وقت نسیم سحر کا فر فر چلنا شمعون اور مشعلون کا
جھلمل جھلملا کے جلنا سورج کی کرن کا پہوٹنا شہزادے اور شہزادی سے خلقت کا چھوٹنا تمام عالم کی گریہ وزاری
ہر صغیر و کبیر پر بیقراری کا عالم طاری یہہ کیفیت جو نظر آئی مہر منور چرخ چہارم پر مضطر ہو کر بنظر عبرت تماشا
دیکھنے نکلا فلک ستم شعار کہ اس سیر کو بچشم انجم نگران تہا اوس سے بہی نہ دیکہا گیا گہبرا کر آنکہین بند کر لین
چاند کی رنگت فق ہو گئی منہ پر ہوائیان اوڑنے لگین آخر مہتاب نے اسی غم مین گہلا گہلا کے آپ کو
ہلاک کیا سحر نے اپنا گریبان چاک کیا سبزہ کے دل مین غم کی برچھی لگی بے اختیار شبنم کے آنسو ٹپک
پڑے درخت حیرت سے کف افسوس ملتے تہے کہڑے پہاڑ مین شیر نے اللہ ہو کا نعرہ مارا مرغ سحر
اللہ اکبر پکارا ہر جانور خدا کی یاد کرنے لگا ہو الباقی کا دم بہرنے لگا شہزادے کی فرقت مین
در و دیوار چرند پرند انسان حیوان سب کو رقت دشت کو وحشت آسمان کو حیرت صحرا جنگل
کوہ شغستان بیابان ہو کا مکان عجب عالم نظر آیا سنگدلون کا بہی دل بہر آیا روتے روتے لوگون
کی ہچکی بندہ گئی کلیجے بہر آگئے ہزارون کو غش آگئے سیل اشک آنکہون سے جاری بیخودی کا عالم
طاری تہا آخری دیدار تہا لوگ بار بار حسرت کی نگاہون سے دیکہتے تہے زار زار روتے تہے اور یہہ
کہتے تہے رند مژدہ اے گردون بر آیا تیرے دل کا مدعا شہر سے آباد آتا ہے نظر ویرانہ آج
سواری جب دور نکل گئی لوگ ناچار بادل داغدار و جگر افگار اپنے اپنے گہر
آئے مگر کہان کی بہوک کہان کی پیاس سب کا جی بیچین چہرہ اوداس شہر اوجاڑ مکان پہاڑ

ویران بازار گل و گلزار بدتر از خار نظر آنے لگا سب کا دم گھبرانے لگا بادشاہ خلقت کی بیقراری زن و مرد کی
آہ و زاری دیکھتے تھے اور یہی صدمہ دل پر ہوتا تھا قصہ کوتاہ جب سواری دور پہونچی اور خزانہ توپخانہ میگزین
اردوے معلی خیمہ ڈیرہ جا چکا بادشاہ باچشم اشکبار محل مین تشریف لائے وہان دیکھا تو سبھون کی روتی روتے
بری حالت بیگم صاحب کو غشی کی نوبت گھبرا کر جی بہلانے کے لئے باغ حیات بخش مین تشریف لائے وہان
عجب رنگ نظر آئے روش پٹری بگڑی ہوئی سبزہ پامال تمام باغ مین پت جھڑ درختون کا برا حال سرو
مین بل شمشاد مین خم لالہ داغ بر دل نرگس چشم پر نم گلاب کے درخت مین پھول کیا کہین پتے نام کو
نہین سوکھا ہوا کانٹا موتیا بے آب چنبیلی کی مٹی خراب بنفشہ پژمردہ ریحان بیجان سوسن خاموش سنبل
پریشان نہر خشک بے آب مچھلیان زبان نکالے ہوئے بیتاب انگور مثل دل عاشقان مرجھائے زعفران
کے تختہ کی طرف دیکھو تو بے اختیار رونا آئے نہ وہ باغ نہ وہ بہار نہ وہ گل نہ وہ خار نہ بلبل کے چہچہے
نہ وہ درخت سر سبز لہلہے نہ قمری کی کوکو نہ کوئل کی توتو نہ مور کا شور نہ ساون کی گھٹا گھنگھور نہ نسیم
نہ صبا نہ کہین صیاد کا نام نہ گلچین کا پتا نہ سبزہ نہ صحرا نہ کیفیت گلزار نہ موسم خزان نہ فصل بہار جب آندھی کا جھونکا
آتا درختون کے ہوش بگڑ جاتے ہر جھونکے کے ساتھ دو چار جڑ بیر سے اوکھڑ جاتے باد صرصر کے زور سے ٹہنی
پھٹے ہوئے پتون سے نہر لبریز کنوئین پٹے ہوئے بجائے بلبل زاغ زیب گلشن قمری کی جگہہ
بوم شوم کا مسکن موتی محل ویران نہ فرش نہ وہ تکلف نہ وہ زیبایش نہ وہ سامان جا بجا
جانورون کے گھونسلے آشیانے کوون کی بیٹ خس و خاشاک کے ڈھیر کہین کنکر کہین پتھر کہین یہہ سیر
دیکھکر حضرت ظل سبحانی عالم سکوت مین ششدر و حیران تھے ھُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ
الْمَجِیْدُ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ کہتے تھے اور گریان تھے سبحان اللہ جہان گذران سراے فانی عجب ایک
مقام ہے جسے دیکھو بادرہ و آلام ہے آیند و روند کا تانتا ہے ہر ایک سے رشتہ ہے ناتا ہے مگر ثبات بجز
ذات پروردگار نہین ع یکے ہمی رود و دیگرے ہمی آید ٭ کسی کو اس دہر ناپائدار مین قرار نہین
جو لوگ فنا فی اللہ ہین اونکی تو کیا کہتے نہین تو وہان سے شوق دیدار مین آتے ہین آب سرد نان
گرم سایہ دیوار شاہد گلعذار باغ و بہار جہان کی نعمتون کے مزے اوٹھاتے ہین جب وطن یاد
آتا ہے ع حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر ٭ کہتے ہوئے اعمال نیک یا بد ساتھہ لیکر چلے جاتے
ہین رشتۂ الفت ہر ایک سے توڑ جاتے ہین سب کو روتا چھوڑ جاتے ہین سعید محمد خان رند کی
ہین خوب سے نظارے باغ ہستی کے ٭ جہان کو بس مرے پروردگار دیکھہ چکے ٭ ہوئے سفید
و سیاہ جہان سے واقف ٭ بہت سی گردش لیل و نہار دیکھہ چکے ٭ القصہ آرام دل
باین جاہ و حشم ملک فارس سے سوئے وطن روانہ ہوا یہہ قصہ زبان زد انام ہوا اور ہر
ملک و دیار مین ان باتون کا فسانہ ہوا ہر روز کوچ در کوچ مقام در مقام یونہین منزلین طے کرتے چلے

تہوڑا حال اوس رنجور دور از سرور عاشقِ صادق ہدف ناوکِ غم مجروح سنانِ الم بے یار و غمگسار یعنی صنوبر عاشقِ زار کا پہر شہزادۂ سیاہ فام کا آنا فتنۂ خوابیدہ جگانا صنوبر کا گہبرانا پہر نامہ لکہکر آرام دل کو طلب کرنا

پلا ساقیا ساغر لالہ فام ۔ کوئی دم تو دل ہو مرا شادکام لکہی ابتلک عیش کی واردات ۔ مگر ختم پائی نہ وہ غم کی بات ۔ خوشی کا رہا ہر طرح نغمہ سنج ۔ نہ لکہا مگر تونے انجام رنج ۔ نظر دلفگاروں پہ اصلا نہ کی ۔ جلا دل مرا تونے پروانہ کی ۔ وہ ساغر پلا پر ز رنج و الم ۔ کہ اک غمزدی کا لکہوں میں بہی غم ۔ وہ فقرے جو دل میں کہٹکنے لگیں ۔ جیسے سنکے عاشق تڑپنے لگیں ۔ لگے نیشۂ غم کا دل پر خراش ۔ ہر ایک بات پر ہوے دل پاش پاش ۔ ہر اک فقرہ میں ہوے اک نوک جہوک ۔ ہر اک قافیہ جیسے برچہی کی نوک ۔ دکہاؤں غم آباد کی کیفیت ۔ لکہوں ایک ناشاد کی کیفیت ۔ غمکشان الم دوست بیماران استخوان و پوست نوحہ گران برشتہ دل روے و راحت نادیدہ و تفتہ جگران نیم بسمل شبہا نیارمیدہ حال خراب اوس جگر کباب خستہ و بیتاب صورت سیماب زاویہ نشین کلبۂ رنج و محن ہم دوش شام غریبی روے نادیدۂ صبح وطن خونی جگر چراغ سحر یعنے صنوبر بے بال و پر کا یون رقم کرتے ہیں کہ فراق شہزادۂ بیوفا ناآشنا بانی صد جور و ستم یعنے شہزادۂ آرام دل مہر شیم اور یورش فوج غم و الم سے کچہہ عجیب حال ہو گیا کہ گل سا بدن سوکہا ہوا کانٹا آنکہوں میں حلقے سنبل زلف پریشان بصورت آئینہ حیران سرو قد بار غم سے سرنگون بالکل پوست و استخوان رنگین نمودار الگ الگ تار تار غیرت مجنون رنگ محل میں اوسی پلنگ پر جہان آرام دل سے ملاقات ہوئی تہی منہ لپیٹے ناکام با درد و آلام لیٹی ہوئی سینہ ناوک غم سے فگار سینے میں دل بیقرار لب خشک چہرہ زعفرانی ہر دم آہ سرد دل میں سوز نہانی ہاتہہ پاؤں ٹہنڈے کلیجے میں درد آنکہیں نیم باز آنسوان عشق کی طرف سے نازادہر سے نیاز لب جان پر ارمان اور بصد حسرت و یاس یہہ مطلع وردِ زبان رند زلیست کے دن اپنے پورے کر چلے ۔ تکتے تکتے راہ تیری مر چلے ۔ ہر دم فراق کا زور نالوں کا شور جوش جنون دل خون چشم گریان صدمۂ فرقت وصل کا ارمان نہ چپ رہنے کا مقام نہ کچہہ کہنے کا ہنگام اس

حال مین جو دل بہر آتا تا تو بے اختیار یہہ شعر لب پر آتا جرائت اوسکو جاتا تہا تو کیون موت نہ آئی
اللہ ۞ ایسا رسوائی کا جینا ہمین درکار نہ تہا ۞ ابہی یہہ پہاڑ سی رات کیونکر کٹیگی ہائے کیا کرون
یہہ بہاری سل چہاتی پر سے کب ہٹیگی ذوق مجہکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر ۞
مجہسے یہہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا ۞ خواصین مغلانیان سہیلیان سب کہتین کہ بیگم خدا کو یاد
کرو امید وصل سے دل شاد کرو رنج و الم کی بہی انتہا ہوتی ہے ذرا گل و گلزار کی سیر سے جی بہلاؤ
کہ دل کو تقویت ہو جسم مین توانائی آئے تو اونکو جواب دیتی جرائت آرام ہو چکا میرے جسم زار
کو ۞ رکہے خدا جہان مین دل بیقرار کو ۞ صبا شور جس کا ہے وہی عشق جنون زا دل مین ۞ بدہ گیا
ہے نمکین حسن کا سودا دل مین ۞ کونسی شب نہین رہتا ہے خیال گیسو ۞ یہہ وہ طائر ہے کہ
لیتا ہے بسیرا دل مین ۞ جلوۂ عشق بنا گوش صنم دیکہو تو ۞ اوتر آیا ہے عجب عرش کا تارا دل مین ۞
کس طرح آکے خوشی دل مین بہٹکنے پائے ۞ فوج اندوہ کا بہرتا ہے طلایا دل مین ۞ اے صبا جبکے
لئے ہون مین پریشان خاطر ۞ جانتا ہے مجہے وہ گیسوؤن والا دل مین ۞ شومی قسمت اور گردش
گردون دون پرست تو دیکہو کہ بعد مدت کشش محبت سی اگر آئے بہی تو باہر ہی باہر رہے پہر چلے گئے
اور ہمین صورت نہ دکہائی ہمارے دم پر بنی جان پر کیا کیا نہ آفت آئی وہ کہتین بیگم گہبراؤ نہین
انشاء اللہ تعالے پہر آئینگے خدا نے چاہا تو تہوڑے دنون مین یہہ غم و الم دور ہو جائینگے
تو کہتی صبا لاکہہ قربان کوئی جان کرے ۞ بخدا وہ جو بت کسی کا ہو ۞ صاحب جو ایک مرتبہ آنے کا
وعدہ تہا وہ اونہون نے وفا کیا اب بہلا کیون آنے لگے ایک بیچاری مجہہ غریب مصیبت زدہ کے
واسطے مصائبات سفر کیون اوٹہانے لگے ذوق لبون پر جان عبث ہے منتظر وہ شوخ کب آیا
۞ اگر جیلم کو بہی آیا تو ہم جانینگے اب آیا ۞ دلربا جب شہزادے کی بے اعتنائی اور بے پروائی کا
خیال کرتی تو کہتی کہ ہے ہے لوگو خدا کی قسم سچ ہے ایسے بے دید جورو کے مرید بہی دنیا مین
کم ہونگے صنوبر جواب دیتی جرائت آہ کیونکر نہ جدا ہم سے وہ پیارا ہوتا ۞ وہ نہین
ہم مین کہ وہ جس سے ہمارا ہوتا ۞ یہان تو شب و روز سوز عشق مین جلنا شمع سان پگہلنا
رات دن آہ و زاری ترقیون پر بیقراری تہی وہان فلک ستم شعار در پے آزار تہا اپنی گہات مین
لیل و نہار تہا یعنے شہزادہ سیاہ خام جو فرار ہو گیا تہا جسکا باپ فی النار ہو گیا تہا چند روز مین پہر دو لاکہہ
سوار ساتہہ لیکر چڑہ دوڑا اور یہہ ارادہ کیا کہ یکایک شہر مین جا پڑئے جو مقابل اوس سے لڑے پہر
محل مین گہسکر بادشاہی بانی فساد کو گرفتار کیجئے اور بادشاہ کو بہی سزا دیجئے یہان تو ایک دفع
دہوکا کہا چکے تہے بڑی زک اوٹہا چکے تہے وزیر باتدبیر پہلے سے ہوشیار تہا ہر طرف کی
خبردار تہا جا بجا کڑہون پہاڑون اور ٹیکرون پر مورچے لگائے تہے سلامت

سلامت کوچے کہدوائے تہے قلعۂ فلک شکوہ کے برجون پر توپین چڑہائی تہین کمند کے لئی فصیل کے کنگرون پر فولادی میخین جڑوائین تہین فوج نہایت آراستہ تہی ہر طرح کی حرب وضرب سے پیراستہ تہی شب کو تین چار کوس تک روند وگشت کرتے تہے طلایا پہرتا تہا جو اکیلا دوکیلا آدمی پچھلے پہرے روند والون کو ملجاتا بے اجازت کے جانے نہ پاتا غرض کمال بند وبست تہا کسی کو کسی طرح کا کہٹکا نہ تہا پر ایک الست تہا وہ ملعون جو بہاگین اوٹہائے آیا آگے نہ بڑہنے پایا شہر سے ساتہہ ہر پر مورچا تہا فوج نے وہین روکا گولہ اندازنے گولہ مارکے وہین ٹونکا بادشاہ کو خبر ہوئی تمام شہر مین مشتہر ہوئی وزیر پچاس ہزار پیدل اور ساتہہ ہزار سوار لیکر لپکا آتے ہی میدان مین فوج کو جمایا ادہر پلٹنین ہین اور دس پیار آگے توپخانہ پشت پر سوار پانچ چار پلٹنین سلامت کوچے مین لٹادین دس بارہ پیچہے بدر کے وسطی رکہین پہر تو وہ جم کے لڑائی ہوئی کہ گاؤ زمین کے پاؤن اوکہڑ گئے آسمان کے کنگرے جہڑ گئے زمین ہل گئی اِذَا زُلزِلَتِ الاَرضُ زِلزَالَهَا کا نقشہ ہوگیا دہوئین کے بادل بن کے روئی کی طرح اوڑنے لگے حشر برپا ہوگیا یہان تو یہہ جنگ عظیم ہونے لگی وہان اوس آفت رسیدۂ روزگار یعنے صنوبر بیقرار کے کان مین جو دفعتاً توپ کی آواز آئی وہین دل دہڑکا کہ شاید آرام دل کے آنے کی سلامی دغی طبل جنگ کی صدا بردہو کا ہوا کہ یہہ دردی بجی جب لوگون کو سراسیمہ دیکہا اور شہزادۂ سیاہ فام کے آنے کا حال سُنا چہرے پر مردنی چہاگئی جان سینے مین تلملا گئی بقول شخصے موئے پر سو درّے سکتا ہوگیا چہت سے آنکہین لگ گئین دیر تلک ٹکٹکی بندہی رہی پہر غش آگیا آنکہین بند کرلین لوگ ایک تو پریشان ہو رہے تہے اور بہی بے حواس ہوگئے جلدی جلدی گلاب چہڑکا لخلخہ سونگہایا بارے خدا خدا کرکے بڑی دیر مین ہوش آیا آہستہ آہستہ بزبان فصیح فرمایا کہ ہائے اے فلک یہہ کیا کیا بیٹہے بٹہائے پر فتنہ اوٹہایا یہہ کیا حشر برپا کیا ارے ظالم ہمتو بے موت مر رہے ہین زندگی کے دن بہر رہے ہین **میر وزیر علی صبا** کس دن شب غم جان کو آفت نہین ہوتی ✽ کس شام سے یہان صبح قیامت نہین ہوتی ✽ اب یہہ اور آفت اوٹہائی اچہا جو تیری رضا یہہ کہکر خاموش ہوگئی روتے روتے پہر بیہوش ہوگئی اب جانئے غور ہے کہ ادہر تو فراق کا زور ادہر اوس قزاق کا شور ہجر کے غم فلک کے جور و ستم غیرت کا خیال آبرو کا دہیان جن باتون سے تنفر جن کے نام سے ننگ و عار وہی سب بروئے کار اوس پر مزا یہہ کہ فراق جانان جو ایسی مصیبتون مین پہنسا ہے وہی کچہہ خوب جانتا ہے صنوبر کو جو غش سے افاقہ ہوا اور انہین باتون کا تصور بندہا تو ہنسکر کہا **لَا اَعلَم** غم صیاد و خوف باغبان ہے ✽ دو عملی مین ہمارا آشیان ہے ✽ پہر رو کر دعا مانگی کہ الٰہی مین سخت مصیبت مین گرفتار ہون پابند آلام بے مونس بے یار ہون آج کل ہم پر فلک ستم شعار کی بڑی عنایت ہے

کہ ایک ہوا ہے تقصیر درپے آزار و اذیت ہے شکر ہے شکایت نہیں مگر اب نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن سخت ناچار ہون کیا کرون تو مجیب الدعوات تو قاضی الحاجات سوائے تیرے اور کس سے کہون صدقہ اپنے عز و جلال کا مجھ ناکام کو اس سیاہ فام موذی پلید سے بچا اور بہ تصدق اپنے حبیب کے مجھ مہجور دور از سرور کو میرے محبوب سے ملا یہہ کہکر دل جو بھر آیا خوب روئی پھر قلمدان طلب فرمایا اور با چشم خون بار شہزادہ فراموش کار بادۂ انبساط کے سرشار کو نامہ لکھا اور کبوتر کے گلے مین باندہ ملک فارس کیطرف روانہ کیا یہان طائر غم نے آشیانہ کیا

ورود لشکر فیروز اثر صحراے پر فضا مین کیفیت اُردوے معلی اور نامہ پہونچنا صنوبر کا بیقرار ہونا آرام دل دلبر کا پھر متوجہ ہونا طرف ملک داراب کے شہزادۂ سیاہ فام سے لڑنا اوسکو بھگانا اور شادی کرنا صنوبر سے

پلا ساقیا آب گلنار رنگ ٭ کہ اب ہجر مین ہے بہت حال تنگ ٭ پلا ساغر بادۂ ارغوان ٭ لکھون اک نئے طور کی داستان ٭ میکشان خمخانۂ سخن و تازہ کنندگان داستان کہن رقم کرتے ہین کہ شہزادۂ آرام دل با ہزاران ہزار کر و فر و لشکر فیروز اثر شاد کام فایز المرام منزلین طے کرتا چلا جاتا تھا جب سرحد ملک فارس سے نکلا ایک دوسرے ملک مین پہونچا شہر سے سات کوس آگے جا کے ڈیرے ڈالے خیمے ایستادہ ہوے پلٹنین جو آگے تھین لال بردے کے قریب پہونچکر تھم گئین دو راستہ ادہر اودہر جم گئین وردی بجنے لگی سلامی کی توپ دغنے لگی پلٹنون کی پشت پر سوارون نے برے باندہے رکابون پر کہڑے ہو کر طپنچے سر کیے سیف نکال سلامی دی جب سواری خیمۂ فردوس منزل مین پہونچی پلٹنون کے نشان گر گئے سپاہیون نے کمرین کہولین سوار اوترے گہوڑے رسالون مین بندہے توپخانہ الگ کہڑا ہوا ایک طرف فیل خانہ بنا ایک سمت رتھ خانہ اور شتر خانہ درست ہوا چھپرے شامیانون کے بیچ خاصے گہوڑے جدا جدا خیمون مین پانچ کوس تک ادہر فوج پانچ کوس تک ادہر سپاہ بیچ مین شہزادے کی فرودگاہ خاص بردار سراپردۂ شاہی کے گرد حلقہ مارے ہوے اپنے اپنے خیمون مین باعیش و آرام پہرہ چوکی والے ہوشیار سب خبردار ادہر

نشین اودہر خاص بردار اودہر توپخانہ ادہر سوار بیچ مین اردو بازار آراستہ ہوا دوکانین جم گئین
تورہ بجنے لگا ہر ایک نے اپنی دوکان سجنی لگا حلوائی نان بائی کبابی عطار بنساری کنجڑے برف والے خوانچہ والے
پہول والے کوئی آواز لگاتا ہے ملائی کی برف کے کوئی سُناتا ہے حلوا سوہن ہے جاڑے کا کبہی
آتی تڑاقا ہے بٹی مین کبہی صدا آتی گلاب جامن ہے مصری کی ڈلیان بولا لونگ چڑے کباب سینے
ہا کنٹھے مین موتیا کے اور دور استہ جابجا ساقنین عجب آن بان سے کورے کورے مدار سے تازی
کے چلمین برابر برابر آگے رکہے ہوئین اونمین سلفے کا تماکو جما ہوا اگر والے پہرتے گلے مین خلتہ ہاتہہ مین حقہ
دو چلمین ایک تیار حقے پر دوسرے بے مین رومال دو خلتے کے اندر لشکر کی رنڈیان نوجوان پاؤن مین زردی
مخملی بوٹ گلبدن کا پائجامہ سا سہر لیٹ کی چوڑی چوڑی گوٹ دیکہنے والونکا جی لوٹ پوٹ لاہی کی انگیا کرتی
صالحہ نکا کرتی سر کی پیٹ کہلا اوپر سے دوشالے کی خرد اوڑہے ہوے چوٹی کہنچی صاف و شفاف
لچکے کا موباف بٹی جمی گلوری گلے مین ڈہپی ہاتہون مین سونے کے کڑے پاؤن مین تین تین چہڑے گلے مین
چنپا کلی دہگدہگی بازو پر نورتن ناک مین کیل کانون مین سادے سادے پتے بالیان نازسے پانچون ہتیار بٹہے
تیوری پر بل ڈالے ناک بہون چڑہائے بعضے کی حسن جمال کی تمام لشکر مین دہوم ڈیرے پر عاشقون کا ہجوم
جوان کنٹھے گلے مین ڈالے بانڈیان ہاتہون مین سنبہالے نشۂ مردانگی کے متوالے البیلون کی طرح بازار مین
ٹہلتے کوئی جلسے مین بیٹہا طنبل بجاتا کوئی لکھنو کی ٹہمری گاتا غرض یہہ کہ جنگل مین منگل ہوگیا آرام دل
مع ترقی خواہان وجان نثاران زربفت کی شامیانے کے نیچے جواہر نگار کرسی پر بیٹہے سیر و تماشے مین
مصروف تہی خیمہ سلطانی مین ملکہ جہان اپنی خواصون اور سہیلیون کے ساتہہ بیٹہی فضای صحرا جو صحن دو
مین واقع تہا ملاحظہ کررہی تہی یاد وطن مین ہر دم دم سرد بہر رہی تہی کہ اس عرصہ مین ایک کبوتر بیقرار
و مضطر پیاس کے مارے تہرتہراتا پانی کی طرف جاتا نظر آیا ملکہ کا جی للچایا فرمایا اسے پکڑو خبردار جانے نپائے
مگر پانی پی لینے دو جب کبوتر پانی پی کر نہایا اور پر کہول کر ذرا باز و جہاڑے دو چار خواصین لپکین
لیکن دوپٹہ ڈالکر پکڑا قمر النسا لائین شہزادی کو دیا ملکہ نے اوسے ہاتہہ مین لیکر پیار کیا
طائر تیز بال ہمارے فرخندہ خصال فرخ فال کے گلے کے بال جو ہوا اسے اوڑے ایک کاغذ
نظر آیا ملکہ نے ٹٹولا پہر جلدی سے کہولا اور پڑہا لکھا تہا

نامہ از مصنف

اے جان جہان وجان عالم ٭ اے گلبن بوستان عالم ٭ اے غنچۂ گلشن تمنا ٭ اے بلبل
خاکسار زیبا ٭ اے عاشق زار حسن افروز ٭ اے ہمدم دیار حسن افروز

ای تیر برج دلربائی
ای عاشق زار مہ جبینان
ای باعث سوز عاشق زار
افسوس کہ تو وہان ہو خرم
وعدہ تو کیا تھا جاتے جاتے
ہے راتون کو آہ و گریہ زاری
فرقت کی سبب ہے جان عاری
ابرو کا فقط تو ہی ہی مقصود
کیا حاجت جسم ناتوان ہے
گردون کی جفا مین اب بتائین
آتے ہی لیا ہے شہر کو گھیر
تاراج کریگا ملک دل کو
گر زیست ہماری چاہتے ہو
ہم زیست سے اپنی اب خفا ہین

اے گوہر درج کج ادائی
ای زخمی غمزۂ حسینان
اے وعدہ خلاف محو دلدار
یان ہمکو ہو ہجر کا ترے غم
مہندی نہین چھوٹتی جو تمنے
دنکو تڑپ اور بیقراری
ہے ساری بدن کو بیقراری
مژگان ہے مدام خون آلود
جان بس کوئی دم مین ارمان ہے
حال دل غمزدہ سنائین تو
قسمت کا لکھا دلون کے ہین پھیر
لیجائیگا مجھہ سے مضمحل کو
تو بہر خدا یہان تم آؤ تو
گر جور کہ قابل جفا ہین

ای بانی ظلم و جور و آزار
ای دربی حسن باختہ ہوش
اے عاشقون کے ستانیوالے
ہو غنچہ لب ترا شگفتا
ہے اب تو یہہ حال او دلارام
لاغر ہین وہ ہجر مین تمہارے
زلفین کری ہجر مین پریشان
ہاتھون سے بڑی جفا اوٹھائی
یہانتک تو جو کچھہ گذرتی ہی خیر
شہزادہ سیاہ فام آیا
اندر کوئی دم مین ہوگا داخل
کیا دیکھین فلک دکھائی لا افسوس
بیتابی دل ستارہی ہے
یہہ نامہ سخن کا قاصد اے

اے ظالم و قاتل ستمگار
اے عہد شکن خدا فراموش
اے دل جلون کے جلانیوالے
پژمردہ کنول ہو میرے دل کا
روتے ہین ہجر سے روز تا شام
جیتے ہین بس آہ کی سہارے
آنکھین ترے واسطے ہین گریان
کسدن سے کلائی کو کل آئی
بڑ آگے کچھہ اور دیکھئے سیر
دولاکھہ سوار ساتھہ لایا
خلقت کو بنائیگا وہ بسمل
افسوس ہے ہائے ہائے افسوس
جان اب تو لبون پہ آرہی ہے
اور جلد جواب اسکا لادے

نامہ پڑہتے ہی ملکہ کے آنسو نکل پڑے بے اختیار دل بہر آیا خوب روئی اوسی دم شہزادے کو بلایا خط دیا اور فرمایا کہ ہائے عشق کمبخت بہی کیا بری بلا ہے جسکے مریض کو کبہی صحت نہین ہجر مین تڑپے دیدار کو ترسے تمام عمر فراق مین ہزار طرح کے صدمے اوٹہائے آخر تمام عمر پھڑک پھڑک کر مرجائے جان سے گذر جائے مگر وصال تا قیامت نہو افسوس جسے دیکہا گور کنارے دیکہا جان بر ہوتے کمتر جان کہوتے اکثر شنا لا اعلم یہہ عشق وہ ہے کہ تہہر کو دم مین آب کرے ٹہ لگادے دل وہی جس کو خدا خراب کرے ٹہ عاشق ازل سے ابد تک وصل سے محروم ہے معشوقان باوفا پیدا نہین کوئی دالہ و شیدا نہین اگر ایک آدہ ہوا تو اوسکا اعتبا کیا اَلشَّاذُ کَالْمَعْدُوْمِ ہے واللہ بتون کے دل مین مہر ذرا نہین یہہ بیوفا کسیکے آشنا نہین کوئی مرے یا جئے انہین مطلق پروا نہین وہ جو کبہی عاشق کا غم کہاتی ہین بر مہر رحم آتی ہین تو یہہ تائید ربانی ہے اوسی کی عنایت کا سبب ہے ورنہ کرم انکا ستم ہے لطف انکا عین غضب ہے پہر شہزادے سے کہا کیون صاحب صنوبر بر تو یہہ مصیبت ہو اور تمہین یہہ عیش و عشرت ہو اَللّٰھُمَّ زِدْ وَلَا تَنْقُصْ آرام دل تو بڑے جلساز بشدت ذمباز تہے کہنے لگے بہلا بتلاؤ تو کیا تدبیر کرین جواب قلم انداز یا تحریر کرین ملکہ نے فرمایا کیا خوب سبحان اللہ کیا کہنا ہے کیا بیحیائی کا جامہ پہنا ہے کچھہ کہو اثر نہین جسکے دل مین محبت آنکھہ مین مروت نہو وہ ہمارے نزدیک بشر نہین صاحب برای خدا جسطرح ممکن ہو

صنوبر کے پاس چلو اور اس بیکسی مین اوس غمزدہ مظلوم ناکام پابند آلام کی خبر لو آرام دل نے کہا بیگم
اگر ہزار خط آتے ہم نہ جاتے مگر یہہ آپکی خاطر ہے پہر نہ کہنا کہ تو ہی خاطر ہے چلئے بندہ چلنے کو حاضر ہے غرض
پہر رات رہے پہر کوچ ہوا و منزل بہ منزل کرتے ملک داراب کی طرف چلے وہان کا حال سنئے کہ ساتھ
روز تک خوب لڑا آٹھوین دن اوس بدانجام یعنی شہزادہ سیاہ فام نے یلغار کیا اور ادہر کی فوج پر
ابر اشباشب تلوارین چلنے لگین تیغون سے چنگاریان نکلنے لگین دونون لشکر مل گئے کٹار پیش قبض
قرولی گہو نسم گہا انسا گشتی طمانچہ کی نوبت آئی تو بچا ہٴ نے فرصت پائی وہ خونریزی ہوئی کہ روح قبض کرتی
کرتے حضرت عزرائیل علیہ السلام کے دکہہ گئی دوڑتے دوڑتے پاؤن تہک گئی نکیرین سوال کرتے کرتے
عاجز آئے رضوان و مالک دونون گہبرائے بہک گئے ہوتے ہیں ایک وہ بہشتی جہنم مین چلا گیا دوزخی
جنت مین داخل ہوا استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ غرض خوب لڑائی ہوئی دشمن
دبائے آتا تہا ادہر کی فوج کا جی چہوٹا جاتا تہا شہر مین کہلبلی تہی انسان حیوان سب کو بیکلی تہی بادشاہ اور
بیگم صاحب سب چہوٹے بڑے گہبرائے بے حواس رنگ محل مین صنوبر کے پاس بیگم صاحب بار بار زمین پر سجدے
کرتین جل تو جلال تو کی تسبیح پڑہتین بڑی بوڑہیان مصلون پر ناکین رگڑ بادشاہ لڑکی کو دین لئی چہاتی
سے لگائے نادعلی پڑہ پڑہ کے دم کرتے تہے ہردم سرد دم بہرتے ہی صنوبر دلفگار و مضطرب باپ
کی گود مین بیٹہی چہرہ کا رنگ فق ہجوم غم سے سینہ شق آنکہون سے آنسو جاری کچہہ عجب عالم طاری ہونٹ
دانتون مین دبائے سر اوپر اوٹہائے بندوقون کی آواز سنتی ادہر ادہر پہر دہنتی خوف سے ہراسان
آئینہ وار حیران زندگی سے ہاتہہ دہوئے ہوش و حواس کہوئے ہوئے پرحسرت و ارمان اور چپکے چپکے یہہ
شعر ورد زبان رنگ پروردگار رصد مے جو مقسوم مین یہہ تہی ڈوبے کا اک تو دیا ہوتا بجائے دل کو
یہان تو یہہ حال تہا وہان آرام دل نے ملک داراب مین پہونچکر شہر سے دو کوس ادہر خیمہ ڈالا ملکہ نے
شہزادے سے کہا ہمین صنوبر کی ملاقات کمال اشتیاق ہی اگر اجازت ہو تو جائین شہزادے نے کہا السلام
کیا مضایقہ غرض کی سواری تو شہر مین آئی اور شہزادے نے مع سپاہ رزمگاہ کی طرف گہوڑے کی باگ
اوٹہائی شاہ کو پرچہ لگا ملکہ حسن افروز کے آنے سے آگاہ ہوا فوراً سوار ہوا اور شہزادے کی تمنائے
دیدار مین روانہ وہ شاہ ہوا یہان خواصون نے جلدی جلدی رنگ محل کو آراستہ کیا لوگ سنبہل
بیٹہے پوشاکین بدل بیٹہے صنوبر نے جو سنا شاد شاد ہوئی بند غم قید الم سے آزاد ہوئی شکر کیا
اور کہا مصنف تو ہی چل جسم سے اے روح بے استقبال ڈ نکہت زلف لئے باد صبا
آتی ہے ڈ پہر بال جو سر پر وبال سے تہے چہرے پر سے سر کا کر درست کئے دو
اچہی طرح اوڑہا گہنا پہنا جواہرات کے جوشن جو ڈبلے پن سے ڈہیلے ہو گئے
تہے ڈورے کہینچ کہینچ کر چست کئے ذرا آدمی کی شکل بنی ملکہ حسن افروز مع

قمر النسا اپنی خواصون کے ہمراہ بڑے تکلف سے زنگ محل مین آئین صنوبر مضمحل شکستہ دل بصد ناز و ادا
تعظیم کو اوٹھی جھک کر سلام کیا ملکہ نے کہا بوڑہ سہاگن صنوبر نے جواب دیا کہ یہہ سہاگ خدا آپ ہی کو
مبارک رکھے یہان فراق مین بڑی لذت اوٹھائی خوب مزے چکھے بندی باز آئی کیسی محبت کہان کی آشنائی
ملکہ بولی صاحب کیا خوب جوبن کے مکرتی ہو نکاح کر کے بھول گئین مگر میرے پاس تو طلبی کی دستاویز
موجود ہے غرض یہہ رمز و کنایہ ہو کر پھر برابر کی ملاقات ہوئی صنوبر ملکہ کا ہاتھہ پکڑ کر چند خواصون کے ہمراہ زمرد
محل مین گئی وہان سے کوسون کا میدان لشکر کا ہر جوان نظر آتا تھا یہہ دونون پتھر کی جالیون مین سے
لڑائی کی سیر دیکھنے لگین کہ فوج عدو ہزار در ہزار ہے ادہر کے لوگ بھاگے آتے ہین ادہر سے مار مار ہے
پھر کیا دیکھتی ہین کہ شہزادہ سمند برق دم پر سوار سر پر تاج شاہی ہاتھہ مین دہی قمچی بجائے تلوار پیچھے
لاکھہ ڈیڑہ لاکھہ سوار سبکا ایک پرا تلوارین سونتی گھوڑون کو ٹپتی ٹپتی ہوئے اوٹھائے دہنے سے کترا گئی
بائین طرف جھکے وزیر جو پہلے سے لڑ رہا تھا گھوڑا جھپٹا کے شہزادے کے قریب آیا آتے ہی قدم
چوم لئے پھر کچھہ مشورہ کر آرام دل نے رخش کی باگ اوٹھائی فوج عدو مین جا پڑا دشمن کی جان
پر آفت آئی خوب لڑا خالی دیکر جس سوار پر قمچی کا ہاتھہ بھرپور لگایا سر پر پڑا کہین نہ اڑا مع گھوڑے
کے چار ٹکڑے کر کے زمین زمین پر اوتر آیا اوس رو مین بگ ٹٹ تک دو دو مین جس پیدل پیدل پر ہاتھہ
چل گیا مطلق نہ نظر آیا جیسے صابون مین سے تار نکل گیا مارے مارتے تہراو کر دیا دشت لاشون سے بھر دیا
حساب کیا تو ہر سوار کے حصے مین ایک ایک شکار بھی نہ آیا بہت سے سوارون کی تلوارین پیاسی رہ گئین
اونہون نے مردون کو جو رنگ بنایا لہو نہ دیا تو اپنے بدن پر جرکا لگا کے تہوڑا بہت خون چٹایا ملکہ
حسن افروز اور صنوبر دلسوز دونون اپنے حواس مین نہین تہین بال کہولے ہوے گہبرا گہبرا کے
قبلے کی طرف ہاتھہ اوٹھا اوٹھا کے دعائین مانگ رہین تہین بارے شکر خدا کہ شہزادہ دشمن پر
ظفریاب ہوا سرخرو پیش شاہ داراب ہوا فوج عدو مین سے کوئی بشر زندہ نہ بچا سب مین کہیت رہے مگر
شہزادہ سیاہ فام بچا جان بچا کر بہاگے بادشاہ شہزادے کے قریب آئے قوت اور جوانمردی کی
تعریف کی ہاتہی پر سوار کر کے محل مین لائے ملکہ حسن افروز اور صنوبر دونون زہرہ مشتری پیکر رنگ
محل مین آئین دس ہزار اشرفیان شہزادے پر صدقے کین اوسی دم جا بجا مسجدون اور مدرسون مین
فقرا طلبا مساکینون کو بھجوائین پھر شہزادے کو طلب فرمایا وہ تشریف لایا صنوبر کا عجب حال ہوا فرط
سرور نشاء محبت سے چہرہ لال ہوا آرام دل جون جون قدم زمین پر رکھتا تہا صنوبر کی
آنکھین بچھی جاتی تہین دل استقبال کو نکلے آتا تہا شوق وصال دل مین گدگدی کرتا تہا دم
بدم ستاتا تہا شہزادہ آ کر مسند پر بیٹھا جیسے کوئی مہمان آتا ہے یا معشوق کہ اپنے عاشق سے
شرماتا ہے اول ہی ملاقات مین چھپا جاتا ہے صنوبر نے ملکہ سے کہا ہمین اس سے ملال ہے

دل پر صدمہ کمال ہے کہ یہہ اتنے دنون کے بعد آئے مگر ہونٹ منہ سے یہہ بہی نہ کہا کہ اس عرصے
مین تجہہ پر کیا گذری یا اب تیرا کیا حال ہے ملکہ نے کہا ہین یہہ بڑے بیوفا ہین اپنے مطلب کے آشنا ہین
یہان تو یہہ میرے دباؤ سے آئے ہین ورنہ یہہ تو درکنار تم کبہی انکا سایہ تک دیکہتین یہہ وہ بے مروت
بے درد ہین شہزادے نے فرمایا بس ذرا خوش آمد نہ کیجیے وہ باتین بہول گئین ذرا یاد کرو الزام اسکا
ہمپر نہ دہرو جانتے ہین آپ کو ان سے کمال محبت ہے آجکی نہین مدت سے ہے اور بندہ تو بے مروت ہے
ملکہ بولی ہان بجا ہے اسمین شبہہ کیا ہے محبت نہ تہی تو آئے کیون تمہین زبردستی یہان لائے کیون قصور
معاف ہو اگر مرآت دل زنگ کدورت سے صاف ہو تو کبہی ایسی باتین زبان پر نہ آئین مگر تمہاری تو ان
دنون لڑائی پر طبیعت بڑہی ہوئی ہے ہر وقت آستین چڑہی ہوئی ہے ہر ایک سے الجہتے ہو اپنا سا سب کو
سمجہے ہو یہان تو رشک و حسد کا نام نہین تو تو مین مین لڑائی جہگڑا کج بحثی اشرافون کا کام نہین صنوبر
نے چپکے سے کہا خدا کی واسطے جانے دو دور کرو اس سے کیا حاصل بس چپ رہو حضرت **غالب** شکوے کے
نام سے بے مہر خفا ہوتا ہے ٭ یہہ بہی مت کہہ کہ جو کہیے تو گلا ہوتا ہے ٭ غرض دیر تک یہی صحبت رہی
طعن و تشنیع راز و نیاز چہیڑ چہاڑ بناؤ بگاڑ شکر رنجی کی باتون مین عجب کیفیت رہی ملکہ حسن افروز صنوبر
کی مان کے پاس آئی رسم سلام بجا لائی اوسنے چہاتی سے لگایا بڑی تعظیم کی آنکہون پر بٹہایا اور فرمایا کہ
بی بی صنوبر کو اپنی لونڈیون کے برابر بلکہ اون سے بدتر سمجہنا وہ کبہی تمہاری فرمانبرداری سے منحرف
نہوگی ملکہ نے سر جہکا لیا اور شرم سے کچہہ جواب ندیا پہر صنوبر کے پاس گئی سب پہر وہین رہی تمام رات
عیش و نشاط مین بسر ہوئی ہنستے کہیلتے سحر ہوئی دونون کا ستارا ملگیا ایسی محبت ہوئی کہ سلف سے آج تک
کسی مین کم ہوئی ہوگی صنوبر شہزادے کی شہزادی سے پہلے ہوچکی تہی مگر دولہہ کے نام مین بڑا اختلاف
تہا سلطان عالم **آرام دل** اور شہزادہ سیاہ فام مین بڑا اختلاف تہا دوبارہ عقد کی صلاح ہوئی
بادشاہ نے پانچ لاکہہ اشرفی کا چبوترہ بنوایا اور ستائیسوین رمضان المبارک بعد نماز جمعہ شہزادہ بلند بخت
کیوان بارگاہ کو اوسی چبوترے پر بٹہاکر موافق شرع شریف دین متین زادہ ہما اللہ شرفاً خطبۂ نکاح
پڑہوایا بارہ درہم شرعی پر مہر بندہا پہر شاہ نے اپنا تاج شہزادے کو پہنایا سیف کمر سے باندہی قلمدان
آگے رکہا سلطنت کا مالک کیا یہہ جہیز دیا اور آپ اوسی روز سے دنیا کو لات مار کر قناعت گزین ہوا سب سے
کنارہ کش ہوکر گوشہ نشین ہوا نوشاہ نے اون اشرفیون کو للہ دیا اور طعام ولیمہ تقسیم کیا
دوسرے روز جب مشرق اور رنگ فلک پر جلوہ افروز ہوا **آرام دل** نے تخت پر جلوس
فرمایا اور صنوبر کے بہائی اپنے سالے کو جو بہت صغیر سن تہا گود مین اٹہایا امورات مملکت
بمشورۂ ارکان سلطنت بحسن و خوبی انجام پانے لگے بنائے ظلم و ستم منہدم ہوئی لوگ
باسایش رہنے لگے ہزار طرح کے آرام پانے لگے غرض شہنشاہ کشورستان **آرام دل**

جان جہان دونون شہزادیون کے ساتھ جشن مین مصروف ہوا عزم وطن بالقوہ رہا مگر بالفعل موقوف ہوا

روانگی آرام دل سوئے وطن طلسمی شیشے کے جہاز پر سوار ہونا شہزادہ سیاہ فام کے دام مین گرفتار ہونا اوس ملعون کا توپ مارنا جہاز کو تباہی کی گہاٹ اوتارنا شہزادہ اور شہزادیون کا تباہ ہونا پہر بعنایات جامع المتفرقین بچہڑونکا ملنا اور سیم تن کا بیاہ ہونا

شناوران قلزم معانی احوال غواصان بکف نیاوردہ گوہر مقصود غریق بحر ناکامی ناآشنای زیان و سود لکہتے ہین کہ ایک روز آرام دل باہم ملکہ حسن افروز اور صنوبر قلعے مین ثمن برج پر لب دریا بیٹہا کیفیت تلاطم بحر مواج اور تماشائے پیچتاب ورطہ گرداب ہوا کا زور پانی کا شور دیکہہ رہا تہا شراب کی نشے مین ملکہ سے کہنے لگا بیگم تمنے کبہی پانی کے اندر جاکر سیر کی ہے آبی جانورون کے مکان اونکے انڈے بچے اونکا چلنا پہرنا یہہ کیفیت بہی دیکہی ہے ملکہ بولی ہان نئی لہر آئی خوب دل مین سمائی بہلا پہلے یہہ تو فرمائے انسان کا کام ہے کہ دریا کے اندر جائے اور سیر کرکے سلامت پہر آئے حضرت ظل سبحانی کے سفینے مین البتہ سیر کی ہے خدا کی قدرت ہے جانور کیا دریا مین ملک آباد ہین صاحب تخت و تاج امیر وزیر محتاج ہر طرح کی لوگ رہتے ہین شہزادے نے کہا تمنے تو کتاب مین لکہا دیکہا ہے ہم اگر تمہین کشتی پر سوار کرکے پانی کے اندر لیجائین اور سب سیر دکہائین تو کیا انعام دوگی ملکہ نے عرض کی فی الواقع آب رواں کے دیکہنے سے آدمی کی عقل تیز ہوتی ہے سیر دریا جنون خیز وحشت انگیز ہوتی ہے اگر حضور کے ذہن مبارک مین کوئی بات آئی ہو طبیعت لہرائی ہو تو عجب نہین آرام دل نے فرمایا ہان ارادہ ہے کہ سفینہ آبگینہ بنواؤن اور چین تک چنین سے سیر کرتا ہوا جاؤن پہر زمرد محل مین آکر سفید دیو کو بلایا وہ آیا شہزادے نے کہا ایک جہاز چاہتا ہون جسمین بالکل حلبی آئینے لگے ہون اور کل کام کل سے نکلے دبانے سے پانی کے اندر روان ہو جب ٹہر جائے ذرا اشارہ پائے اوپر اوبہر آئے پہر جب پرزہ دبائین تہ آب ہو جائے اور روان ہو وہ بولا بہت خوب کل زیر قلعہ اوسکا لنگر ہوگا جیسا حضور سے ارشاد ہوا انشاء اللہ تعالے اوس سے بہتر ہوگا دیو تو یہہ کہکر رخصت ہوا شہزادی نے محمود کو مع فوج ملک خاندیس کی طرف کوچ کا حکم دیا اور فرمایا کہ ماوراء النہر مین بحر عمان کے کنارے ہمارے منتظر رہنا کسی سے یہہ حال نہ کہنا اوسنے حسب الارشاد سفر کا سامان کیا شب کو سب نفرون کو حکم سُنا دیا جب ماہ غواص محیط ظلمت ساحل مغرب مین ڈوبا اور مہر آشنائے بحر شہر کنارہ مشرق سی تیرتا

نکلا محمود لشکر لیکر مع خزانہ روانہ ہوا ادہر جہاز بہی آپہونچا آرام دل نے دربار عام کیا کیا خوب انتظام
کیا کہ اپنے سالے کو مشتری کی جگہہ اورنگ نشین کر کے تاج بخشا خراج معاف کیا واقعی بڑا انصاف کیا جب اس سے
فرصت ہوئی شاہ با خدا گدائے درخیر الوری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا رخصت طلب کی
اوس ولی اللہ نے بخوشی اجازت دی ملکہ حسن افروز نے وہین کہا کہ حضرت انہین منع کیجئے دریا کی
راہ جانے نہ دیجئے سنتی ہون ایک جہاز آیا ہے خدا جانے کہان سے منگوایا ہے کس نے بہیجا ہے
کہون لایا ہے وہ پانی کے اندر چلتا ہے ہوا سے کچہہ سروکار نہین باد موافق کا مخالف پانی کی اندر
ڈوب کر چلتا ہے عقل مقتضی نہین کہ اوسپر سوار ہون اجل سے ہمکنار ہون مفت جائین گوائین میٹہی
میٹہاسے صدمے اوٹہائین اور دیدہ و دانستہ سفینۂ عمر زورق زندگی کو ورطۂ ہلاکت مین ڈبونا زبردستی
جان کہونا کہان آیا ہے کوئی حدیث کوئی آیت ہے بلکہ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ خدا نے بہی
فرمایا ہے شہزادے نے کہا دریا مین فتنہ انگیز ہوا ہے اکثر فساد اسی سے ہوا ہے جب بقول تمہارے
اوس جہاز کو ہوا سے علاقہ نہین پہر کچہہ پروا نہین یون تقدیر کا علاقہ جدا ہے اس مین گفتگو نہین
إِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ہر چیز پر قادر خدا ہے ورنہ ذرا سوچو تو ایسا کم کبہی کہین غرق ہوتا ہے
پانی مین جانے کل سے جہاز اور باد بانی مین بڑا فرق ہوتا ہے یہہ کہکر جہاز پر تشریف لایا شاہ داراب
نے ملکہ کو سمجہایا اور فرمایا کہ صاحبزادی ہم مجبور ہین وہ مختار ہین بخدا فرقت گوارا نہین مگر مشیت
ایزدی سے چارا نہین کیا کرین ناچار ہین لازم ہے کہ تم بہی اونکا حکم بجالاؤ جہان جس طرح لیجائین
بے تامل جاؤ ضد نکرو ذرا سی بات پر نہ اڑو شوہر کی عدول حکمی مین خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نافرمانی ہے وہ اگر آگ مین جہونک دین اوسے گلزار جانو یہہ ہلا پانی ہے لو بسم اللہ تیار ہو وہ منتظر
ہون گے چلو جہاز پر سوار ہو یہہ کہکر صنوبر کو ساتہہ لیا ملکہ حسن افروز کا ہاتہہ مین ہاتہہ لیا
اور خضر دروازے سے نکلکر لب دریا تشریف ملکہ نے دیکہا شہزادہ سوار ہو چکا صنوبر کا ہاتہہ
پکڑ مع قمر النسا اور دلربا چند خواصون کو ہمراہ لئے جہاز پر پہونچی اور فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا
وَمُرْسٰىهَا جب سب سوار ہوئے جہان پناہ بہت اشکبار ہوئے عورتون نے رو رو کے کہرام مچایا
پہر سب نے دعائین دیکر دور سے بلائین لین ملکہ نے صنوبر سے خدا خیر کرے شگون بد ہوا
قدم رکہتے ہی کان مین رونے کی آواز آئی یقین جانو جہاز کی سواری شہزادے کو ناساز آئی
بے طور دریاے الم موج زن ہے رہ رہ کے جوش مین آتا ہے ہر چند سنبہالتی ہون لطمۂ اندوہ
وغم مین خود بخود دل ڈوبا جاتا ہے میر وزیر علی صبا گردش سے آسمان کے چکر آرہے ہین
ہم پہ کشتی ہماری گہوم رہی ہے بہنور کے ساتہہ ؎ غرض شہزادہ آرام دل تو مصروف
سیر و تماشا تہا ملکہ حسن افروز غواص گرداب تفکر صنوبر غریق ورطۂ تحیر یہہ دونون بحر غم و الم کی آشنا دو گہڑی

جہاز اور بررہا پہر یکایک پانی کے اندر ڈوب کر روان ہوا ڈوبتے ہی ایک ماہ منور مہر درخشان کی طرح
چمکتا ہوا نمایان ہوا بلور کی چہت مین ایک جلبی آئینہ مدور آفتاب سے زیادہ درخشان ہوا جہاز کی یہہ قطع
تہی بہت عریض اور طویل سر بلند سب جہازون سے دو چند دیوارین مع سقف بلور کی نور کے سانچے
مین ڈہلی ہوئین شیشہ جار آدہنگل کا دلدادہ جہاز بالکل کلدار نیچے صندل کے تختے بندی لوہا نام کو نہین تمام
نقرئی اور طلائی کام اندر متعدد کمرے سجے سجائے فرش فروش سے آراستہ شیشہ آلات سے پیراستہ
دنکو طلسم سے مہر درخشان روشن رات کو شمع ہائے مومی اور کافوری کی روشنی سے انجمن کا جوبن ہر ایک
مکان مین علیحدہ علیحدہ مسند تکئے لگے ہوئے چہپر کہٹ پہولون سے بسے ہوئے بردے چہوٹے ہوئے اچہے
کسے ہوئے ہر چہپر کہٹ مین پنکہا اس قسم کا کہ جب تک شہزادہ آرام کرے خود بخود اوسکو حرکت رہے
ٹہنڈی ٹہنڈی ہوا سے دل کو فرحت رہے گلدستون مین نئے نئے رنگ کے گل بوٹے جنکو باد خزان
کی ہوا نہ لگے کبہی جہڑے نہ ٹوٹے برستان کے میوے کشتیون مین مے انگور شیشون مین ہر کمرا سجا ہوا
ایک سے ایک اچہا سامان عیش ہر جگہہ مہیا صحن کا طول نہایت معقول بیچ مین مختصر سا خانہ باغ
روش پٹری نازک نہر جاری فوارے سبک کیاریان پرُ تختے قطع دار اون مین موتیا چنبیلی۔
سوسن کیتکی موگرا مدن بان نرگس لالہ نافرمان گل صد برگ کی بہار ہر چمن کے گرد چینی کے نرگس دانون
مین میوہ دار درخت سراسر بلندی مین قد خوبان کے برابر جنکا پہل تصور سے منہ مین آئے جالور
قصد سے لب تک آکر کباب ہو جائے سر شاخ ہر غنچہ وگل بلبل ہزار داستان کا جہوم جہوم کر چہکنا
پہولون کی خوشبو سے تمام جہاز کا مہکنا جو سرو اور شمشاد کا نئے پودون قمری کی صدا فاختہ
کی کو کو چہوٹے چہوٹے پیوندی آم کے درختون پر مور کا شور کویل کی تو تو زمین مین سیپ کا فرش
اوسکے ہر وصل مین سبزہ نوخیز نرگس دانون اور کیاریون کی مٹی عنبر بیز پر پرادا مرد سیمبر زرین کمر زمردین
بال جہاز کے ہو کل سرگرم کار شہزادۂ **آرام دل** جب یہان سے روانہ ہوا فلک تفرقہ انداز کو جہاز
کی سواری دریا کی سیر کا بہانہ ہوا یعنے اوس نافرجام شہزادۂ سیاہ فام یہہ خبر پہونچی کہ **آرام دل** مع
پری وشان حور شمائل تری کی راہ اسی طرف سے بسواری جہاز اپنے وطن کو جاتا ہے جہاز شیشہ کا
ہے پانی کے اندر چلتا ہے نہایت سریع السیر ہے کل دبانے سے اوپر نکلتا ہے یہہ سنتے ہی زیر قلعہ آیا
کمال خوش ہوا پیر گردون نے فریب دیا دام مکر پہیلایا شہزادۂ سیاہ فام نے اپنے اہتمام سے بہت بڑا
جال فولادی دریا مین دلوایا اور منتظر وقت رہا شام کو جال ڈالا اوسکے دوسرے روز دوپہر طرفہ ماجرا
روبکار ہوا کہ گردون دام صیاد مین گرفتار ہوا جہاز حور و کا کار پردازون نے کل دبائی جہاز سطح آب
آیا مگر فولادی جال مین اولجہ گیا مطلق نہ چل سکا یہہ لوگ مستفسر حال ہوئے جہاز رو کنے کا سبب
پوچہنے لگے اودہر قلعہ پر مورچہ بندی تہی جب جہاز توپ کی زد پر آیا اوس ملعون نے شست باندہکر

نشانہ لگایا گولہ آتے ہی جہت پر لگا اوسنے کام تمام کیا جہاز کو تباہی کے گہاٹ اوتار بیٹہے بیٹہائے
دشمن نے میدان مارا جہاز کے ٹکڑے اوڑ گئے پاش پاش ہوگیا کیسکو کیسکی خبر رہی کون کدہر گیا
کون جیتا رہا کون مرگیا صبا ہر گہڑی اک طرفہ دکہلاتا ہے رنگ ؛ واہ کیا نیرنگ ہین افلاک کے ؛
ناگاہ اوسوقت سیم تن پری کا وہان گذر ہوا اوس نے جو یہہ کیفیت دیکہی ملکہ حسن افروز
اور قمر النسا کو کہ یہہ دونون بیہوش یکدگر ہم آغوش قریب الہلاکت عنقریب غرق ہوا چاہتے ہین
اوٹہا کر اپنے تخت پر سوار کیا اور لے اوڑی چند ساعت مین اپنے باپ کے پاس کوہ قاف کا
شہنشاہ معظم تہا جا اوتارا اور جلد جلد عود قماری عنبر سارا انگیٹہیون مین سلگا کر ان دونون کی برودت
اور خنکی کو دفع کیا پہر پہر کامل کے بعد ملکہ کو ہوش آیا ایک پیر مرد باریش سفید تاج خسروی بر سر عبای زر
دربر اور ایک پری نازنین کو اپنی بالین پر موجود پایا گہبرا کر اوٹہہ بیٹہی حیرت سے ایک ایک کا منہ تکنے لگی سیم تن پری نے
ملکہ کو بہت ادب سے سلام کیا اور اپنے باپ سے یہہ کلام کہ حضور یہہ شاہ فارس آدم زاد کی صاحبزادی
ہین اور شہزادہ آرام دل پسر بادشاہ چین کے شہزادے ہین یہہ سُنکر شاہ قاف نے بڑی تعظیم کی ہاتہہ پر
بوسہ دیا اور کہا کہ صاحب زادے زہے نصیب ہمارے کہ تم نے ہمارے غریب خانے کو اپنے قدم
میمنت لزوم سے فردوس برین فرمایا اور خوشا طالع ہمارے کہ ہمنے تمکو دیکہا پہر سیمتن سے کہا کہ انکو
گلستان ارم مین لیجاؤ وہان کی سیر دکہاؤ ملکہ اوس سلیمان ثانی کے اخلاق دیکہکر ششدر تہی پری
کی محبت اور خاطرداری سے متحیر تہی سیمتن پری ملکہ کو گلزار ارم مین لیگئی سبحان اللہ عجب باغ تہا کہ
اگر اوسکے ایک تختے کی تعریف صد ہزار تختہ کاغذ پر بخط ریحان لکہون تو عقل سے دور ہے مگر حکما کا دستور
ہے کہ مَا لَا یُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا یُتْرَكُ كُلُّهٗ اسواسطے مشتے نمونہ از خروارے کچہہ مختصر لکہنا ضرور ہے کہ روشین
بلور کی نہر ہمراہ نور کی درخت جواہرات کے جڑ مونگے کی ٹہنیان پکہراج کی پتے زمرد کے پہل یاقوت کے
اکثر درختون مین مثل خوشہ انگور لعلون کا گچہا اور تاک مین مروارید کلان بیضہ کبوتر سے دو چندان درختون
پر طیور قدرت حق کا ظہور طوطے کے زمرد کے پر یاقوت کی منقار گفتگو مین سحر بیان لعل حقیقتا لعل
خوش الحان بارہ دری عالیشان چارون طرف دیوارین ہیرے کی تہر یاقوت کی اینٹین اندر پکہراج
کی صحنچیان زبرجد کے دالان یہہ سب کچہہ سیر تہی مگر ملکہ کی حالت غیر تہی جب سیمتن پری نے ملکہ حسن افروز
کو دالان مین لیجا کر بٹہایا ملکہ نے آبدیدہ ہوکر پوچہا کہ صاحب آپکا نام کیا ہے اور یہہ باغ ارم کسکا ہے پری نے
دست بستہ عرض کی کہ لونڈی کو سیمتن کہتے ہین اور یہہ باغ اسی کنیز کا ہے اس مین والد ماجد رہتے
ہین ملکہ پری کا نام سنتے ہی آرام دل کے تصور مین زار زار رونے لگی پہلے تو چپکی بیٹہی رویا کی بیقراری کو
ضبط کرتی رہی مگر جب بہت دم گہبرایا اور ہجوم غم سے کلیجہ منہ کو آیا تو ہائے شہزادہ کہہ کر پری کے گلے سے
چمٹ گئی اور چیخ کر رونے لگی ایسی روئی کہ غش آگیا پری نے ہاتہون پر روکا سنبہالا اوسکی بہی آنکہہ سے

بے اختیار آنسو جاری تھے بیخودی کے عالم طاری تھے دیر تک یہی کیفیت رہی دونون کو غش کی
حالت رہی آخر سیمتن نے اپنے حواس درست کرکے ملکہ کو لخلخہ سونگھایا بید مشک چھڑکا کچھہ افاقہ ہوا ذرا
ہوش آیا سیمتن نے تسکین کی باتون سے سمجھایا خاطر آشفتہ کو ہر چند بہلایا مگر وہ روتا اوس سے کیونکر
چھوٹے جس سے ایسا دلبر چھوٹے پھر پری نے عرض کی کہ خدا حضور دل کو تسکین دیجئے تھوڑی دیر باغ
کی سیر کیجئے دیکھئے مین آن مین گئی اور آئی اور دو گھڑی مین آپ کے پاس شہزادے کو لائی یہہ کہکر
سیمتن تخت پر سوار ہوئی ملکہ کو وہین روتے چھوڑا اور آپ **آرام دل** کی تلاش مین فلک سیار ہوئی
اب سنئے کہ جب جہاز تباہ ہوا تھا شہزادہ ایک تختہ کے سہارے بہتا زار زار روتا اور یہہ کہتا چلا جاتا
تھا صبا ساحل دکھائی دیتا ہے مجھکو نہ رہ ہے نہ دریائے عشق مین میری کشتی تباہ ہی نہ ملکہ
حسن افروز اور **صنوبر** کے فراق نے شہزادے کو مردے سے بدتر کردیا تفرقہ انداز چرخ کج نہاد نے مجموعہ
انبساط اور گلدستہ نشاط کو ایک آن مین ابتر کردیا **آرام دل** سوچا کہ دریا ناپید اکنار ہے اب اس دریائے
ذخار سے نکلنا دشوار ہے ہر دم اجل ہمکنار ہے مانا کہ بچے اور کسیطرح نکلے جب اپنی آرام دل اور دلبر
اسطرح دنیا سے اوٹھہ گئی اور اونہون نے ہمارے واسطے زندگی مین کیسی کیسی جفائین اوٹھائین آخر
اپنی جانین گنوائین تو پھر ہم جی کے کیا کرین گے یہہ سمجھکر مرنے پر مستعد ہوا اور یہہ شعر پڑھہ کر تختہ چھوڑ دیا
زندہ ہوا اب رنج و غم کا عدم قافلہ ہماری ہی دم سے رحلت ہوئی ملکہ سیمتن ابھی قریب ہی پہونچنی
نہ پائی تھی کہ اوسنے دور سے شہزادے کو ڈوبتے دیکھا گھبرا کر جھپٹی اور آتے ہی جلدی سے باہر نکالا
شہزادہ بیہوش ہو گیا تھا پری شہزادے کو اپنی گود مین لٹا فلک سیر ہوئی پھر ایک جزیرہ مین ہو بحکم تخت
اوتارا اور شہزادے کو ہوش مین لائی **آرام دل** نے جو آنکھہ کھولی پری نے جھک کر مجرا کیا اور کہا
فرمائیے کیا وعدہ تھا خوب اپنے قول پر ثابت رہے کہئے اب آپ کی حسن افروز اور جنکے آپ عاشق تھے کبھی
وہ کہان ہین جن کے آپ دیوانے تھے بتلائے کدھر وہ پریان ہین شہزادے نے متحیر ہوکر پری کو
دیکھا اور کہا نہ ہم کسیکے عاشق تھے نہ کوئی ہمارا شیدا تھا خدا جانے یہہ کیا اور کیا ہوا یہہ
کلام بیخودی اور یاس کا پری کے دل مین تیر سا لگا بے اختیار آنسو نکل پڑے پھر ذرا تامل
توقف کیا اوسی دم تخت پر بٹھا کے اوڑی اور باغ ارم مین داخل ہوئی ملکہ **حسن افروز**
شہزادے کے آنے کی امیدوار نہایت مضطر و بیقرار زار زار رو رہی تھی کہ شہزادہ پہونچا بیخود
ہوکر ہم آغوش ہوئی ایسی روئی کہ بیہوش ہو گئی **آرام دل** پہلے تو وحشیون کی طرح دیکھا کیا
جب بوسے پیرہن یار مشام تک پہونچی جنون کا نشہ ہرم ہوا پھر تو دونون خوب روئے
اور مسرور ہوئے رنج و آلام مفارقت بعنایت جامع المتفرقین دور ہوے دونون نے
پری کا بہت سا شکر ادا کیا پھر شہزادہ سیمتن کے باپ کی ملاقات کو گیا اوس نے

شہزادے کو آتے دیکھا سرو قد تعظیم کو اوٹھا شہزادہ قدم بوس ہوا اوسنے سر اوٹھایا
معانقہ کیا اور تخت پر اپنے برابر بٹھایا شہزادے نے عرض کی کہ مجھے خلعت دامادی
سے سرفراز کیجئے اور اپنی فرزندی مین لیجئے اوسنے بدل وجان اس امر کو قبول
کیا مگر کچھ جواب نہ دیا کہتے ہین کہ پرستان مین سوائے عقد کے اور کوئی دستور نہین ہے
پس فقط بادشاہ نے اوسی دم خطبہ نکاح پڑہا اور سیمتن پری کو بلاکے اوسکا ہاتھ شاہزادے
کے ہاتھ مین دیا اور دونون کو رخصت کیا شہزادہ مع سیمتن گلزار ارم مین ملکہ حسن افروز
کے پاس آیا اور سیمتن پری سے فرمایا کہ افسوس ہماری قمچی دریا مین حضرت خواجہ خضر کے
نذر ہوئی ملکہ نے کہا سبحان اللہ موئی قمچی کا تو خیال آیا مگر صنوبر کو ذرا یاد نفرمایا کہ وہ بیچاری
کدہر گئی جیتی رہی کہ مرگئی سیمتن پری نے سفید دیو سے کہا کہ تو ابہی جا اور صنوبر کی خبر لا دیو صنوبر
کی تلاش مین تیز رو ہوا سیمتن پری نے قمچی شہزادے کو حوالہ کی اور کہا جو وقت جہاز تباہ ہوا
تہا مینے یہہ قمچی اوٹھا لی تہی یہہ باتین ہو رہی تہین کہ سفید دیو آیا اور یہہ خبر لایا کہ ملکہ صنوبر شہزادۂ
سیاہ فام کی قید مین گرفتار ہی شدت سے علیل ہے جان سے بیزار ہے یہہ سنتے ہی آرام دل نے
چلنے کا ارادہ کیا سیمتن پری کو پوشاک شاہانہ پہنائی اوسنے سب اپنا لباس اوتار شہزادیون کا
زیور زیب بدن کیا عزیزون کا اپنے الزام رکہا مگر دوست کی خوشی سے کام رکہا پہر شہزادہ تخت
پر سوار ہوا ملکہ اور سیمتن کو برابر بٹھایا پریزادون نے اوس تخت اوڑایا تہوڑے عرصے مین وہ تخت
شہزادۂ سیاہ فام کی خوابگاہ مین جا اوترا شہزادہ تنہا اندر گیا دیکھا کہ دالان کے پردے گرے
ہوئے ہین اندر شمعین روشن ہین صنوبر پری پیکر لب جان باچشم گریان مضطر وبیقرار ہاتہ مین
کٹار مرنے پر آمادہ ہجر یار مین دل دادہ زندگی سے سر دست بردار شہزادۂ سیاہ فام چہرہ کٹہ
مین لیٹا ہوا صنوبر کو منت اور عاجزی سے اپنے پاس بلاتا ہے کبہی دہمکاتا ہی ڈراتا ہے آرام دل نے
جو یہہ حال دیکہا تن بدن مین آگ لگ گئی جاتے ہی اوسی قمچی سے اوس ناپاک کی مشکین باندہ لین اور
گہسیٹتا ہوا باہر لایا پہر ایک پریزاد کے سپرد کر آپ مع ملکہ حسن افروز اور سیمتن صنوبر کی پاس آیا وہ
اس حال کو بچشم خود نگران تہی بشدت حیران تہی دل مین کہتی تہی کہ شاید غیب سے کوئی فرشتہ آیا
جس نے اس بدذات کو گرفتار کیا اور مجہے اسکے فریب سے بچایا اسی تصور مین تہی کہ آرام دل مع ملکہ
حسن افروز وسیمتن نمودار ہوا دیکہتے ہی صنوبر کا جی بیقرار ہوا دوڑکر شہزادے سے لپٹ گئی
دیر تک رویا کی منہ آنسوون سے دہویا کی شہزادہ بہی بیقرار رہا برابر اشکبار رہا پہر صنوبر ملکہ کے
گلے لگ کر رونے لگی ملکہ بہی بلک کر رونے لگی آخر سیمتن نے منہ پر سے رومال سرکایا ہر ایک کو
سمجہایا پہر سب عاشق ومعشوق مل کے بیٹھے غبار سب کے دل کے بیٹھے سب نے اپنے اپنے

دکہڑے روے دفتر حدیث دل آنسوؤن سے دہوئے صنوبر نے جب سمتن کی جان فشانی سُنی او سبر ہزار جان ودل قربان ہوئی تہوڑی دیر اد ہر اودہر کا جرچار ہا پہر شہزادہ مع تینون شہزادیون اور قمر النسا کے تخت پر سوار ہوا اوس ملعون کو تخت کے پائے سے باندہا کسیکو خبر نہوئی اور یہہ ملک خاندلیس کیطرف فلک سیار ہوا

پہونچنا شہزادۂ آرام دل کا ملک چین مین کیفیت سواری پہر ملازمت والدین اور جشن کی تیاری

پلا ساقیا آخری ایک جام	ہوا چاہتا ہے یہہ قصہ تمام مگر اب بہیون کو ملا دُون شتاب	مقاصد میرے دل کے بر آئے سب اسی بات پر ختم کردون کتاب	لکہا خوب قصہ بامداد رب

محرران دفتر خوش بیانی وطے کنندگان ملک معانی لکہتے ہین کہ لشکر سلطانی لب دریا جہاز کی آنیکا منتظر تہا افسران فوج وجان نثاران شہزادۂ والا تبار اور محمود وفادار سب رفقا بسبب توقف کے پریشان خاطر تہے ہمہ دم شہزادے کی تشریف آوری کے منتظر تہے ایک شب پہر رات رہے روند کے سپاہیون کو معلوم ہوا کہ ایک تخت دفعتہً آسمان پر سے رو بزمین ہوا اور سراپردۂ شاہی مین جا گزین ہوا محمود کو خبر ہوئی فوراً خیمہ سلطانی مین آیا دیکہا کہ شہزادۂ بلند اقبال سلیمان ثانی تینون پریون کے بیچ مین مسند پر رونق افروز ہے بائین طرف سمتن اور صنوبر دہنی طرف ملکہ حسن افروز تخت طاؤس روبرو موجود ہے پریزاد دست بستہ حاضر ہین خواصون اور مغلانیون کا ہجوم ہے شہزادے کے آنے کی تمام لشکر مین دہوم ہے الغرض شہزادے نے اپنی داستان حیرت بیان سب لوگون کو سنائی اور اوس شہزادہ سیاہ کام بدبخت نافرجام کی صورت دکہائی پہر حکم کیا کہ کل تمام لشکر مین اسکو تشہیر کرکے قرار واقعی سزا دین تجربے اپنا بدلہ لین پہر شہزادے نے پریزادون کو مع تخت طاؤس کوہ قاف کی طرف روانہ کیا رات تو باتون مین بسر ہوئی بیٹہے بیٹہے سحر ہو گئی صبحدم شہزادے نے باہر جلوس فرمایا افسران فوج ملازمت سے مشرف ہوئے نذرین گذرین چہوٹا بڑا پہولون نہ سمایا پہر شہزادے نے لب دریا سب کو سیر دیکہنے کا حکم دیا اور شہزادہ سیاہ فام کو طلب کیا داروغہ محبس لیکر حاضر ہوا شہزادی نے پہلے اوسکے ہاتہہ قلم کرائے پہر ناک کٹوائی اور اوسکے سامنے چیل کوؤن کو بٹوائی پہر حکم دیا کہ اسی دریا مین ڈبو دو دین و دنیا سے کہو دو یہہ حکم سنکر حلال خور نے اوس حرام خور کو دریا مین ڈالا دل کا ارمان نکالا وہ ڈوبنے لگا وہ ناپاک رونے لگا مگر کب چہوڑتا تہا ہر چند ماہی بے آب کی طرح تڑپا

مین وہ منحوس ہارین لے گیا اور تیر پر بٹھا دیا جب وہ ملعون اپنی سزا کو پہنچا آرام دل خیمہ فردوس منزل مین آیا دس روز وہان اور مقام فرمایا صبحدم ملک چین کی طرف کوچ کا حکم دیا آدہی رات رہی سے خیمہ ڈیرہ لدنے لگا کوچ کا سامان شروع ہوا جب آفتاب قریب طلوع ہوا آرام دل عماری دار ہاتہی پر سوار ہوا اگر حسن افروز پری پیکر اور صنوبر اور سیمتن رشک قمر جدا جدا انہیون ہاتہیون پر پردہ دار عماریون مین سوار پیش و پس چپ و راست فوج ہزار در ہزار آگے شہزادہ آرام دل پیچھے برابر وہ تینون حور شمائل گرمجوو کے اشارے سے فیلبان ملکہ حسن افروز کا ہاتہی ذرا بڑہائے ہوئے غرض اسی طرح خوش و خرم سوے وطن منزل بمنزل طے کرتے چلے جب در شہر پناہ ایک منزل باقی رہا آرام دل نے کئی ہزار ہرکارہ واسطے اطلاع کے بادشاہ کے حضور مین روانہ کیے شہر مین جو ایک غول اجنبی ہرکارون کا نظر آیا ہر ایک گھبرایا کسی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا کیون بہائی کہان سے آتے ہو اونہون نے جواب دیا کہ حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی جہان پناہ شہزادہ آرام دل بادشاہزادے تمہاری آج اس شہر مین داخل ہونگے نامرادون کے مقاصد دلی حاصل ہونگے یہ سنتے ہی لوگ مارے خوشی کے پہول گئے سب کاروبار بہول گئے لوگون کو گویا عید ہوئی جلدی جلدی ہر ایک نے کپڑے بدلے عطر لگایا گویا کوئے ہاتہی پر سوار ہوا کسی نے کہا کہ سب سپاہیون کو ساتھ چلنے کے لیے بلا لو کوئی بولو میان جلد جاؤ رتہ کسوا کے لاؤ کسی نے کہا جلد غسل منگواؤ شہدون مین غل ہوا کسی نے پکارا لے لیا لپک کے آ کوئی جو اکہیلتے کہیلتے اوٹہا اور جہوم کر کہتا ہوا چلا کہ ابے او رنگا می تیرے پیر کو یون تون کرون دیکہہ میرا شہزادہ آیا آج اٹہا رکہدی لاتا ہون الغرض ایک عالم امڈا ایک شہزادہ کے شوق دیدار مین چلا اور وزیر اعظم شہزادہ عالم کے استقبال کے واسطے بڑے کروفر سے روانہ ہوا آرام دل کی فوج اسقدر تہی کہ سواری تو باغ کو پہنچ گئی تہی اور نشان کا ہاتہی شہر کے اندر داخل ہوا ادہر شہر کی خلقت امڈی اودہر سواری آئی الله اکبر وہ ہجوم اژدہام آدمیون کی شور و غل ہے وہ ہو دہام کہ خلقت ایک جگہ پہرون اڑی رہتی تہی سواری دو دو گہڑی کہڑی رہتی تہی الحاصل سواری کے آنے کی صبح خبر ہو چکی تہی مگر شہزادہ عالم دو گہڑی دن رہے شہر مین داخل ہوئے خلقت دو رویہ صف باندہکر سلام کرتی تہی آرام دل سلام کا جواب اشارے سے دیتا تہا جب زیادہ گبراتا تہا ہاتہہ اوٹہا لیتا تہا سلام کے جواب مین لوگون سے رد و بدل ہوتی تہی ایک کہتا تہا نہین یہ میرے سلام کا جواب ہے وہ کہتا تہا کہ میان تمہاری طرف تو دیکہا نہین غرض اسی پر ہل چل ہوتی تہی پیچہلے ہاتہی پر جمعدار روپے اور اشرفیون کی کہچڑی تقسیم کرتا آتا تہا شہدون نے کسی سے اوسکا نام پوچہ لیا ہے تو وہ گالیان سنائین ایسی دہجیان اوڑائین کہ اوسکا ناک مین دم کر دیا

ہنساتے ہنساتے لوگون کو بسمل کردیا کسینے تالی بجائی کالینڈ ہینک مارا کسی نے گالی دیکر پکارا کسی نے کنکر پہینکی کسی نے لکڑی بڑہا کے پگڑی اوچہال دی کوئی بولا ابے او کرم بکس تجہے علی کی مار کوئی چہرہ ادہر تو پہینک کسی نے کہا او بدہے تجہے خدا کی سنوار دیکہہ بے ہم دعا دیتے ہین ذرا ادہر تو دیکہہ کسی نے کہا ابے او کرم بکس ہمارا سہجادہ تو بڑا سکہی داتا ہے مگر معلوم ہوا کہ سہجادی کنجوس مکہی چوس ہے ابے بدر کے گہوڑے تو بہی اوسی کا نوکر معلوم ہوتا ہے جب وہ بیچارہ مٹہیان بہر بہر کر پہینکتا تو شہدے کہتے ہان ٹہیک ہے ہان بنے پہینکے جا واہ تیرا کیا کہنا ہے ابے تو تو بوجہنا ہے تجہے الو کا پٹہا کون کہتا ہے غرض لیتے جاتے تہے اور گالیان دیتے جاتے تہے کہین ایک بیچارہ مسافر کہڑا سواری کی سیر دیکہہ رہا تہا اتفاقاً ایک اشرفی اوسکے آگے آپڑی اوسنے اوٹہا لی دو چار شہدے لپکے اپنا اپنا ہاتہہ پکڑکے کہا کہ لا ابے جروہ لا اگر دیدیگا تو اوڑان جہلے کی قسم ایک چٹا دونگا جب اوس نے انکار کیا تو ایک نے کہا ابے اسکو چیر غنو بنا ڈال دوسرے نے کہا یہہ اس طرح باج نہین آئیگا اسے گنٹہا بنا دیکر اوچہال غرض چہین جہپٹ کے اوس غریب سے وہ اشرفی چہین لی وہ جو رونے لگا تو ایک شہدے نے کہا بخلہ ابہی جہڑ جائے جو بٹ کلے پر دو دن چل ہٹ بی بیرے ہٹ یہین تیرے پیر کو کہو دون قصہ مختصر جب سواری دیوان خاص مین داخل ہوئی بادشاہ تخت پر جلوس فرماچکے تہے اور منتظر تہے کہ شہزادہ یہانتک آئے تو گلے لگائے تخت پر بٹہائے مگر کب رہا جاتا تہا جوہین دیوان خاص تک آنے کا حال سنا محبت پدری نے جوش کہایا بیتاب ہوگئے ذرا قرار نہ آیا گہبرا کر دوڑے شہزادے کا ہاتہی بیٹہا ہوا تہا وزیر اعظم سیڑہی پکڑے ہوئے شہزادے کو اوتار رہے تہے کہ **آرام دل** نے باپ کو بیقرار آتے دیکہا گہبرا کر زینے پر سے کود پڑا اور دوڑ کر باپ کا قدموس ہوا اور رو کے پشت پا سے آنکہین ملنے لگا ایسا رویا کہ ہچکی بندہ گئی بادشاہ فرزند کو آغوش مین دبائے اوسکی پیٹہہ پر منہ رکہے ہوئے لب چبا چبا کے ضبط سے روتے تہے ریش مبارک آنسوؤن سے بہگوتے تہے اور کہتے تہے کہ بابا گہر کو بے چراغ خاک سیاہ کر گئے تہے ہمین دین دنیا سے تباہ کر گئے تہے بادشاہ جب یہہ بیان فرماتے تہے لوگون کے کلیجے بیٹہے جاتے تہے ملکہ حسن افروز اور صنوبر اور سیمتن یہہ بہی اپنے اپنے ہاتہون پر عماری کے چلمنون مین سے دیکہکر افسوس کر رہین تہین اپنے اپنے والدین کو یاد کر کے ٹہنڈے ٹہنڈے سانس بہر رہین تہین غرض دیر تک یہی کیفیت رہی سبہون کو بشدت رقت رہی آخر بادشاہ نے سمجہا کر **آرام دل** کو محل مین بہیجا دروازے پر ایک ہجوم تہا سب عزیز و اقربا خواصین مغلانیان نوکر چاکر شہزادے کے آنے کے منتظر تہے بیگم صاحبہ اپنے فرزند کے شوق دید مین دروازے کے باہر نکلی جاتی تہین لوگ روکتے تہے مگر باز نہین آتی تہین **آرام دل**

اوسی بیقراری مین آتے ہی ماں کے قدمون پر گر پڑا اوسنے اپنے آرام دل کو چھاتی سے لگایا اور چشم اشکبار ہوئی کہ فوراً غش آیا لوگ زار زار روتے تھے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی سب بیقرار ہو رہے تھے آخر بادشاہ نے آکر سبکو تسلی دی اور رونے سے منع فرمایا بیگم صاحبہ کو بھی ہوش آیا سوار یان اوترین ملکہ حسن افروز اور صنوبر اور سیمتن پری تینون نے شسترے کو شرما شرما کر تسلیم کی ساس کی بڑی تعظیم کی بادشاہ نے بہوؤن پر سے بہت ساز و جواہر نثار کیا بیگم صاحبہ نے سبکو گلے لگا کر پیار کیا لوگون نے شہزادیون کو گھیر لیا اونکے دیدار سے اپنا دل سیر کیا رونمائی مین جواہرات اور اشرفیان اس قدر آئین کہ شہزادیون کے آگے ڈھیر لگ گئی بادشاہ نے جدا جدا تینون بہوؤن کو تین محل عنایت کئے اور سب کے کارخانے الگ الگ مقرر کر دئے ملکہ حسن افروز کے واسطے زمرد محل آراستہ ہوا صنوبر کے لئے شیش محل سجایا گیا موتی محل مین سیمتن کے واسطے خواصین اور پیش خدمتین مقرر ہوئین پھر از سر نو کارخانہ درست ہوا غرض اوس رات تمام شہر مین فرط سرور سے کیفیت شب برات رہی گھر گھر ناچ رنگ ہر محلہ مین جشن شبہائے آلام گذشتہ کی مکافات رہی صبحدم بادشاہ نے آرام دل کو تخت پر بٹھایا آپ سلطنت سی دست بردار ہوئے گوشۂ عافیت پسند فرمایا شہزادۂ آرام دل شہنشاہ گیتی ستان ہوا جہان پناہ و ماہ تابان ہوا وزرا امرا نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور نذرین پیش کین شہزادۂ جوان بخت بلند اقبال نے ہر ایک کو علی قدر مراتب خلعت گران بہا سے سرفراز فرمایا اور محمود وفادار کو اپنی مصاحبت مین ممتاز فرمایا پھر شاہ آرام دل دربار برخاست کر کے محل مین داخل ہوا اوسی روز سے یہہ معمول رکھا کہ ایک شب ملکہ حسن افروز اور ایک رات صنوبر پری پیکر کے پاس جشن کرتا اور ایک شب سیمتن پری کے محل مین رہتا تینون شہزادیون مین وہ محبت ہوئی کہ ایک دوسرے کی عاشق تھی ایک کی محبت دوسرے کی الفت پر فایق تھی آرام دل نے شہزادیون کی مشورے سے شمس الدین اپنے وزیرزادے کے ساتھہ بڑی دھوم سے قمر النسا کی شادی کی ان دونون کی بھی خانہ آبادی کی پھر مدام با عیش و نشاط و فرحت و انبساط سب عاشق و معشوق ملکر رہنے لگے فلک کج رفتار سے یہہ کسکو امید تھی مگر شکر ہے خدا نے یہہ دن دکھایا بچھڑون کو ملایا جس طرح ان سب کے مقاصد دلی حاصل ہوئے اوسی طرح اللہ تعالےٰ تمام عالم کی مطالب بر لائے اور سب کے صدقے مین مصنف کی بھی دل کی مراد دے آمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیرِ خَلقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِین

وَاٰخِرُ دَعوٰنَا اَنِ الحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِین ۰

خاتمے مین مختصر احوال مصنف کتاب کا پھر تذکرہ چند بزرگان و احباب کا اور وجہہ تصنیف داستان پھر ایک نئے جلسے کا بیان

بعد حمد و صلوٰۃ کے فقیر سید فخر الدین حسین سخن مصنف کتاب خدمت مین ارباب دانش اور اصحاب بینش

شہر مردم خیز مین رہا اور اب آوارہ وطن ہی میر تقی دہلی جو ایک شہر تہا رشک نعیم خلد تہے جمع عمدہ لوگ
وہان ہر دیار کے + اسکو فلک نے مار کے تاراج کردیا + ہم رہنے والے ہین اوسی اوجڑے دیار کے
حضرت جناب تقدس مآب گردون رکاب سر دفتر محققان عصر افسر شاعران زمن نجم الدولہ دبیر الملک
نواب اسد اللہ خان بہادر سہراب جنگ عرف مرزا نوشہ تخلص **غالب** اعلی اللہ درجہ
وتعالے اللہ تعالے شانہ جو جد فاسد محرر داستان ہین سرآمد شاعران حال وگذشتگان ہین عرصہ
دراز تک کمترین کو معظم الیہ سے درس وتدریس مین استفادہ رہا تحریر نظم ونثر پارسی اور اردو
کی مزاولت پر دل آمادہ رہا سبحان اللہ حضرت مدظلہ العالی امام شعرای ذی کمال اور پیشوای
نثاران صاحب دانش وشعور ہین قبلہ ارباب دیوان ہین ہم کیا کہین وہ تو ہند سے شیراز تک بلکہ
دور دور آفتاب سے زیادہ مشہور ہین شاعر بہت سے گذر گئے حضرت کی ہمعصر ہمسری کا دعوی کرکے
لکہتے لکہتے مرگئے مگر آج تک کوئی آپ سے بہتر ہوا بہتر تو کیا کوئی آپ کی برابر ہوا منصف مزاج آپ کا
کلام دیکہے اور غور فرمائے طبع عالی دقت پسند اور مائل بندش معانی بلند ہے اگر سمجہے تو لطف
اوٹہائے دیوان اردو جب تصنیف فرمایا بعضے رس اور سخندان لوگون نے ایک ایک شعر مین سو سو طرح
کا مزا پایا لیکن بعضے شاعر جو بڑے مشاق تہے اپنے فن مین طاق شہرۂ آفاق تہے اکثر اشعار نہ سمجہے
اور ہر ایک مصرعہ پرا اولجہے یہانتک کہ اضلاع اور امصار سے خطوط آنے لگے لوگ نواب صاحب
کی خدمت مین مطلب دریافت کرنے جانے لگے آسان شعر کہنے کی فرمایش ہوئی دوسرا دیوان
مرتب کرنے کی خواہش ہوئی آپنے اوس دیوان کو دریابرد کیا اور دوسرا دیوان موافق فہم
ابنائے روزگار کے ترتیب دیا پہر یہ رباعی لکہہ کر لوگون کو سنادی اور دیوان کے آخر مین لگادی
غالب مدظلہ مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل + سن سن کے اوسے سخنوران کامل +
آسان کہنے کی کرتے ہین فرمایش + گویم مشکل وگر نگویم مشکل **تواریخ مہر
نیمروز اور ماہ نیم ماہ** حسب الحکم **شاہ** ثریا جاہ از آغاز پیدایش حضرت
آدم علیہ السلام تا زمان حضرت صاحبقران ثانی امیر تیمور گورکانی اور دوسری
جلد مین وہانسے عہد بہادر شاہ ثانی تک ایک مہینے کے عرصے مین اس فصاحت اور بلاغت کے
ساتہہ لکہی کہ سب استادون نے آیکر آگے قلم رکہدیا پہر لکہتے کا نام نلیا مورخین سلف کی کتابین دہی ہوگئین
اتنی بڑی تاریخکو دو جلدون مین اور دو جلدونکو اٹہارہ جزو مین تمام کیا دریا کو کوزے مین
بہر دیا واقعی عجب کیا **انشاے پنج آہنگ** کو کہ جس مین صدہا مکتوب ہین جو

کیا دستنبو کتاب کی بے آمیزش لفظ عربی بالکل عبارت ہے جسمین مختصر مذکور حالات زمانہ غدر اور کچھ اپنی سرگذشت ہے جو شخص آپ کے احوال دریافت کرنیکا مشتاق ہے وہ دستنبو دیکھے یہ کتاب دیکھنے کے لایق ہی الغرض مین بخوبی دو برس رجب تک دہلی مین رہا زندگی کا لطف اوٹہاتا رہا حضرت ممدوح کے فیضان صحبت سے ثمرہ نیک پاتا رہا جب حضرت والد ماجد مدظلال جلالہ کی زیارت اور قدمبوسی کا اشتیاق ہوا پہر تو شاہجہان آباد مین رہنا شاق ہوا سنہ ۱۲۷۶ ہجری مین بلدہ لکہنؤ مین آیا قیصر باغ کا میلہ دیکہا شہر کی سیر کی چندے ٹہلا حضرت قضا شوکت فلک مرتبت ذو المجد والکرم مقدس و محترم قبلہ و کعبۂ دو جہان ممدوح برنا و پیر جناب خواجہ محمد بشیر صاحب مدظلہ جو زمانہ واجد علی شاہ مین مہتمم فوجداری کل ممالک محروسہ ملک اودہ کے تہے عموی فقیر ہین لکہنؤ مین سب اہل نظر جانتے ہین اصحاب بینش سمجہاتے ہین کہ خواجہ صاحب عالی خاندان ذی جاہ و مرتبت صاحب علم و حلم فارسی دان یکتا و بے نظیر ہین اونکی پاس رہا بعد عرصہ کے حضرت جناب گردون رکاب قدوہ خاندان مصطفوی زبدہ دودمان مرتضوی کریم ابن الکریم جناب پہوپہا صاحب قبلہ و کعبہ مرزا محمد ابراہیم صاحب خلف الصدق حضرت جناب مرزا محمد صدیق صاحب بہادر صدر امین لسلے ضلع سارن مدظلال جلالہم کہ سید سندی ہین عالی خاندان مشہور نزدیک و دور ہین اجداد امجاد اور بنا کان کے وقت سے بوجہہ عطای خطاب شاہی ملقب بمرزائی مشہور ہین لکہنؤ سے قصبہ آرہ ضلع شاہ آباد مین تشریف لائے میرے شادی کرنے کا قصد مصمم تہا اپنی فرزندی مین لینے کا ارادہ مستحکم تہا اسلیئے راقم الحروف کو بہی اپنے ہمراہ لائے یہان حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مقبول بارگاہ رب العلا مصدر رشد و عطا مرجع الانام منبع الاکرام واقف اسرار خفی و جلی حضرت جناب مخدوم شاہ سید امداد علی صاحب کی ملازمت حاصل ہوئی جناب قبلہ و کعبۂ دو جہان جد امجد نا حضرت ابو القاسم خواجہ نظام الدین احمد عرف فقیر صاحب برد اللہ مضجعہ و نور اللہ مرقدہ حضرت موصوف سے کمال محبت رکہتے تہے حقیقی بہائی سے زیادہ الفت رکہتے تہے او جناب کریم و مکرم مطاع عالم عقدہ کشای سلسلہ کار بستگان دستگیر درماندگان ملجا شکستگان مصدر جود و سخا معدن لطف و عطا جگربند علی جناب مولوی سید فرزند علی صاحب عم نوالہ کی ملازمت سے بہی مشرف اندوز ہوا ذات گرامی صفات اونکی بہی اس زمانہ مین غنیمت ہے مین اونکے اخلاق و شان و رحم و کرم پر جان و دل سے نثار ہون اونکو بہی میرے ساتہہ قلبی محبت ہے مگر جناب مستغنی الالقاب مخدومی مکرمی مولوی سید باقر علی صاحب جنکو ہمارے حضرت ہادی پیر و مرشد مدظلال جلالہ کے حضور سے ملک الشعرا کا خطاب ہے واقعی ایک ایک شعرا ون کا فرد ہے کلام مین انتہا کی شوخی اور درد ہے دیوان منتخب ہے لاجواب ہے

فضل خدا سے ہمت مردانہ رکہتے ہین وہ کمترین سے محبت برادرانہ رکہتے ہین کمال عنایت فرماتی ہین
غریب خانہ پر اکثر تشریف لاتے ہین مجہے عرصہ سے شغل وکالت ہے روزمرہ دربار جانیکا اتفاق ہوتا ہے
کبہی جو عدم فرصت کے سبب سے ملاقات مین عرصہ ہوجاتا ہے تو دل بیقرار کو چین نہین آتا ہے
مولوی صاحب ممدوح بہی بیچین ہوجاتے ہین آدمی بہیجتے ہین خود کرم فرماتے ہین اور ایک ہمارے شفیق
مرد باوضع اور خلیق سخنور بے عدیل و نظیر سرکردۂ انجمن نکتہ دان عالی وقار مولوی **محمد نور الحسن** صاحب
کہ اونکے اخلاق سعود اور اوصاف محمود اگر لکہون تو ایک دوسری کتاب تصنیف ہو مگر پہر بہی جیسا چاہتا
ہے اوسقدر نہ تعریف ہو وہ بہی اس ضلع مین زمیندار کلان اور وکیل ہین خدا کے فضل سے بااقتدار
صاحب عہدہ جلیل ہین اللہ تعالی ان بزرگوارون کو شاد رکہے دشمنون کو ان کی ناشاد اور دوستون کو
آباد رکہے ع این دعا از من و از خلق خدا آمین باد ٭ اور وجہ تصنیف اس داستان کی یہہ ہے کہ فقیر مدام
دلشاد غم دنیا سے آزاد رہتا تہا ایک روز یہہ جی مین آیا کہ فضل خدا سے اب ذی شعور ہوئے سن تمیز پایا
بقائے نام و نشان کی فکر کرنی ضرور ہے فرصت کو غنیمت سمجہنا کار ہر ذی شعور ہے بس آخر یہی بات
ذہن مین آئی کہ بہترین یادگار اس ہرنا پائدار مین تالیف اور تصنیف ہی اسی سے لوگون کا جہان مین
نام ہے اونکی تعریف ہے **مصنف** سخن سحر سا نہین اور کوئی خلف الصدق ٭ کہ تا بہ حشر جنے نام باپ کا رکہے
بقائے نام کی صورت نہین ہے اسکے سوا ٭ یہہ وہ نگینہ ہے جو نام کو جلا رکہے ٭ بغیر جہد مصنف
ہر ایک کے آگے ٭ مثال نکہت گل آپ کو سدا رکہے ٭ غرض سخن سے زیادہ نہین ہے چیز کوئی جو
سدا زمانہ مین قائم اسے خدا رکہے ٭ اور قطع نظر اس کے اپنا دل بہی لذت گیر چاشنی محبت ہے
عاشقانہ وضعون سے طبیعی الفت ہے کچہہ ان دنون طبیعت زیادہ تر مائل و وارفتہ ہی ہرچند
دل عشق منزل لڑکپن سے انہین باتون کا خوگرفتہ ہے **شعر** طفلی مین بہی ہٹ کرتے تہی ہم اور طرح کی جو
بہلاتی تہی دایہ تو گل داغ جگر سے ٭ الغرض اسی تردد طبیعت کی وا شدین عرصہ گذرا آخر نہ رہ سکا
دل نے اظہار حسن عشق مین بڑی کد کی اور معشوق نے بہی اپنے عاشق پر اس امر مین تاکید از حد کی
ناچار قصہ شاہزادہ **آرام دل** اور ملکہ **حسن افروز** کا اپنی طبیعت کے زور سے قلم بند کیا
اور مطلوب دونون کو خرسند کیا جب یہہ قصہ تمام ہوا **سحر وش سخن** اسکا نام ہوا اس نام
مین یہہ خوبی ہے کہ ہم نام و ہم تاریخ مگر ترکیب مین اسکی اضافت مقلوبی ہے

تاریخ تصنیف از مصنف

سن کے ہماری داستان کہنے لگے یہہ نکتہ دان
لکہنے کو سال اے سخن فکر جو دل مین کی ذرا

عشق کا خوب ہے بیان قصہ بہی یہہ عجیب ہے
ہاتف غیب نے کہا **نغمۂ عندلیب ہے**
۱۲۷۶ھ

تاریخ طبع از مصنف

چون بتائید خدا انجام یافت	قصۂ عجیب و مرغوب بیان	داستان عشق چون کردم رقم	ہدیہ آوردم بہ پیش دوستان
	سال طبعش از سخن ہاتف بگفت	طبعش زیبا و دلکش داستان	

بیان جلسہ

ایک جلسہ ہمارے دوستون کا جو موسوم بہ **انجمن احباب** ہے باتفاق یاران جلسہ ۱۸۵۵ء ایجاد ہوا حقیقت مین لاجواب ہے ایک دستور العمل جاری سب کار و بار ضروری بلکہ جملہ امور دینی و دنیوی طیار ہے سب احباب کا اوسی پر دار و مدار ہے زبان نہایت فصیح صاحبان جلسہ کی ایجاد سب زبانون سے جدا ہی اوسمین ہر ایک کو خوب مشاقی حاصل ہی صرف کتابت انگریزی نہین مگر مثل انگریزی خوشنما ہی اس جلسہ کے واسطی خاص ایک مکان رفیع الشان مع اسباب ضروری و سامان عیش و نشاط سجا ہوا ہے ہر طرح مرتبا ہے ہر چیز وہان مہیا ہے روزمرہ اوس مکان مین سب احباب کی نشست ہوتی ہے دوست آشنا آتی ہین قرینے سے بیٹھتے ہین ہیچوان پیتے ہین گلوریان نفیس کہاتے ہین کیفیت ہوتی ہے ہر مہینے کی ۲۹ اونتیسوین تاریخ ایک جلسہ کلان ہوتا ہے میلے کا لطف ہوتا ہے موجود ہر پیر و جوان ہوتا ہے رنج والم سب سے دور ہوتا ہے تعظیم اور تواضع ہر فرد بشر کی مد نظر رہتی ہے ہر ایک کا دل مسرور رہتا ہے اوس روز پچیس روپے کے ٹکے فقرا و مساکین کو للہ تقسیم ہوتے ہین اون لڑکون کو اکثر دیئے جاتے ہین جو یتیم ہوتے ہین چنانچہ یہہ ۲۹ اونتیسوین کا جلسہ ہمارا مشہور ہے دوکاندار مکان کے دروازہ پر دوکانین لگاتے ہین لوگ دور سے سیر دیکھنے کو آتے ہین شاہد ان گلعذار او مہوشان پری رخسار کی کثرت سے وہ مکان پرستان ہوتا ہے وہان کی زیب و زینت اور روشنی کی کیفیت دیکھکر راہ چلتون کو شادی کی محفل کا گمان ہوتا ہی تمام شہر کی طوائف نامی مجرے کو واسطی طلب کی جاتی ہین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خود چلی آتی ہین سب احباب ایک طرح کی پوشاک پہنکر بیٹھتے ہین از سرتا پا بلا فرق سب کی ایک وضع ہوتی ہے فرط محبت سی باہم کچھہ عجب ڈہنگ ہین کہ دوئی کا نام نہین سب آشنا یک رنگ ہین اوس بزم مین پہلے غزلخوانی کا چرچا ہوتا ہے بعد اوسکے رقص و سرود کی محفل آراستہ ہوتی ہے صبح تک عجب لطف کا جلسہ ہوتا ہے سب احباب فضل الہی سے بلازم سرکار دولت مدار ہین عہدہ ہائے جلیل پر مقرر ہین بہت ہوشیار کار گذار ہین جملہ اشخاص اکثر علوم اور فنون مین استعداد کامل رکھتے ہین طاق ہین ہمہ دان سب شاعر نام آور ہین

شعر گوئی مین مشتاق ہین یا دش بخیر جناب سید محمد افضل صاحب خضر تخلص جو عدالت دیوانی
ضلع شاہ آباد مین امین درجہ اول کے ہین عالی خاندان نیک ذات خجستہ صفات بے تکلف انتہا سے
ذہین اور فطین با مذاق لطیفہ گو حاضر جواب ہین دوستون مین ہمارے انتخاب ہین سید فرزند احمد صاحب
صفیر بلگرامی جو صاحب دیوان ہین تحریر اونکی چست روزمرہ درست نہایت خوش بیان ہین ہر شہر و دیار
مین اونکی علو خاندانی کی شہرت ہی ہر جگہ اونکی قدر و منزلت ہی بیان کرنے کے کیا حاجت ہے اور
صدر نشین اریکہ برتری منشی احمد حسین صاحب منشی محکمہ صدری عرف میان جان حیرت تخلص کہ مرد
با وضع عالی ہمت ذکی نکتہ سنج بے رنج سخن فہم خوش رو جوان ہین پیکر سخن کی جان ہین ایک ادنی وصف خلق
اونکا یہ ہے کہ جس شخص سے ایک ملاقات کرتے ہین وہ اونکا بدل مشتاق رہتا ہے تمام عمر اوسے
اونکی ملاقات کا اشتیاق رہتا ہی واقعی بڑے چالاک نہایت طرار گفتار ہین جوان رعنا خوش پوشاک
وضعدار ہین حکیم سید لقمان حیدر صاحب کہ متخلص بہ فقیر ہین کمال دانشمند ارسطو فطرت
لقمان ثانی طبیب بے نظیر ہین کتابین خوب یاد ہین تشخیص بہت اچھی نہایت خوبصورت نیک سیرت
قابل صحبت اور لائق ملاقات ہین مگر ملاقات کم کرتے ہین پابند اوقات ہین محمد برکت اللہ خان
صاحب سیفی تخلص کہ فی الحقیقت سیف زبان جادو بیان یار باوفا بے تکلف محبت مین یکتا ہین
اونکی کیا بات ہی عجیب ذی مروت آشنا ہین محمد صغر صاحب اصغر تخلص بلگرامی کہ ہر علم
و فن مین ماہر ہین شاعری کے واسطے موزون ہین نہایت نازک بر گو معاملہ بند محقق شاعر ہین طبیعت
بہت لطیف رکھتے ہین منشی بالک رام صاحب ملتی تخلص جو محرر محکمہ کلکٹری اور زمیندار
ہین رہ نورد جادہ محبت گام فرسای وادی مودت آشنا پرست ذی جاہ و وقار ہین میر
امجد حسین اور منشی ریاض علی اور منشی بنیاد علی تخلص توقیر یہ تینون صاحب رئیسان عظیم آباد
ہین ذی جوہر بحر خوبی کے گوہر ہین باغ عالم مین بسان سرو غم و الم سے آزاد ہین بابو سنت پرشاد
اور منشی علی حیدر صاحب حیدری تخلص یہ دونون نوجوان محکمہ کلکٹری اور فوجداری مین
مین سررشتہ دار ہین سرکاری نوکر ہین علم انگریزی اور فارسی مین بہرہ کامل رکھتے ہین بہت اچھی استعداد
ہے خلیق ہین ہر ایک سے محبت بدل رکھتے ہین منشی عطا حسین صاحب کہ جنکو سنہ ۱۸۶۱ء
مین سند وکالت درجہ اول کی ہماری ساتھ ہی عطا ہوئی ہین کیسی قانون دان اور لایق ہین کہ جنکا جواب نہین آمدنی اپنی کر
کہ جنکا حساب نہین منشی کیرت نراین صاحب پیشکار فوجداری شوکت تخلص منتظم خوش سلیقہ با اخلاق وضعدار ہین انکی ذات کی
خیر ہنت جاری ہے مشتہ النفر کو اوسکی جرایم کی سزا قرار واقعی دیتے ہین بڑے کارگذار ہین

راجہ صاحب آباد اور منشی بے نظیر منشی نظر علی صاحب نظیر سید عبد الحلیم صاحب حلیم اور
میانجان صاحب نہال اور منشی رگھوبر دیال صاحب مشیر یہہ سب صاحب آشنای بحر محبت مین
ان ہی لوگون سے رونق انجمن ہے اس جلسہ کا شریک ایک یہہ خوشہ چین خرمن بے دانشی محرر داستان ہیچمدان کمترین
فخر الدین حسین سخن ہے جامع المتفرقین خداے توانا ارحم الراحمین کے افضال و کرم سے یہہ جلسہ ایسا بازیب
و زینت ہے کہ خوش و خرم سب احباب ہین دوست دیکھکر مسرور ہوتے ہین دشمنون کے دل آتش رشک
و حسد سے کباب ہین جو علم موسیقی کا کا یہان آتا ہے اس جلسہ مین مجرا کئے بغیر نہین جاتا ہے اکثر
طوائف لکھنؤ سے آئین ارباب جلسہ نے اون کے ساتھہ وہ کام کیا ایسا کچھہ دیا کہ آج تک دولت مند
اور شاد ہین فراموش کاری ایسے لوگون کا شعار ہوتا ہے مگر صاحبان جلسہ کے احسانات سب
کو نہین یاد ہین ایک اون سے ایک راجہ کی سرکار مین ہزار روپیہ مہینے کی نوکر ہے مگر یاران
انجمن کے فراق مین اس جلسہ کے اشتیاق مین زندگی سے بیزار ہے کبھی جو ذکر آتا ہے کوئی اس جلسہ کی خبر
اوسے سناتا ہے تو رو دیتی ہے لیکن اتفاقات زمانہ سے مجبور ہے ناچار ہے الغرض ارباب جلسہ
کے اوصاف اور اس جلسہ کے فوائد اگر سب لکھے جائین تو کئی کتابین تصنیف ہون اسواسطے اس کتاب
مین مختصر اسی قدر حال رقم کیا زیادہ طول نہ دیا اللہ تعالی سب دوستون کو خوش و خرم رکھے
فلک تفرقہ انداز بد نظر سے نہ دیکھے حافظ حقیقی سب کا نگہبان رہے اور بالاتفاق سبھونکو باہم رکھے آمین ثم آمین

قصیدہ از نتائج افکار مصنف در مدح صاحب والا تبار ذی اقتدار مستر جی ایف مکنولڈ صاحب بہادر جنٹ مجسٹریٹ ضلع شاہ آباد باظہار مطلب خود در صنعت توشیح و غزلیات مصنف ورای آن غزلیات و اشعار کہ در کتاب نوشتہ شد

قصیدہ مدحیہ

ج	خوش ہر ایکی جنون خیز وہ آئی ہے بہار	ن	نکہت گل سے ہوا نشۂ جام سرشار
ا	ابر کے فیض سے خالی نہین یک ذرہ میں	ب	باغ لالہ سے کہلا دشت سے لے تا کہسار
ب	بے مزہ ساقی مدہوش نکر بادہ کشی	گ	گلشن دہر مین کس جوش پہ ہی فصل بہار
ن	ناز کرنا ترا بیجا ہے ہر اک ساغر پر	د	دہ سبے ظلم ترے جس کا ہی کبھی پر ہو مدار
ل	لا مرا بادۂ احمر جو پلاتا ہے نہین تو	د	دے مرا شیشہ و ساغر جو تجھے ہے انکار
ص	صبح سے آج اسی امر کے مین سوچ مین ہون	ا	اپنا مان الگ سب سے کردن گا تیار
ح	حرص دور کے پیمانوں سے مرے سوا ہین بہت	ب	بادۂ ناب کی ہے فکر مجھے لیل و نہار

ب	باغبان باغ کو آراستہ کر بہر خدا
ا	اج اس باغ مین اک محفل جمشیدی ہو
ر	روبرو پہولون کے گلدستہ بنا کر جن دے
ا	اب پنہا ہار تو گردن مین ہر اک شیشہ کے
ح	حور پر آنکہہ نہ ڈالون جو نظر آئے مجہے
م	مست رہتا ہون اوسی مہ کے تصور مین مدام
ه	ہان زبان روک سخن ہرزہ درا غفلت مین
ی	یہہ تو مانا کہ زمانہ ہے مخالف ہم سے
ض	ضد بتون سے ہوئی اب مجہکو خدا شاہد ہے
ر	روز اوڑاتا ہون مین خاک رہ جانان سر پر
ی	یاد رکہہ عاشق بے زر کو نہین لذت عشق
ی	یہہ بہی اک بے ادبی مجہسے ہوئی ای گلرو
ع	عوض مے وہ پلاتے ہین مجہے شربت وصل
ض	ضبط اہ شرر افشان سے مرے سینہ مین
ی	یاد دلدار مین اب کہینچین گے ہم نالۂ گرم
ه	ہے بجا شک مرا واعظ ترے سمجہانے پر
ا	ابر مین چاہیئے اسباب نشاط آمادہ
ی	یار ہو باغ ہو اور باغ مین ہو باد صبا
ن	نشہ ہو مے مین پہرا ہو پری شیشہ مین
ف	فیض ہو ابر مین اور ابر مین ہو برق نہان
ک	کرے مدہوش ادہر بوئے چمن عاشق کو
ل	لحن مرغان نواسنج سے ہو دل کو سرور
ک	کاسہ زر مین رکہے ہو وین کباب ماہی
ش	شکر ہے آج یہہ سامان مہیا سب ہے
ک	کیون نہ انشا کرون پہر ایک قصیدہ ایسا
ج	جمع ہوگی مری خاطر تو کرونگا مین رقم
	مہر ہر مصرع سے ہے اب مری خواہش پیدا

ه	ہر گل تر کو بنا رشک وہ روئے نگار
د	دور ہے سے مری گردش مین ہو چرخ دوار
د	دل مرا گل کا ہے بلبل کی طرح عاشق زار
م	محتسب کا نہ مجہے ڈر ہے نہ خوف اغیار
ش	شوخ وطرار ہے میرا بہی بت گلرخسار
ت	تیرہ بختی مین بسر کرتا ہون با عز و وقار
ک	کیا کیا چاہتا ہے وحشت دل کا اظہار
ح	حسرت جاہ بہی دل مین نہین ہے زنہار
د	وہ جو تسبیح کو چہولین تو مین پہنون زنار
م	مین ہون دیوانہ پہ ہون کام مین اپنے ہشیار
ن	نہ ملا میری دوا کے لئے مشک تاتار
ه	ہاتہہ سے ٹوٹ گیا میرے گلے کا ترے ہار
ر	رشک سے اب تو ہوا غیر کا جینا دشوار
ه	ہوگیا دل مرا خاکستر گلخن کا غبار
ک	کیا کرین یون ہین نکالین گے سدا دل کے بخار
م	مجہکو ڈر ہے کہ کہین تو بہی نہو عاشق زار
ر	روح کو تازہ کرے جس سے فضائے گلزار
م	مستی ایسی ہو صبا مین کہ وہ کردے سرشار
ص	صاف شیشہ ہو مے مین نہو گرد و غبار
ی	یار پہلو مین ہو اور یار سے ہو بوس و کنار
ی	یاد گل مین ہو ادہر تا کہ کنان بلبل زار
ی	یاس حسرت الم و درد کا ہو وہان نہ گذار
د	وہ صنم بر لب جو کہیلے بط مے کا شکار
ش	شاد ہون مین کہ مجہے بہی ہے میسر یہہ بہار
ی	یاد کرلین شعر اشوق سے جس کے اشعار
ی	یہہ زبان وصف مین ممدوح کی ہوگی ڈربار
	بیٹے صنعت مین کیا حال دل اوس سے اظہار

عہ ان شعر [illegible] مصرع [illegible] حرف [illegible] ۱۲

جس کا القاب زمانے مین ہے سرچشمۂ فیض
جسکو شاہنشہ اقلیم سخن کہتے ہین
جسکی ہے فکر بلند اوج وہ معنی وہ لفظ
جسکی ہر بات مین ہے صورت اعجاز مسیح
جو کہ ہے حسن مین یوسف سے زیادہ تمکین
جو کہ دنیا مین جوان بخت و جوان دولت ہے
صاحب جنت بہا درشہ اورنگ نشین
عدل کا اوس کے کیا لوگون نے چرچا وہانتک
شکوۂ جور بتان اب نرہا عاشق کو
لطف سے اوس کے ہے معمورہ عالم مین خوشی
طوطیٔ خامہ نے سیکھے وصف اوسکے بیان
بحر عمان ہوا ہی رشک سے پانی پانی
دل گذرگاہ خیال سخن آرائی ہے

جس کے اوصاف کا ہوتا ہی نہین مجہہ سے شمار
جس کی باتون پہ فصاحت بہی ہو جان سے نثار
جس کا ہے ذہن رسا واقف رمز اشعار
جس کے ہر فعل مین ہے صولت حکم جبار
جس کے شیدا ہین دل و جان سے بتان فرخار
جس کا اقبال جوان جسکا ہے طالع بیدار
بزم جمشید کے مانند ہے جس کا دربار
تا نہ دے شیر غزالان ختن کو آزار
یہہ بہی اب عہد مین اوس کے نہین رسم آزار
خلق سے اوس کے ہے ہر وقت زبان گوہربار
پہلے شنجرف سے کی سرخ جب اپنی منقار
نہرین دہوئے اگر آکے وہ دست دربار
اب سنے مطلع نو سامع باعز و وقار

مطلع

اے شہ تخت نشین مہ خورشید عذار
رونق گلشن فردوس ترا نقش قدم
تیری شوکت سے ہوا رستم بیدل لرزان
تجہکو آسان ہے دشوار کا آسان کرنا
بخت کو میرے مناسب ہے جو گرداب کہین
جور افلاک سے یہہ ہمکو یقین ہوتا ہے
اے سخن شکوۂ بیجا سے نہین کچہہ حاصل
ختم کر جلد قصیدہ کو دعا پر یعنے
جب تلک مہر درخشان سے رہے دن کو ضیا
تا رہے گردش افلاک سے اس عالم مین

فیض سے تیرے ہوا سارا جہان پرانوار
سرمۂ چشم کواکب ترے توسن کا غبار
تیری ہیبت سے ہوا سینۂ سہراب فگار
تجہہ سے دشوار ہے دشوار کا رہنا دشوار
روز روشن کو بجا ہے مرے کہنا شب تار
مرگ کے بعد بہی باقی نرہے نام مزار
کس کی سنتا ہے کہانی فلک ناہنجار
اب ہوا جاتا ہے یہان نقشہ عشرت کا خمار
جب تلک ماہ منور سے ہو روشن شب تار
دل عاشق کو قلق اور دل دلبر کو قرار

تو سلامت رہے دنیا مین بصد جاہ و حشم
تیرے احباب رہین شاد ترے دشمن خوار

غزلیات مصنف

تیرے بن گر دل بیتاب سرگرم فغان ہو گا ۔ زبانون پر فرشتون کے یقین ہے الامان ہو گا
اجازت ہو تو پھر دید ہم بھی آئین او پیار رے ۔ سُنا ہے کل ترے در پر ہجوم عاشقان ہو گا
پسینہ سے ترے چاہ زنخدان کی ہے زیبایش ۔ ہو اگر خشک یہہ پانی تو پھر اندھا کنوان ہو گا
موئے ہین عشق کاکل مین یقین ہے بعد مردن بھی ۔ نمایان مثل سنبل قبر سے اپنے دھوان ہو گا
پہن کر طوق قمری سرو ہو گا عاشق قامت ۔ خرامان باغ مین جس دم مرا سرو روان ہو گا
حقیقت کھل گئی عشق مجازی جب کیا ہم نے ۔ اوسی کو وصل حق ہو گا جسے وصل بتان ہو گا
خرام ناز سے تیرے قیامت ہوگی عالم مین ۔ زمین یہہ لامکان ہو گی جہان بے آسمان ہو گا

سخن کیا خوف ہے تجھکو عذاب روز محشر سے
ترا حامی رسول اللہ شاہ دو جہان ہو گا

مرنے پہ داغ دل تن بے جان مین رہ گیا ۔ روشن چراغ خانہ ویران مین رہ گیا
اعجاز خوش خرامی جانان سے نقش پا ۔ طاؤس بنکے صحن گلستان مین رہ گیا
مقتل سے نعش اوٹھائی کسی نے نہ بعد مرگ ۔ صد شکر مین بھی گنج شہیدان مین رہ گیا
اچھا ہوا شہید ہوئے پر بھی ہے غم ۔ دھبا لہو کا یار کے دامان مین رہ گیا
کیا زور ناتوانی ہے ٹوٹا نہ ایک تار ۔ پنجہ اولجھہ کے چاک گریبان مین رہ گیا
اوس آفتاب حسن کے آیا نہ روبرو ۔ خجلت کا داغ ماہ درخشان مین رہ گیا

دو گام چل سکا نہ جنون مین سخن کے ساتھہ
جب تھک گیا تو قیس بیابان مین رہ گیا

ہمسے علاج عشق جنون زا نہو سکا ۔ سر سے یہہ دور زلف کا سودا نہو سکا
کیا حضرت مسیح کی معجز نمائیان ۔ بیمار عشق ایک بھی اچھا نہو سکا
پیش نظر تھی چشم جو اوس گل کی باغ مین ۔ نظارہ سوئے نرگس شہلا نہو سکا
مفلس ہین آؤ سو رہو صاحب خطا معاف ۔ سامان عیش آج مہیا نہو سکا
محروم ہو کے دین سے کاٹی تمام عمر ۔ کچھہ کام تجھسے او سگ دنیا نہو سکا
آیا نہ وہ عیادت بیمار عشق کو ۔ اوس غیرت مسیح سے اتنا نہو سکا
غیرات ایک بوسہ نہ ہمکو ملا کبھی ۔ یہہ اقتضائے ہمت والا نہو سکا
سنتے ہین اونکو غیر سے پھر ارتباط ہے ۔ قسمین شدید کہا مین تھین دیکھا نہو سکا
دل کو ملا جو درد محبت کا کچھہ مزا ۔ منت کش علاج اطبا نہو سکا

دلبستگی گیسوئے جانان سے کیون سخن
کیا سا پیچ ہے کہ وا یہہ معما نہو سکا

میکدہ آباد ہو اوس ساقی گلفام کا
جس نے ساغر بہر دیا مجھہ رند مے آشام کا

عشق مین سودا ہے دور بادۂ گلفام کا
طوق ہے گردن مین اپنے عکس خط جام کا

بیٹھے ہین کوٹھے پہ وہ دیکھو تجلی طور کی
عالم بالا سے بالا تر ہے عالم بام کا

پہر بہی کہتا ہے دل صحرائے قیس آباد ہو
پہر ہوا سودا ہمین اوس شوخ لیلی فام کا

چشم تر مین اب مژہ پر اشکہائے گرم ہین
اپنے خسخانہ مین دیکھو لطف ہی حمام کا

کیا کرون وصف رخ پر نور زلف عنبرین
صبح کا عالم ہے اوسمین اسمین عالم شام کا

زہر کہائے گا سخن یہہ پہلے ہی سمجھے تہے ہم
تہا ہمین آغاز خط ہی مین خیال انجام کا

افشان چنا گئے وہ جبین پر تمام رات
دیکھا کیا مین جلوۂ اختر تمام رات

جلتے رہے نگاہون کے خنجر تمام رات
بسمل رہا مین عاشق مضطر تمام رات

آئی جو یاد جنبش مژگان رخنہ گر
دل مین چبہا کئے مرے نشتر تمام رات

وہ رشک آفتاب رہا شب جو میرے گہر
نکلا نہ چرخ پر مہ انور تمام رات

کیا ہے غضب تصور ابروے یار تہا
دیکھا کیا مین خواب مین خنجر تمام رات

وہ دن خدا کرے کہ سخن تجھکو ہو نصیب
وصل پری رخان و سمن بر تمام رات

مسجد سے کچھہ زیادہ ہے کوئی بتان پسند
کعبہ سے مجھکو بڑھ کے ہے ہندوستان پسند

زاہد کو ہوگی نرگس باغ جنان پسند
مجھکو نشیلی یار کی ہین انکھڑیان پسند

یہہ جان ہے یہہ جگر ہے یہہ دل تیرے نذر ہے
اس مین سے کوئی ہی تو کرائے دلستان پسند

گلشن کا شوق ہے نہ اوسے کشتی کا ذوق
اوس گلبدن کو ہے فقط آب روان پسند

زاہد تو ہے طرف مساجد سے دل لگا
مجھہ رند کو شراب کی ہین بہٹیان پسند

اوبت خدا کے واسطے دل کو گران نہ کر
واللہ دل سے ہین یہہ تری شوخیان پسند

کیا کم ہے سبزہ باغ کا مخمل کے فرش سے
مفلس کو آسمان کا ہے سائبان پسند

جاہل کی ہر طرح یہان مٹی خراب ہے
اے دل ہنر کو کرتے ہین اہل جہان پسند

مجھہ زار کو نہ باغ سے اپنے نکال تو
حاضر ہین مشت پر ہون اگر باغبان پسند

اشعار صاف صاف کی کیا بات ہے سخن

ایسے ہی شعر کرتے ہین اہل زبان پسند

موے ہین اوپری تیرے خیال روی روشن مین
چراغ طور جلتا ہے ہمارے کنج مدفن مین

وہ بلبل ہون اگر سرگرم نالہ ہون مین گلشن مین
لگا دون آگ او گلچین تری ہیٹی کی خرمن مین

غضب ہی آفت جان ہے ابہی سی تو لڑکپن مین
شرارت کوٹ کر حق نے بہری ہے تیری چتون مین

مزا ہے ساقیا چن دے گلابی صحن گلشن مین
بہار آئی پہنا دے ہار سب شیشون کی گردن مین

سپہر حسن ہو تم اور تارے خال عارض ہین
مہ کامل کا عالم ہے تمہارے روے روشن مین

نہ قسمت لیگئی پہر کوئے جانان مین کبہی ہمکو
نکل کر ہم برنگ بوئے گل آئے نہ گلشن مین

ہمین کیا خوف زاہد ظلمتِ کفر و ضلالت سے
چراغ نور ایمان ہے ہمارے کنج مدفن مین

وہ وحشی ہون کہ بعد از مرگ اپنی روح بہی ٹہہرے
نہ صحرا مین نہ گلشن مین نہ مسکن مین نہ مدفن مین

جنون مین ہم جب اونکے زیر بام آے تو فرمایا
صدائے درد ہے یہہ کسکی زنجیرون کے شیلون مین

بہار آئی نہ ٹہہرونگا کہے دیتا ہون مین یارو
زبردستی جکڑتے ہو مجہے زنجیر آہن مین

خفا گل سے ہو بلبل سرو سے قمری ہو آزردہ
رخ رنگین قد بالا ترا دیکہے جو گلشن مین

کبہی چہونے نہ پائے پاؤن تک جس بت کا ہم زاہد
زہے تقدیر اوسکا ہاتہہ ہو دست برہمن مین

پس از مردن سخن کی یہہ دعا ہے اپنی خالق سی
جمال احمدی ہووے میسر کنج مدفن مین

جو پہلے تہی الفت وہ کم دیکھتے ہین
عنایت کے بدلے ستم دیکھتے ہین

اٹہائے گا صدمے نہ یون کوئی عاشق
ہم ہی ہین کہ جور و ستم دیکھتے ہین

بڑے ناز سے ایک ٹہوکر لگا کر
مسیحا نفس مجہہ مین دم دیکھتے ہین

نہ بگڑو جو زلفون کو چہوتے ہین صاحب
ذرا تیرے سر کی قسم دیکھتے ہین

مرے صید افگن بڑی حسرتون سے
تجہے آہوان حرم دیکھتے ہین

اثر ہے محبت کا روتے ہین وہ بہی
سخن کی اگر چشم نم دیکھتے ہین

مست ہین محو جمال یار قیصر باغ مین
بیٹہے ہین جام سے دیدار قیصر باغ مین

مرگ کا سامان ہے بے دلدار قیصر باغ مین
سرو بن جاتے ہین شکل دار قیصر باغ مین

بلبل و گل ہم بغل ہین سرو قمری ہمکنار
ایک مین ناکام ہون بے یار قیصر باغ مین

پہرتے ہین حوران جنت شیشہ و ساغر لئے
رنگ ہے اے غیرت گلزار قیصر باغ مین

ناز اوٹہائے باغبان کب کون مثل بوی گل
جائینگے ہم پہاندکر دیوار قیصر باغ مین

ابر ہے مے ہے چمن ہے وہ گل رعنا ہی ہے
چل ذرا اے ساقیٔ میخوار قیصر باغ مین

بے ترے کیا خاک جائین سیر کو ای رشک گل
نوک سبزہ ہے سنان خار قیصر باغ مین

جوش پر ہے فصل گل للہ جام مل مین آج
پہول دے اے ساقئ سرشار قیصر باغ مین

گل ہوئی بلبل ترا رخسار رنگین دیکھکر
کبک ہے بسمل دم رفتار قیصر باغ مین

نکہت گل نے دماغ جان معطر کر دیا
ہر چمن ہے خانۂ عطار قیصر باغ مین

قہقہہ گل کو سکھا بلبل کو طرز گفتگو
سرو کو چل کر بتا رفتار قیصر باغ مین

اب چلو یہان سے بہت کی سیر تمنے اے سخن
جیتے ہو تو آؤگے سو بار قیصر باغ مین

عاشق ترا جہان مین کوئی اے صنم نہین
کسکو تری جدائی کا رنج و الم نہین

کس دن ترے فراق مین یہان چشم نم نہین
کس رات آہ و نالہ و درد و الم نہین

ہر دم نگاہ قہر ہے عاشق پہ ان دنون
پہلا سا اب وہ آپ کا لطف و کرم نہین

مارے خوشی کے پہول گئے میرے ہاتھ پاؤن
گلشن مین اونکو دیکہہ کے اوٹہتا قدم نہین

ارمان وصل یار نہ کیون ہم بیان کرین
کچہہ اور آرزو ترے سر کی قسم نہین

مصروف آپ ہین دل عاشق کے صید مین
بے خوف اب تو کون سا صید حرم نہین

کوئی بلا سے چیر کے پہلو نکال لے
یارو جو دل بہی ہے تو اک روز ہم نہین

سچ ہے بجا ہے تمکو ہماری خبر ہو کیا
اپنے ہی جذب دل مین اثر اے صنم نہین

مارا کبہی جلایا کبہی چشم یار نے
کیا کیا نگاہ لطف مین پنہان ستم نہین

یون لوگ اوس نگار کو جو کچہہ کہین مگر
نام خدا وہ حسن مین یوسف سے کم نہین

ہو وے نصیب وصل ترا مجہکو رات دن
اللہ سے کچہہ اور دعا اے صنم نہین

کس وقت قاصدا دم تحریر خط شوق
شنجرف خون دل نہین مژگان قلم نہین

اوبت ہمارے دل مین تو اپنی جگہہ نکر
کافر یہہ گہر خدا کا ہے بیت الصنم نہین

اقرار ہے کبہی کبہی انکار وصل ہے
اک بات کہہ دو ہان کہو یا اے صنم نہین

شکوہ کرون ستم کا تو مجہہ پر عتاب ہو
کیونکر کہون کہ حال پہ میرے خبر نہین

اے عندلیب بلبل باغ سخن ہون مین
مضمون ہر اک گل رنگین سے کم نہین

زخم خندان دیکھکر مین جوہر فولاد کو
زعفران کا کہیت کہئے خنجر جلاد کو

رحم آجاتا ہے میرے حال پر صیاد کو
ڈہاپ دیتا ہے قفس شنکر مری فریاد کو

بوجھ ہلکا ہوے ظالم کیون نہین کرتا ہی قتل
بار ہے شاید سبکدوشی میری جلاد کو

اے گلو بہولو نہ تم اپنے بہارِ حسن پر
چشمِ عبرت بین سے دیکھو عالمِ ایجاد کو

سب اسیرانِ قفس آمادۂ فریاد ہین
ناگوار اگر نہو ئے خاطرِ صیاد کو

خوش کرون کس بات سے خاطر کو فرقت مین سخن
کس طرح تسکین دون اپنے دلِ ناشاد کو

سو بہو کھینچی شبیہ اوس حور کی میرے لئے
کلکِ قدرت کہتا ہون مین خامۂ بہزاد کو

رخ پہ مائل کر لیا بلبل کو اوس نے باغ مین
بندۂ قامت کیا ہے سرو سے آزاد کو

حور کی صورت نظر آتی ہین سب معشوق یہان
جنت الفردوس کہئے عالمِ ایجاد کو

ساقیا تکلیفِ میخانہ کی تو مجھکو نہ دے
بزمِ عشرت سے نہین کچھ کام مجھ ناشاد کو

پر بندے ہین قید مین روزن قفس کے بند ہین
دیکھئے اب اور کیا منظور ہے صیاد کو

تو گرفتارِ قفس آخر پھڑک کر مر گیا
ہمصفیر و اِتنا کہدینا مرے صیاد کو

شکرِ اندوہ و غم مین گھر گیا ہی اب سخن
یا علی مشکل کشا ہو تمہو میری اِمداد کو

حالت ہے عجب شام و سحر دردِ جگر کی
بہتی نہین آنکھون سے جھڑی دیدۂ تر کی

اللہ رے نزاکت کہ دمِ بندشِ مضمون
تارِ رگِ اندیشہ ہے تشبیہ کمر کی

خاموشیِ لب مین بھی تکلم کا مزا ہے
کیا بات ہے واللہ بتِ رشکِ قمر کی

افسوس دمِ نزع رہی حسرتِ دیدار
ہم مر گئے پر اوس کو کسی نے نہ خبر کی

پیغامِ اجل تھی خلشِ جنبشِ منقار
بسمل ہوئے سنتے ہی اذانِ مرغِ سحر کی

مدفن ہو مرا کوچۂ قاتل مین عزیزو
مر کر بھی تمنا ہے اوسی راہ گذر کی

بستے نہین ارمان لبِ خاموش کی بوسی
کیا حرف تمنا بھی قسم ہے ترے سر کی

دل سے ہے غلامِ آلِ محمد کا سخن تو
بخشے تجھے اللہ گدائی اوسی در کی

وصل کی شب ایک بوسے پر لڑائی ہو گئی
ہان نہین کرتے ہی کرتے ہاتھا پائی ہو گئی

منزلِ دیر و حرم سمجھے اوسی کو زاہدا
کوچۂ جانان مین جب اپنی رسائی ہو گئی

حورِ جنت بھی اگر آئے نہ دیکھون اوسطرف
اک پری پیکر سے اب تو آشنائی ہو گئی

کر دیا برباد عشقِ خانمان برباد نے
خاک اوڑاتے ہین صنم جب سے جدائی ہو گئی

رخ سے جب اولٹی نقاب اوس آفتابِ حسن نے
پرتوِ انوار سے روشن خدائی ہو گئی

ہجر مین تیرے ہوا یہ حال اے جانِ جہان
زرد چہرہ ہو گیا رنگت ہوائی ہو گئی

شغل ہے اب تلک جلنے ہین جنون مین اے سحخرؔ
اپنی ہجر یار مین سودا دوائی ہو گئی

سر سے پا تک جو تری زلف رسا آتی ہے
ناز کرتی ہوئی عاشق پہ بلا آتی ہے

موسم بادہ کشی فصل بہاری کو لئے
ساقیا مست وہ ہوان دیار گھٹا آتی ہے

ابر کا کل سے مضامین کے گھرلاتا ہون
موج مین جب کہ مری طبع رسا آتی ہے

قید عصمت سے سخن بھی نہین ہوتا آزاد
بات کرتے مین بھی ظالم کو حیا آتی ہے

اندنون باغ مین وہ سرو بہی جاتا ہے
روز شمشاد و صنوبر پہ بلا آتی ہے

کوچہ اوس حور کا ہے غیرت فردوس برین
دل کہلا جاتا ہے جب سرد ہوا آتی ہے

یاد گیسو مین تڑپتا ہے تہمارا عاشق
رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

او لجھی اولجھی نہ شب وصل مین تقریر کرو
خیر ہے تم کو بھی شرکتنی بڑہا آتی ہے

تو بھی چل جسم سے اے روح پے استقبال
نگہت زلف لئے باد صبا آتی ہے

دفن ہے اس مین سحخنؔ لاشہ لیلی شاید
ہائے مجنون کے جو مرقد سے صدا آتی ہے

فرقت مین یان لبون پہ مرے جان زار ہے
آ اے اجل کہ تیرا فقط انتظار ہے

جوش جنون سے آبلۂ پا مین خار ہے
سر سبز دم قدم سے مرے خار زار ہے

مینائے مے ہے پہلو مین وہ گلعذار ہے
ہر لحظہ شکر نعمت پروردگار ہے

کیا آج فصل گل کی لب جو بہار ہے
سیخ کباب سے بط مے کا شکار ہے

زاہد سمجھ لے دیر و حرم سب مین ہے وہی
بتخانون مین بہی قدرت پروردگار ہے

ساقی چمن مین کشتی مے کی ہوا بندہی
کالی گہٹا ہے جوش پہ فصل بہار ہے

وہ رند بادہ کش ہون کہ افلاس ہے مگر
گردن مین ہر صراحی کے گوڑ کا ہار ہے

سودائی ہوں مین گیسوئے خمدار یار کا
جاتا ہون جس طرف کو ادہر مار مار ہے

او بت خدا کے واسطے آجا سحخنؔ کے پاس
درد جگر ہے سینہ مین دل بیقرار ہے

فروغ حسن مین بالا ہے تو خورشید خاور سے
خجل ہے ماہ تابان بار بار روئے انور سے

نہ جنت کی تمنا ہے نہ مطلب آب کوثر سے
غرض ہے داغ دل سے اور مطلب دیدہ تر سے

جو رون مین او ٹھے طوفان اشک دیدہ تر سے
جھڑی لگ جائے آنسو کی سحاب چشم گریہ سے

خیال روئے جانان عالم سودا مین ہے ہمکو
قرون ہے پنبہ داغ جنون خورشید محشر سے

رسائی عرش تک اوسکی ہوئی اور اوسکی کنعان تک
نہین رتبہ مین کچھ یوسف کو نسبت میرے دلبر سے

نہ نکلی حسرت دیدار بھی اے واے ناکامی
کیا قاتل نے یار و ذبح مجھکو تیز خنجر سے

صدائے نالہ صوا اور داغ خورشید قیامت ہے
مرا روز جدائی کم نہین کچھ روز محشر سے

خدانے اے صنم تجھکو کیا ہے نور سے پیدا
جہان مین اور جو بت ہین بنے ہین سب وہ پتھر سے

بس اب بہر خدا صورت دکھادے جان جاتی ہے
کہان تک اے صنم عاشق ترے دیدار کو ترسے

پڑے ہین طور اچھے وصل کے سامان ہین ای ہمدم
مگر ہم کیا کرین مجبور ہین اپنے مقدر سے

پڑا ہے جن کو اوتارا ساقی مہوش نے شیشہ مین
کیا واعظ کو محو دختر رز ایک ساغر سے

غبار آیا تمہارے دل مین دیکھو میریجانب سے
نظر آتے ہو پیارے صاف تم مجھکو مکدر سے

اوسی ساقی کا ہون مین تشنہ دیدار اے واعظ
پلائیگا جو ساغر بھر کے سب کو حوض کوثر سے

سخن نے کب کیا شکوہ تری ناآشنائی کا
خدا محفوظ رکھے او بت کافر ترے شر سے

یارب گلشن مین ہر ایک سرو شکل دار ہے
باغبان آنکھون مین اپنے گل برنگ خار ہے

یار بھی اپنا سراپا جلوۂ گلزار ہے
زلف سنبل ہے دہن غنچہ ہے گل رخسار ہے

جانتا ہے جب خدا کو تو کردہ غفار ہے
جام مے سے زاہدا پھر کس لیئے انکار ہے

جوش وحشت مین یہہ تیرا ہاتھ جاتا ہے کہان
اے جنون یہہ جیب ہے یا زخم دامن دار ہے

خیر ہے فرماؤ تو کس واسطے پژمردہ ہو
صورت برگ خزان کیون ان دنون رخسار ہے

کیا گنہ کیا جرم کیا تقصیر میری کیا خطا
آج رہنے سے یہان کیون آپکو انکار ہے

غیر ممکن تھا ظہور کبریائی تجھہ بغیر
باعث اظہار حق او بت ترا دیدار ہے

کیا قیامت ہے کہ اکدن شکل دکھلاتی نہین
آج کل امروز فردا وعدہ دیدار ہے

معنے سر انا کیا پوچھتے ہو زاہدو
حق کہون گا تو کہوگے مستحق دار ہے

خوب گلچھرے اوڑاتا ہے چمن مین آج کل
موسم گل کی بدولت باغبان زردار ہے

جاتے ہین بہشتی مین ہم لاحول پڑہ لیتی ہین ہم
جام مے پیتے ہین لیکن لب پہ استغفار ہے

پھر ہوا سودا مرے سر مین تمہارے زلف کا
بھر گران زنجیر میرے پاؤن کو درکار ہے

یون ہتیلی کو نہ ہر دم اپنے کھولا کیجیئے تو
اوڑ نہ جاے طائر رنگ حنا بردار ہے

بے سبب دوڑے نہین مین جا بجا یہہ چشم مین
اے سخن اب آنکھ اپنی مائل زنار ہے

مرا محبوب ایسا شاہ دین ہے
کہ جس کا فرش رہ عرش برین ہے

کوئی مونس نہین اس بیکسی مین
خیال یار بیکس ہمنشین ہے

شب فرقت مین نالون سی ہمارے
پریشان زاہد خلوت نشین ہے

ہجوم مور کا خط پر گمان ہے
دہان یار مین کیا انگبین ہے

مین تیرے ہجر مین مرتا ہون پیارے
تجھے میری خبر مطلق نہین ہے

خرام یار کا ہو وصف جس مین
زمین اوس شعر کی عرش برین ہے

کسی صورت نہین تسکین ہمدم
دل نالان بہت اندوہگین ہے

جہان مین حسن یوسف کی ہے شہرت
مگر میرا صنم اوس سے حسین ہے

غزل تم نے سخن کیا خوب لکھی
تمہاری فکر پر صد آفرین ہے

بہ تبدیل قوافی اک غزل اور
لکھو اسی مین کہ یہہ اچھی زمین ہے

نہین محشر مین کیا غم اے سخن ہے
تمہارے دل مین حب پنجتن ہے

دل دیوانہ اپنا مے کشو آب
خدا ے ساقی توبہ شکن ہے

چھپا ہے ابر مین ماہ منور
رخ زیبا پہ زلف پرشکن ہے

مکان جو وصل مین تھا عیش کا گھر
وہ دیکھو ہجر مین بیت الحزن ہے

چھوڑایا مجھکو میرے دوستون سے
بنا دشمن مرا چرخ کہن ہے

یہہ کیا دیر و حرم زنار و تسبیح
فریب و مکر شیخ و برہمن ہے

شب وصل عدو ہے اے سخن دان
ہمین یان ہجر مین رنج و محن ہے

قطعات تاریخات مطبوعہ پیشتر

تاریخ تصنیف از مصنف

سنکے ہماری داستان کہنے لگے یہہ نکتہ دان
عشق کا خوب ہے بیان قصہ بھی یہہ عجب ہے

لکھنے کو سال اے سخن فکر جو دل مین کی ذرا
ہاتف غیب نے کہا نغمۂ عندلیب ہے ۱۲۹۶ھ

تاریخ طبع از مصنف

چون بتائید خدا انجام یافت
قصۂ دلچسپ و مرغوب بیان

داستان عشق چون کردم رقم
ہدیہ آوردم بہ پیش دوستان

سال طبعش اے سخن ہاتف بگفت
طبع شد دیبا و دلکش داستان ۱۳۱۰

قطعهٔ تاریخ از جناب عمو صاحب قبله و کعبهٔ دوجهان جناب خواجه محمد بشیر صاحب مدظله العالی

بسرای خرد جوان شده جانفزای دل و جان — چه فسانه نمکین بیان چه بهین لطیفهٔ داستان
سخن سخنور نامور ز ریاض علم و ادب نور — همه نور بخش دل و نظر چو کعیت گشته ترانه خوان
بخشش بدلکشی ادا بهمه عشوه سنج و کرشمه را — ببرد شکیب ز سینه‌ها چو حدیث لعل پری‌وشان
بعدا اے هاتف خوش بیان پے سال یافته ام نشان — گل گلستان سخنوران شده سال طبع برائے آن
۱۲۸۱ھ

قطعهٔ تاریخ در صنعت توشیح از جناب میر وزیر صاحب نور تخلص

شاعر معجز بیان و اہل وضع — نور آب بحر فکر از سر گذشت
قصهٔ تازه بدهشش در گذشت — بهر تاریخش سروش او از داد
حرف آخر کن ہر مصرع حساب — از نظر این داستان کمتر گذشت
۱۲۸۶ھ

ایضاً

چھپا جب قصہ نایاب تصنیف سخن شاعر — ہوئی تاریخ کی نور دل کو فکر تب پیدا
چمن ہے عندلیب خوش نوائی کی صدا مجھکو — بہ تفریح دل کہا یہ گلستان سخن اچھا
۱۲۸۱ھ

ایضاً

وہ جو بھی اب داستان دلربا — بادشاہوں کو جو تھی مرغوب دل
گرچہ افراق ادب بولا سروش — نور کی تاریخ ہے مرغوب دل
۱۲۸۱ھ

از منشی احمد حسین صاحب منشی سرسری محکمہ کلکٹری ضلع شاہ آباد حیرت تخلص شریک جلسہ

ناظرین خوش شدند ازین قصہ — سامعین از دل شده مرغوب
سال طبعش چو خواستم حیرت — از دل آمد ندا عبارت خوب
۱۲۸۱ھ

از حکیم سید محمد لقمان حیدر صاحب فقیر تخلص شریک جلسه

چون بجنت آمده گلہائے کلام — چون از در پر شده دامان سخن
سال تصنیف رقم کرده فقیر — از سر ہوش گلستان سخن
۱۲۷۷ھ

از سید فرزند علی صاحب منیری صوفی تخلص

لکھا جو حسن افروز سخن آرام دل قصہ — کیا ہے شکرستان صفحہ کو شیرین بیانی نے
نئی وہ داستان ہے اور کیا عمدہ فسانہ ہے — سخن ہے طوطی جادو بیان کا یہ ترانہ ہے
بلا کی بندش آفت کی عبارت قہر کا مضمون — کہوں تاریخ میں اسکی ملا ہمیں ندا صوفی
سمند طبع کو ہر فقرہ اوسکا تازیانہ ہے — فسون ہے سحر ہے کیا جانفزا دلکش فسانہ ہے

ایضاً

یہ خوب سخن ہے واہ افسانہ کہا اچھا — کیا عمدہ مضامین ہیں جو قابل تحسین ہیں
دلسوز حکایت ہے دلچسپ عبارت ہے — کیا عمدہ اشارت ہے کیا طرفہ کنایت ہے
انداز سخن دیکھو اعجاز سخن دیکھو — تاریخ لکھوں صوفی دل خوب لگا ہے یہیں
کیا زور طبیعت ہے خالق کی عنایت ہے — کیا اچھی عبارت ہے کیا اچھی حکایت ہے

قطعهٔ تاریخ از افکار گہربار جناب مولوی سید باقر علی صاحب رونق بخش قصبهٔ آره ضلع شاه آباد

بنا سبز چه رنگین داستانی — نگاه سیر در چشم تماشا
که شد جاری از و بحر فصاحت — رسد از برق حسن او صد آفت
خرامان نوجوانان معانی — نه افسانه فسون عشق گر سحر
بباغ صفحه اش با صد نزاکت — کند تاراج صبر و هوش و طاقت

ربایند دل ز پرکاران و پرفن شرافت خانه زاد خاندانش بهر بزم شود سرگرم تقریر ذکی الفطرتی کاندر ستایش حسینے مه رخی نازک ادائی پے تفتیش تاریخ سرانجام	زانداز و ادا نار و اشارت درخشان نیر اوج سیادت شود بلبل چو گل محو سماعت رسد از بو علی بوئے عبادت فروغ عارض لطف و محبت چو سر بردم فرو در جیب فکرت چه زیبا مصرع رنگین و دلکش	چکید از نوک کلک خواجهٔ ما دبیر شاعر رنگین بیانے بهر علم و فنون علامهٔ دهر لطیفه بذله گوئی نکته سنجی چه دارد لذتے شیرین کلامش بغورش بوده ام حیران ما... زهے سر چشمه و حسن لطافت	کز خشید از رخش نور نجابت ذلیقے افصحے جان طلاقت بصرف و نحو و معنی و بلاغت چراغ بزم ارباب براعت که در لب چکید از جوش حلاوت بگوش باد مید از روح بهجت

قطعه تاریخ از طبع بلند جناب سید محمد افضل صاحب امین درجه اول عدالت دیوانی خضر تخلص شریک جلسه

دانش آگاه خواجه فخر الدین آن ضمیری ضمیر و ثانی شان	صاحب علم و شاعر کامل آن ظهوری و ثانی بیدل سال تاریخ آن بدل گفتم	آن نظامی نظام و فیضی فیض چون رقم کرد قصهٔ نادر گشته طبع احسن القصص ابدل ١٢٨١	آن نظیری نظیر و عرفی د... شادمانی بخضر شد حا...

قطعه تاریخ از جناب خواجه سید شاه علی اکبر صاحب مدظله عم حقیقی مصنف ملازم سر... شاه اوده متقیم کلکته سید تخلص

شاه او نازک خیال ذی شعور نسبته خردی بمن ادهمی	عاقل و فرزانه و ذی علم و فن بر کمال او فدایش جان من سیدا دیگر مجو تاریخ آن نحس	خواجه فخر الدین حسین ابن اوستاد قصهٔ دلکش چنان تحریر کرد از سر الهام گو شیرین سخن	آن تخلص خوب سید ارد... صبر شد رخصت ز شنج در...

قطعه تاریخ از منشی عطا حسین صاحب وکیل عدالت عطا تخلص شریک جلسه

جب چھپا قصه سروش سخن	دل احباب باغ باغ ہوا طبع سے اے عطا ہوئی فرصت	ہوا مشہور جب قصہ غرا سکا مادہ سال کا فسانۂ غ ہوا ١٢٨١	دشمنون کے دلون پہ داغ...

قطعه تاریخ از منشی بالکرام صاحب منشی تخلص شریک جلسه

حضرت والا خواجه صاحب نے	ایک قصه کیا ہے تازہ رقم	اوسکی تاریخ طبع اے منشی	سال فصلی ہے بیرا...

قطعه تاریخ از منشی علی حیدر صاحب انگریزی دان حیدری تخلص شریکجلسه

چون کتاب سخن لعبد خوبی	طبع گردیده هست خاطر خواه	بے سر چھد حیدری سالش	گر دانشا سگفت غنچه خا... ١٢٨٤

فی البدیه

...ہ تاریخ سال طبع از افکار ابکار مرزا محمد بیگ صاحب منصرم مطبع راجہ لوتی پرشاد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

...کے فضل اور انعام حق سے	چھپا کیا خوب یہہ نادر فسانہ	مصنف اسکے ہیں عالی سخنور
...ید العصر ہیں فخر زمانہ	سروش غیب سے آئی ندا یہہ	کہ ہے یہہ تحفۂ نادر ترانہ

۱۳۰ ھ

خاتمة الطبع

...رہ تعالیٰ شانہ فسانۂ نادرۂ زمانہ قصۂ عجیب و شوق انگیز داستان دلکش و لطافت آمیز غیرت افزائے گلعذاران چمن ...ے بسروش سخن تصنیف لطیف شاعر بے نظیر دبیر جادو تقریر نازک خیال شیریں مقال رونق انجمن سید محمد فخر الدین ...ن خان بہادر متخلص بہ سخن دہلوی مطبع فیض جیون پرکاش دہلی منبع ہنر پروران بے مثال لالہ گردہر لعل بماہ ستمبر مطابق ماہ ذی الحجہ ١٣٠٣ھ زیور انطباع سے آراستہ ہوا

اور حسب اجازت جناب منشی نول کشور صاحب معرض طبع میں آیا

حق تصنیف اس کتاب کا بحق جناب منشی صاحب

موصوف مالک مطبع اودھ اخبار لکھنؤ

محفوظ ہے

۱۲